www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری

Part 26-50

مصنف

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کی ولادت پر کعبہ کی چھت پر جھنڈا لگایا گیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میں نے تین جھنڈے دیکھے، ایک مشرق میں گاڑا گیا، دوسرا مغرب اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔

(دلائل النّبوة لأبي نعيم الأصبهاني :1/610، ح : 555)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابوبکر بن ابی مریم جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

② یحییٰ بن عبداللہ بابلتی ضعیف ہے۔

(تقریب التّهذیب لابن حجر : ۷۵۸۵)

③ حفص بن عمرو بن صباح ''حسن الحدیث'' ہیں، کتاب میں غلطی سے عمرو بن محمد بن صباح لکھا گیا ہے۔

سوال: کیا شب ولادت مصطفیٰ ﷺ کعبہ نے سجدہ کیا؟

جواب: ایسی کوئی روایت ثابت نہیں۔

سوال: کیا ہر زمانے میں غوث ہوتا ہے؟

جواب: جھوٹ محض ہے۔ ایسی کوئی بات دلیل سے ثابت نہیں۔

سوال: ''افراد'' کون ہوتے ہیں؟

جواب: یہ گمراہ صوفیا کی اصطلاح ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ولایت میں غوثیت کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فردیت کا درجہ ہے۔سوائے گمراہی کے اس میں کچھ نہیں۔

سوال: کیا غوث کے انتقال کے بعد غوثیت منتقل ہوتی ہے؟

جواب: غوثیت کی کوئی حقیقت نہیں، یہ محض گمراہ صوفیا کے دعاوی ہیں۔

سوال: حدیث: ''جس نے حج کیا اور میری (قبر کی) زیارت نہ کی، اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ اور اس معنی میں مروی تمام روایات ضعیف و نا قابل حجت ہیں۔

ان کے بارے میں اہل علم کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے حوالے سے بیان کی جانے والی تمام روایات ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔''

(الردّ على البكري: 253)

❀ علامہ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (۷۴۴ھ) کہتے ہیں:

''معترض (سبکی) نے اس بارے میں جتنی بھی روایات ذکر کی ہیں اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ دس سے زائد حدیثیں ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث صحیح نہیں، بلکہ یہ ساری کی ساری ضعیف اور کمزور ہیں، بلکہ بعض کا ضعف تو اتنا شدید ہے کہ ان پر ائمہ دین و حفاظ نے من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے۔اسی طرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے۔''

(الصّارم المُنكي في الردّ على السبكي: 21)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث کی ساری سندیں ضعیف ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(التّلخيص الحبير : 267/2)

فائدہ:

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

”اس بارے میں روایات کمزور ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں، کیونکہ ان کے راویوں میں سے کسی پر جھوٹ بولنے کا الزام نہیں ہے۔“

(تاريخ الإسلام :213/11)

❀ نیز حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

”اسی طرح ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کی سندیں تو ساری کی ساری ضعیف ہیں، لیکن وہ ایک دوسرے سے تقویت حاصل کرتی ہیں، کیونکہ ان کی سند میں کوئی متہم بالکذب راوی موجود نہیں۔“

(المَقاصد الحَسنة :647/1)

یعنی حافظ ذہبی وسخاوی کے نزدیک بھی اس حدیث کی ساری سندیں ”ضعیف“ ہیں اور اس کی کوئی ایک بھی سند حسن یا صحیح نہیں۔ البتہ وہ ان ساری ”ضعیف“ سندوں کے مل کر قابل حجت ہونے کا نظریہ رکھتے ہیں۔ ان کی یہ بات ان کے تساہل پر مبنی ہے اور کئی اعتبار سے محل نظر ہے:

① کئی سندوں میں ”کذاب“ اور ”متہم بالکذب“ راوی موجود ہیں، خود حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسی حدیث کی بعض سندوں کے راویوں کو ”کذاب“ اور ”متروک“ قرار دیا ہے۔

② کئی ”ضعیف“ سندوں کے باہم مل کر قابل حجت بننے کا نظریہ متقدمین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ائمہ دین کے ہاں رائج نہیں تھا۔ یہ بعد کے ادوار میں متاخرین نے بنایا اور اپنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تساہل پسندانہ قاعدے کے نفاذ میں متاخرین بھی اختلاف کا شکار ہیں۔ اسی حدیث کا معاملہ دیکھ لیں کہ ''ضعیف+ضعیف=قابل حجت'' کے قاعدے کو تسلیم کرنے والے اہل علم ہی اس کے حکم میں مختلف ہیں، بعض اسے ''ضعیف'' بلکہ من گھڑت قرار دیتے ہیں تو بعض اسے قابل حجت بتا رہے ہیں۔

سوال: حدیث: ''روزہ رکھو، صحت مند ہو جاؤ گے۔'' کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ حدیث معجم اوسط طبرانی (۸۳۱۲) وغیرہ میں آتی ہے۔ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

① سہیل بن ابی صالح مختلط ہے، زہیر کا اس سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہ ہو سکا۔

② زہیر بن محمد سے اہل شام کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ محمد بن سلیمان بھی شامی ہیں، لہٰذا روایت ضعیف ہے۔

اس روایت کو اہل علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔

سوال: ''ابن عربی المعروف شیخ اکبر'' کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: محمد بن علی بن محمد ابن عربی (۵۶۰۔۶۳۸ھ، بمطابق ۱۱۶۵۔۱۲۴۰ء) جو ''محی الدین'' اور ''الشیخ الاکبر'' کے لقب سے مشہور ہے، بالاتفاق ملحد، باطنی، زندیق اور کافر تھا۔ فلسفہ اور وحدۃ الوجود کے تصوف پر مبنی اس کے کفریہ عقیدہ کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

''اس (ابن عربی) کی سب سے بدترین کتاب الفصوص ہے۔ اگر اس میں کفر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں تو دنیا میں کہیں بھی کفر موجود نہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور نجات کا سوال کرتے ہیں۔"

(سير أعلام النّبلاء : 48/23)

❁ علامہ اسماعیل بن محمد کورانی رحمہ اللہ (٦٦٥ھ) نے ابن عربی کو "شیطان" کہا ہے۔

(مَجموع الفتاویٰ لابن تيمية : 247/2)

❁ علامہ ابراہیم بن معضاد ابو اسحاق جعبری رحمہ اللہ (٦٨٧ھ) فرماتے ہیں:

"یہ ناپاک شخص ہے، اس نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہر کتاب اور ہر نبی کے ساتھ کفر کیا ہے۔"

(مَجموع الفتاوى لابن تيمية : 246/2)

❁ علامہ ابو المحاسن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ (٨٢٣ھ) کے بارے میں ہے:

"آپ رحمہ اللہ بکثرت ابن عربی اور دیگر فلسفی صوفیا کا رد کیا کرتے تھے، اس میں اس قدر سختی کرتے کہ آپ رحمہ اللہ کو ابن عربی کی جو کتاب ملتی، اسے جلا دیتے۔"

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 31/3)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) ابن الفارض کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں:

"میں نے اپنے شیخ سراج الدین عمر بن رسلان بلقینی (٨٠٥ھ) سے ابن عربی کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فوراً جواب دیا: وہ کافر ہے۔"

(لسان الميزان : ٣١٨/٤)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (٩٠٢ھ) فرماتے ہیں:

"علامہ بلقینی رحمہ اللہ ابن عربی اور اس کی کتابوں کے مطالعہ سے نفرت دلاتے تھے۔"

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 89/6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ عزالدین ابن عبدالسلام رحمہ اللہ (٦٦٠ھ) فرماتے ہیں:

”ابن عربی برا شخص تھا، جھوٹا شیعہ تھا۔“

(لسان المیزان لابن حجر : 311/5)

❁ نیز ”زندیق“ کہا ہے۔

(فتاویٰ شامی : 239/4)

❁ علاء الدولہ، بیابانکی رحمہ اللہ (٧٢٦ھ) کے بارے میں ہے:

”آپ رحمہ اللہ محیی الدین ابن عربی اور اس کی کتب پر سخت طعن کرتے تھے اور اسے کافر قرار دیتے تھے۔“

(الوافي بالوفيّات للصّفدي : 233/7)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (٧٧٤ھ) ابن عربی کی کتاب ”فصوص الحکم“ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اس میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں، جن کا ظاہر صریح کفر ہے۔“

(البداية والنّهاية : 353/17)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (٧٩٢ھ) فرماتے ہیں:

لٰكِنَّ ابْنَ عَرَبِيٍّ وَأَمْثَالَهٗ مُنَافِقُونَ زَنَادِقَةٌ .

”ابن عربی اور اس جیسے (گمراہ صوفیا) منافق اور زندیق ہیں۔“

(شرح الطّحاوية، ص 494)

❁ علامہ محمد بن محمد ابوعبداللہ بخاری عجمی حنفی رحمہ اللہ (٨٤١ھ) نے ابن عربی کو کافر کہا ہے۔

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 294/9)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبدالسلام بن داود المعروف بہ عز قدسی رحمہ اللہ (۸۵۰ھ) کے بارے میں ہے:

''ابن عربی اور اس جیسے عقائد کے حاملین سب سے بڑے کافر ہیں۔''

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 205/4)

علامہ سراج بن مسافر قیصری حنفی رحمہ اللہ (۸۵۶ھ) کے بارے میں ہے:

كَانَ يُبَالِغُ فِي التَّحْذِيرِ مِنْ كَلَامِ ابْنِ عَرَبِيٍّ .

''آپ رحمہ اللہ ابن عربی کے کلام سے سختی کے ساتھ منع کرتے تھے۔''

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 244/3)

علامہ عمر بن موسیٰ بن حسن سراج رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) کے بارے میں ہے:

''آپ رحمہ اللہ نے فصوص لابن عربی کے رد میں نظم لکھی، جو (۱۴۰) اشعار پر مشتمل تھی۔''

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 141/6)

علامہ عبدالرحمٰن بن خلیل بن سلامہ رحمہ اللہ (۸۶۹ھ) کے بارے میں ہے:

''آپ رحمہ اللہ ابن عربی کے معتقدین کا سخت رد کرتے تھے۔''

(الضّوء اللّامع للسّخاوي :166/1)

علامہ بقاعی رحمہ اللہ (۸۸۵ھ) لکھتے ہیں:

''ملحدین مثلاً ابن عربی، ابن سبعین اور ابن فارض کا مذہب ہے کہ وہ خالق کے وجود کو مخلوق کا وجود قرار دیتے ہیں۔''

(تنبيه الغبي، ص 162)

قاضی اسماعیل بن ابی بکر ابن المقری رحمہ اللہ (۸۳۷ھ) فرماتے ہیں:

''جس نے یہود و نصاریٰ اور ابن عربی کے ہم نواؤں کے کفر میں شک کیا، وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی کافر ہے۔“

(تنبیه الغبي للبقاعي، ص ۲۵۳، الفتاوی الحدیثیة للهیتمي، ص 38)

❁ علامہ محمد بن محمد ابن شہاب غازی حلبی رحمہ اللہ (۸۹۰ھ) کے بارے میں ہے:

”آپ رحمہ اللہ ابن عربی پر سخت تنقید کرتے تھے۔“

(الضّوء اللّامع للسّخاوي: 301/9)

❁ ابوزکریا یحییٰ بن محمد مناوی رحمہ اللہ (۸۷۱ھ) کے بارے میں ہے:

”آپ رحمہ اللہ نے ابن عربی کی کتب اوران کے مطالعہ سے اظہار برأت کردیا تھا۔“

(الضّوء اللّامع للسّخاوي: 256/10)

پچاس کے قریب علمائے کرام اور قاضیوں نے اسے زندیق، ملحد اور کافر کہا ہے، بعض کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں؛

۱۔ الحافظ ابن حجر العسقلانی

۲۔ سراج الدِّین عمر البلقینِی

۳۔ زین الدِّین العراقی

٤۔ أبو زرعة ولیُّ الدِّین العراقی

٥۔ شمس الدِّین الذهبی

٦۔ عبد الرحمن بن خلدون

۷۔ بدر الدِّین بن جماعة

۸۔ شمس الدِّین محمد بن یوسف الجزری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

٩ـ إمام القرَّاء محمد بن محمد الجزرى صاحب الجزرية

١٠ـ على بن يعقوب البكرى

١١ـ محمد بن عقيل البالسى

١٢ـابن هشام، صاحب مغنى اللبيب، وأوضح المسالك فى ألفية ابن مالك

١٣ـ شمس الدِّين محمد العيزرى

١٤ـ علاء الدِّين البخارى الحنفى

١٥ـ على بن أيوب

١٦ـ شرف الدِّين عيسى بن مسعود الزواوى المالكى

١٧ـ شمس الدِّين الموصلى

١٨ـ زين الدِّين عمر الكتانى

١٩ـ برهان الدِّين السفاقينِى

٢٠ـ سعد الدِّين الحارثى الحنبلى

٢١ـ أحمد بن علي الناشري

٢٢ـ أبو بكر بن محمد بن صالح المعروف بإبن الخياط .

٢٣ـ العلامة السخاوي

٢٤ـ العلامة السعد التفتازاني .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے ابن عربی کے کفر پر اَلرَّدُّ عَلَى الْقَائِلِينَ بِوَحْدَةِ الْوُجُودِ نامی کتاب لکھی ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ مَنِ اعْتَقَدَ حَقِيقَةَ عَقِيدَةِ ابْنِ عَرَبِيٍّ فَكَافِرٌ بِالْإِجْمَاعِ مِنْ غَيْرِ النِّزَاعِ .

''جان لیجئے کہ جس نے ابن عربی کا حقیقی عقیدہ اپنایا، وہ بالا جماع کافر ہے، اس کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الرّدّ علی القائلین بوحدۃ الوُجود، ص 154)

ابن عربی حاتمی کے رد میں بے شمار اہل علم نے کتابیں لکھی ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ صوفیا کی خاص اصطلاحات ہوتی ہیں، جنہیں علما اپنے علم ونظر سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، جب ان اصطلاحات کے حقیقی معنی تک نہیں پہنچ پاتے، تو ان صوفیا کی تکفیر کر دیتے ہیں۔ ہمارے مطابق باطنی صوفیا نے دین اسلام کے مقابلہ میں نیا دین متعارف کرایا، جس دین کی اپنی اصطلاحات ہیں، جن کا مقصد اسلامی عقائد واعمال کی بیخ کنی کرنا ہے، یقیناً علمائے حق ان کی کفریات سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے بجا طور پر ان کی تکفیر کی۔ صوفیا کا دین ایسا معمہ ہے، جو عیسائیوں کے عقیدۂ ثالث ثلاثہ کی طرح کبھی حل نہیں ہوگا۔

سوال: مجلس سماع میں رقص کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: ایسی مجالس کرنے والے بدعقیدہ، باطنی صوفی اور فاسق وفاجر ہوتے ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

(لقمان: 6)

''بعض لوگ آلات موسیقی کے شوقین ہیں، تاکہ بغیر علم کے اللہ کے رستے سے بھٹکائیں اور اس کی آیات سے ٹھٹھا اور مذاق کریں، ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔''

❁ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب میں ہے:

''سماع، قوالی اور رقص، جو ہمارے زمانے کے صوفیا کرتے ہیں، حرام ہیں، ان مجلسوں اور محفلوں میں جانا اور ان میں بیٹھنا جائز نہیں۔ قوالی، گانا اور موسیقی کا حکم ایک ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:5/352، فتاویٰ شامی:6/349)

❁ علامہ عینی حنفی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

''قوال اور ناچنے والے کی گواہی قبول نہیں۔''

(البِناية شرح الهداية: 12/89)

سوال: ''فنا فی الشیخ'' کیا ہے؟

جواب: یہ باطنی گمراہ صوفیا کی اصطلاح ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے شیخ کے قلب کو اپنے قلب کے اوپر تصور کیا جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے فیوض و برکات شیخ کے قلب پر اترتے ہیں اور قلب شیخ سے چھلک کر اس مرید کے قلب پر اترتے ہیں۔

صحابہ کرام، تابعین عظام اور محدثین کا حصول فیض کا طریقہ یہ نہ تھا، بلکہ وہ فیض حاصل کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی احادیث سنتے تھے، علم حاصل کرتے تھے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: برتن میں آیات وغیرہ لکھی ہوں، تو اس میں کھانا کھانا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔ برتن سے آیات وغیرہ محو کرنی چاہیے۔

سوال: مدینہ طیبہ افضل ہے یا مکہ مکرمہ؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک مکہ اور مدینہ دونوں حرم ہیں، مگر مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ جبکہ بعض الناس کا کہنا ہے کہ مکہ اس وقت تک افضل تھا، جب تک نبی کریم ﷺ نے ہجرت نہ کی تھی، ہجرت کے بعد مدینہ افضل ہو گیا۔

سوال: روح کیا ہے؟

جواب: روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اس کے امر میں سے ہے۔ (بنی اسرائیل: ۸۵) اس کی حقیقت سے اللہ تعالیٰ نے آگاہ نہیں کیا۔

سوال: کیا مہدی رحمہ اللہ حنفی مذہب کے پیرو ہوں گے؟

جواب: بعض لوگوں کی یہ خام خیالی ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے متبع ہوں گے۔

سوال: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر کہاں ہے؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر کا تعین معلوم نہیں۔ روافض کا دعویٰ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر نجف میں ہے۔ یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

”کئی جاہل روافض یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر نجف میں ہے، یہ دعویٰ بے دلیل اور بے بنیاد ہے۔“

(البِداية والنّهاية: 20/11)

سوال: کیا مؤذن اذان کہنے کے بعد مسجد سے باہر جا سکتا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): مؤذن ہو یا مسجد میں بیٹھا کوئی اور شخص، بغیر عذر مسجد سے باہر نہیں جا سکتا۔

❀ مؤذن نے اذان کہی، تو ایک شخص اُٹھا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسے تاکتے رہے اور وہ مسجد سے باہر چلا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔''

(صحیح مسلم: 655)

البتہ اگر عذر ہو، تو بعد اذان مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

(صحیح البخاري: 629، صحیح مسلم: 605)

(سوال): روافض کی اذان کا کیا حکم ہے؟

(جواب): روافض کی موجودہ اذان کا ثبوت ان کے اصولِ اربعہ میں بھی نہیں ملتا۔ نیز یہ اذان مسلمانوں کے اجماعی و اتفاقی عقائد کے خلاف ہے۔

(سوال): قبرستان میں جوتا پہن کر جانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔

(سوال): فرمان علی رضی اللہ عنہ: ''دشمن تین ہیں: ایک آپ کا دشمن، دوسرا آپ کے دوست کا دشمن اور تیسرا آپ کے دشمن کا دوست۔'' کی کیا حقیقت ہے؟

(جواب): سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اس قول کی سند نہیں مل سکی۔

(سوال): ''وجد'' اور ''حال'' کی کیا حقیقت ہے؟

(جواب): وجد اور حال جو صوفیوں کے اعمال و افعال ہیں، بے حقیقت اور بے ثبوت ہیں۔ اسے تلبیس ابلیس کہہ سکتے ہیں۔ یہ وجد اور حال نصاریٰ سے مستعار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے ایسا ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❀ فقہ حنفی کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:

مَا يَفْعَلُهُ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الْوَجْدَ وَالْمَحَبَّةَ لَا أَصْلَ لَهُ .

”لوگ وجد اور محبت کے حال کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ بے حقیقت بات نہیں۔“

(فتاویٰ عالمگیری: 319/5)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

”جو صوفیا وجد اور محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، انہیں موسیقی سنتے وقت آوازیں بلند کرنے اور کپڑے پھاڑنے سے وجوبی طور پر روکا جائے گا، کیونکہ آوازیں بلند کرنا اور کپڑے پھاڑنا تو قرآن سنتے وقت بھی حرام ہے، تو موسیقی، جو کہ خود حرام عمل ہے، کو سنتے وقت ایسا کرنا کیونکر جائز ہوگا؟ خاص طور پر ہمارے دور میں، کہ اب گناہ عام ہو چکا ہے، قسم ہا قسم کی بدعات ظاہر ہو چکی ہے۔ ہمارے زمانے میں ایک گروہ مشہور ہو چکا ہے، جنھوں نے علما جیسا حلیہ بنا رکھا ہے اور صلحا کا روپ دھار رکھا ہے، جبکہ حقیقت میں ان کے دل شہوت اور فاسد خواہشات سے بھرے پڑے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ بھیڑیے ہیں، اللہ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے کہ یہ اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں، کیونکہ یہ تالیاں بجاتے ہیں، گانے گاتے ہیں، چیخیں مارتے ہیں اور خود پر بے ہوشی طاری کر لیتے ہیں۔ یہ سب ان کی جہالت ہے، جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے، مگر سنت رسول کی مخالفت کرے، وہ کذاب ہے۔ کتاب اللہ اسے جھوٹا کہتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ کون ہے؟ نہ ہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ اللہ کی محبت سے واقف ہیں۔ یہ اپنے خبیث دلوں میں عشقیہ تصویر بناتے ہیں اور فاسد خیال سوچتے ہیں، پھر اس سے بہت بڑے وجد کا اظہار کرتے ہیں، بری طرح روتے ہیں، طرح طرح کی حرکات کرتے ہیں اور تیز تیز زبان سے الفاظ ادا کرتے ہیں، ان کے منہ سے جھاگ بہہ رہے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جاہل اور بے وقوف عوام ان پر اعتقاد رکھتے ہیں، ان کی صحبت اختیار کرتے ہیں، خود کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اللہ کی شریعت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ محض فاسد دعووں اور بودے اقوال کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے لوگوں کے شر سے اور جن وانس کے شر سے محفوظ رکھے۔“

(مِنحَة السُّلوك في شرح تُحفة المُلوك، ص 489)

سوال: کیا روز قیامت شفاعت ہوگی؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ شفاعت برحق ہے، قرآن مجید نے کئی شفاعتوں کا اثبات کیا ہے، اس بارے میں احادیث متواترہ بیان ہوئیں ہیں۔ خارجی، معتزلہ، مرجئہ اور شیعہ روز محشر شفاعت کے منکر ہیں۔ خوارج کہتے ہیں کہ کبیر گناہوں کا مرتکب ابدی جہنمی ہے، شفاعت سے اسے خلاصی نہیں مل سکتی۔ یاد رہے کہ جو شفاعت کا منکر ہے، وہ گمراہ اور ظالم ہے، نصوصِ شرعیہ اور اجماع امت کا سخت مخالف ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ اول شافع (سب سے پہلے شفاعت کرنے والے) اور اول مشفع (جن کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی) ہیں۔

شفاعت وہی کرے گا، جسے اللہ رب العزت اذن دیں گے۔ جس کے لیے اذن ہوگا، اسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے لیے شفاعت ہوگی۔ انبیائے کرام، مقرب فرشتے، مومنین اور صالحین کی شفاعت برحق ہے۔ شفاعت دراصل شافع اور مشفوع کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز و اکرام ہے۔ یہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی کمال سلطنت و بادشاہت پر دلیل ہے۔ جس دن کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی بات نہیں کر پائے گا، اللہ تعالیٰ شفاعت کا اذن دیں گے، تو شفاعت کر سکے گا۔ افسوس صد افسوس! بعض لوگ بزرگوں کی قبروں پر جا جا کر دعائیں کرتے ہیں، اس لیے استغاثہ اور استمداد و استعانت کرتے ہیں کہ وہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے سفارشی ہوں گے۔ قرآن کریم نے ان کے اس نظریہ کی تردید کردی ہے کہ وہ روزِ قیامت ان کے دشمن ہوں گے، ان سے براءت کا اعلان کریں گے۔

قرآن کریم میں شفاعت کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں، جن میں سے ایک کی کفار اور مشرکین کے حق میں نفی کردی گئی ہے اور دوسری کا مومنوں اور اہلِ اخلاص کے حق میں اثبات کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم گناہگاروں کو اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے مشرف فرمائے، آمین یارب العالمین!

شفاعت کا ثبوت قرآن کریم، متواتر احادیث اور اجماعِ امت سے ملتا ہے۔

❀ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

''اہلِ علم کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت امت کے اہلِ کبائر کے لیے ہے، نیز اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کے ایک گروہ کو جہنم سے نکلوائیں گے، جو (جل کر) کوئلہ ہو چکے ہوں گے، انہیں نہرِ حیات میں ڈالا جائے گا، تو ایسے اُگیں گے، جیسے سیلاب کے کنارے دانا اُگ آتا ہے۔''

(رسالة إلى أهل الثغر، ص 97)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سوال: شفاعت کبریٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: شفاعت کبریٰ سے مراد وہ مقام محمود ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے وعدہ فرما رکھا ہے، کہ جب لوگ قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، محشر برپا ہو جائے گا، لوگ حساب و کتاب کے لیے بے تاب ہوں گے، اس شدت کے عالم میں لوگ انبیا کے پاس شفاعت کی غرض سے جائیں گے، وہ معذرت کر لیں گے، بالآخر خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جائیں گے۔ آپ ﷺ دربارِ الٰہی میں سربسجود ہو جائیں گے اور اللہ رب العزت کی تحمید و ستائش بیان کریں گے، آپ کا شفاعت کا اذن عطا ہو جائے گا، آپ کی شفاعت سے لوگوں کو غم و کرب اور مصیبت و تکلیف سے نجات مل جائے گی۔ یہ شفاعت نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

سوال: شوق علم کے لیے اہل علم کی تصاویر اپنے پاس رکھنا کیسا ہے؟

جواب: جاندار کی تصویر حرام ہے۔ کافر قوموں کا شعار ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ تصویر مٹانے کے لیے آئے تھے۔ تصویر کئی خرابیوں کا پیش خیمہ ہے۔

سوال: گردن کا مسح کرنا کیسا ہے؟

جواب: گردن کا مسح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، یہ ایجاد دین ہے۔

سوال: وضو سے پہلے ''بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام'' پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: وضو سے پہلے فقط بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ مذکورہ الفاظ پڑھنے کے بارے میں کوئی دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔

سوال: دوران وضو اذکار کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو میں ہر عضو دھوتے وقت مخصوص ذکر کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس بارے میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مروی تمام روایات نا قابل حجت ہیں۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

”اعضائے وضو پر ذکر کے متعلق تمام احادیث باطل ہیں، ان میں کوئی بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔“

(المَنار المُنيف، ص 120)

سوال: اگر کسی شخص میں ایک عمل کفریہ ہو اور باقی مسلمانوں والے ہوں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک عمل سے بھی کفر ثابت ہو جاتا ہے۔

سوال: کیا کھانے سے پہلے بسم اللہ کہہ لینا کافی ہے؟

جواب: جی ہاں، کافی ہے۔

سوال: کھانے سے پہلے بسم اللہ بھول جائے، تو کیا کرے؟

جواب: کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے، تو یاد آنے پر یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ .

”اللہ کے نام کی برکت سے میں کھانے کا آغاز واختتام کرتا ہوں۔“

(سنن التّرمذي : 1858، وسندہٗ حسنٌ)

سوال: کیا بدگمانی حرام ہے؟

جواب: جی ہاں، بدگمانی حرام ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الحجرات : ١٢)

''مومنو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''گمان سے بچیں، کیونکہ گمان سب سے بڑا جھوٹ ہے۔''

(صحيح البخاري : 5143، صحيح مسلم : 2563)

سوال: روافض میں شادی کرنا کیسا ہے؟

جواب: روافض دنیا کا جھوٹا ترین مذہب ہے۔ یہ جھوٹ یعنی تقیہ کو واجب سمجھتے ہیں۔ضروریات دین کے منکر ہیں۔ ان کا مذہب کئی کفریات وشرکیات اور بدعات وخرافات کا مرکب ہے۔ان میں لڑکی کی شادی کرنا ناجائز ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حدیث: ''جس نے سیاہ خضاب لگایا، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ خَضَبَ بِالسَّوَادِ، سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''جس نے سیاہ خضاب لگایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔''

(مسند الشامیّین للطبراني : 652، الكامل لابن عدي : 3/222، الناسخ والمنسوخ لابن شاهين، ص : 462، ح : 614، الأمالي للشجري : 2/249-250)

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔ زہیر بن محمد خراسانی جمہور کے نزدیک ''ثقہ'' ہے، لیکن اس سے اہل شام کی روایت ''ضعیف'' ہوتی ہے۔

(تقريب التهذيب : 2049)

یہ روایت بھی اہل شام کی ہے، لہٰذا یہ جرح مفسر ہے اور روایت ''ضعیف'' ہے۔

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''موضوع'' (من گھڑت) کہا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم : 2/299)

سوال: حدیث صحیح مسلم: ''اس سفیدی کو بدل دیں اور سیاہی سے اجتناب کریں۔'' کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فتح مکہ والے دن سیدنا ابوبکر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صدیق رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے۔ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال بالکل سفید تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سفیدی کو رنگ دیں، البتہ (بوڑھے کو) سیاہ رنگ دینے سے اجتناب کریں۔''

(صحيح مسلم : : 2102)

اس حدیث میں دو حکم ہیں اور دونوں استحباب پر محمول ہیں، ایک بال رنگنے کا اور دوسرا سیاہ خضاب سے بچنے کا۔ یہ حکم ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے انتہائی بڑھاپے کی بنا پر ارشاد ہوا، ان کے وجود پر سفیدی اس قدر غالب تھی کہ سیاہ رنگ انہیں کوئی فائدہ نہ دیتا۔

جس طرح بہت سارے اسلاف بالوں کو نہیں رنگتے تھے اور ان کے فہم و عمل کی بنا پر بالوں کو رنگنا فرض نہیں، اسی طرح اسلاف سیاہ خضاب لگاتے اور اس کی اجازت بھی دیتے تھے، لہٰذا اس بنا پہ سیاہ خضاب حرام نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے سیاہ خضاب لگا رکھا ہے، جیسا کہ کوئے کے پر، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، ابوعبداللہ! یہ کیا؟ تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا، امیرالمومنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے جوان دیکھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے انہیں منع کیا نہ معیوب جانا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 454/3، وسندهٗ حسنٌ)

دیکھئے ایک عمل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے متبع سنت خلیفہ کے سامنے آتا ہے، وہ اس پر متعجب ہو کر سوال تو کرتے ہیں، مگر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وضاحت کے بعد خاموشی اختیار کرتے ہیں، انکار نہ تردید اور وضاحت بھی کیا ہے؟ بوڑھا نظر نہ آؤں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اس عمل پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاموشی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ آپ بھی سیاہ خضاب جائز سمجھتے تھے۔

سوال: حدیث ہے: ''قرب قیامت کچھ لوگ آئیں گے، وہ سیاہ خضاب لگاتے ہوں گے، جنت کی خوشبو بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔'' اس کا مفہوم واضح فرما دیں۔

جواب: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آخری زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹے جیسا سیاہ خضاب لگائے گی۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گی۔''

(سنن أبي داوٗد : 4213، سنن النسائي : 138/8، ح : 5078، مسند الإمام أحمد : 273/1، المعجم الكبير للطبراني : 413/12، تاريخ ابن أبي خيثمة : 909، المختارة للضياء المقدسي : 233/10، ح : 244، شرح السنة للبغوي : 3180، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ مسند اسحاق بن راہویہ (كما في [النكت الظراف على الأطراف لابن حجر : 424/4]) میں الفاظ ہیں:

''وہ اپنی ڈاڑھیوں کو سیاہ خضاب لگائیں گے۔''

بعض لوگ اس حدیث سے سیاہ خضاب کی ممانعت وحرمت پر دلیل لیتے ہیں، لیکن ان کا یہ استدلال کمزور ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلافِ امت اور محدثین کرام میں سے کوئی بھی سیاہ خضاب کی ممانعت وحرمت کا قائل نہیں۔ دوسری یہ کہ اہل علم نے اس حدیث کا یہ معنی ومفہوم بیان نہیں کیا، بلکہ بعض اہل علم نے اس سے سیاہ خضاب کی حرمت پر استدلال کا ردّ کیا ہے۔

❀ مشہور محدث، امام ابوبکر ابن ابوعاصم رحمہ اللہ (۲۸۷ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں سیاہ خضاب کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔ اس میں تو ایک قوم کے بارے میں خبر دی گئی ہے، جن کی نشانی یہ ہوگی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري لابن حجر : 354/10)

❀ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

”اس سے سمجھ آتا ہے کہ وہ قوم اپنے حرام و ناجائز افعال کی بنا پر مذموم ہوگی۔ سیاہ خضاب فی نفسہٖ مذموم نہیں ہے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ خضاب لگاتے رہے، ان میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔“

(شرح مشكل الآثار : 313/9، ح : 3699)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

”آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے سیاہ خضاب استعمال کیا ہے۔ ان میں سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ بہت سے تابعین کرام بھی ایسا کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے اسے اس لیے مکروہ سمجھا ہے کہ اس میں ایک قسم کا دھوکا ہے۔ رہی یہ بات کہ سیاہ خضاب کے ذریعے دھوکے کا ارادہ نہ بھی ہو تو اس کا استعمال حرمت کے درجے تک پہنچ جائے اور اس کے استعمال کنندہ پر جنت کی خوشبو سے بھی محرومی کی وعید صادق آجائے، تو یہ بات آج تک کسی اہل علم نے نہیں کہی۔ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس معنی کا احتمال ہے کہ وہ اپنے کسی غلط عقیدے یا عمل کی بنا پر جنت کی خوشبو سے محروم رہیں گے، سیاہ خضاب کی بنا پر نہیں۔ یہ خضاب تو ان کی ایک نشانی ہے جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پہچان کے لیے بتلائی ہے، جس طرح خارجیوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ان کی نشانی سر کے بالوں کو منڈانا ہے۔ اس کے باوجود سر کے بالوں کو منڈانا حرام نہیں۔“

(الموضوعات : 55/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ مذکورہ حدیث میں موجود وعید سیاہ خضاب کی وجہ سے نہیں، ورنہ ''آخری زمانے'' کی قید کا کیا معنی؟ سیاہ خضاب کا استعمال کرنے والے تو صحابہ کرام سے لے کر ہر دور میں موجود رہے!!!

❀ علامہ محمد عبدالرحمٰن، مبارک پوری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے سیاہ خضاب کے مکروہ ہونے کی دلیل لینا صحیح نہیں۔''

(تحفة الأحوذي : 55/3)

سوال: روایت: ''زرد خضاب مومن کا ہے، سرخ خضاب مسلمان کا ہے اور سیاہ خضاب کافر کا ہے۔'' کی تحقیق درکار ہے۔

جواب: یہ روایت الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (۴/۱۸۵)، معجم کبیر طبرانی (۱۴۱۱۸) اور مستدرک حاکم (۶۲۳۹) وغیرہ میں آتی ہے۔ یہ سخت منکر روایت ہے۔ ابو عبد اللہ قرشی مبہم ونامعلوم ہے۔

❀ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث منکر ہے، بلکہ من گھڑت سی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ابو عبد اللہ قرشی کی کاروائی ہے۔''

(الجرح والتّعديل : 185/4)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(مختصر تلخيص الذهبي : 762)

سوال: حدیث: ''سیاہ خضاب لگانے والے کی طرف روز قیامت اللہ تعالیٰ (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔'' کا کیا حکم ہے؟

جواب: عامر شعبی، رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى مَنْ يَّخْضِبُ بِالسَّوَادِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''جو سیاہ خضاب لگاتا ہے، روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد :340/1)

یہ روایت سخت ''ضعیف'' ہے۔

① روایت ''مرسل'' ہے، عامر شعبی تابعی ہیں اور براہ راست نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں۔

② لیث بن ابی سلیم جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''مختلط و مدلس'' ہے۔

③ عبدالرحمٰن بن محمد محاربی ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: روایت: ''سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے لگایا۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت الغرائب الملتقطہ لابن حجر (۲۰۲/۱) اور الدر المنثور للسیوطی (۲۸۲/۱) میں آتی ہے۔ سند سخت ضعیف ہے۔

① منصور مولیٰ عمار وضاع (جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا) ہے۔

② عبداللہ بن موسیٰ اخلمی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

اس میں اور بھی علتیں ہیں۔

تنبیہ:

امام مجاہد رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

''سب سے پہلے کالا خضاب فرعون نے لگایا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 556/12)

اس کی سند ضعیف ہے۔اس میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

الاوائل لابی عروبہ (۳۳) میں سفیان نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے، مگر یہ سند سفیان بن وکیع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: روایت: ''اللہ تعالیٰ بوڑھے سیاہ خضاب لگانے والے سے بغض کرتا ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت الکامل لابن عدی (۸۵/۴) اور الغرائب الملتقطہ لابن حجر (۵۲۰/۲) میں آتی ہے۔اس کی سند سخت ضعیف ہے۔اس میں رشدین بن سعد متروک اور منکر الحدیث ہے۔

سوال: حدیث: ''میں انگارے یا تلوار پر چلوں یا اپنے پاؤں سے جوتا گانٹھوں، یہ مجھے محبوب ہے کہ میں مسلمان کی قبر پر چلوں۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنن ابن ماجہ (۱۵۶۷) وغیرہ میں آتی ہے۔اس کی سند عبدالرحمٰن بن محمد محاربی کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: کیا قبرستان میں جوتے پہن کر چلنا منع ہے؟

جواب: قبرستان میں جوتا پہننے اور نہ پہننے میں اختلاف ہے۔

❀ سیدنا بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چل رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، تو فرمایا:

''اے سبتی (چمڑے کی ایک قسم) جوتے والے! انہیں اتار دیجئے۔''

تو اس نے جوتے اُتار دیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(سنن أبي داود : 3230، سنن النّسائي : 2048 سنن ابن ماجه : 1568، وسندهٗ حسنٌ)

❀ قبرستان میں جوتا پہننا بھی ثابت ہے۔

(صحیح البخاري : 1378، صحیح مسلم : 782)

تمام دلائل میں تطبیق یہ معلوم ہوتی ہے کہ جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلنا مناسب نہیں، قبروں کے مابین چلنے والا ممکن ہے کہ قبروں کو پھلانگ دے اور قبروں کو پھلانگنا اہل قبور کے احترام واکرام کے منافی ہے۔ اس لیے قبروں کے مابین جوتے پہن کر چلنے سے منع کر دیا گیا۔

البتہ ضرورت کے تحت جوتا پہن کر قبروں کے درمیان چلنا جائز ہے۔

اگر قبرستان میں راستے بنے ہوں یا قبرستان کی اطراف میں چلنا ہو، تو جوتا پہن کر چلنا بلا کراہت جائز ہے۔

جوتے میں چلنے کی ممانعت صرف قبروں کے مابین چلنے کے ساتھ خاص ہے۔ یہ ممانعت تحریمی نہیں، تنزیہی ہے، اس میں اہل قبور کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

سوال: داڑھی چڑھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ داڑھی کو گرہ یا گانٹھ لگانے کی طرح ہے۔ یہ جاہلی رسومات میں سے ہے۔ ایسا تکبر و تجبر کی وجہ سے کیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس سے منع کر دیا۔ یہ اللہ کی تخلیق میں بگاڑ ہے۔ داڑھی کو کنگی کرنا مسنون ومشروع ہے۔

❀ رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

”جس نے اپنی ڈاڑھی کو گرہ لگائی، یا (نظر بد سے بچنے کے لیے) جانور کی گردن میں تاندکا حلقہ ڈالا، یا لید یا ہڈی سے استنجا کیا، تو محمد ﷺ اس سے بری ہے۔“

(سنن أبي داود : 36، سنن النّسائي : 5667، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: سودخوری پر کیا وعید ہے؟

جواب: سودخوری ہلاکت خیزی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ گناہ کبیرہ اور مہلک ہے۔ اللہ تعالیٰ سود کے مال سے برکت ختم کر دیتا ہے۔

- سودخوری اللہ ورسول کے ساتھ جنگ ہے۔ (سورت بقرہ:۲۷۹)
- سودخور روز قیامت خبطی اور مجنون ہوں گے۔ (سورت بقرہ:۲۷۵)
- سودخور کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ (سورت بقرہ:۲۷۵)
- نبی کریم ﷺ کو سودخور خون کی نہر میں عذاب دیے دکھائی دیے۔

(صحيح البخاري : 1386)

سود لینا، لینا، اس پر گواہ بننا، اس کی کتابت کرنا یا کسی لحاظ سے اس میں تعاون کرنا حرام، ناجائز اور موجب لعنت ہے۔

- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔“

(صحيح مسلم : 1598)

سوال: بال سیاہ رکھنے کے لیے ادویات استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ یہ طریقہ علاج ہے۔

سوال: امام خطبہ دے رہا ہے، بعد میں آنے والا کیا کرے؟

جواب: خطبہ کے دوران آنے والا دو رکعت پڑھ کر ہی بیٹھے۔ دلائل درج ذیل ہیں:

- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آ کر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سلیک! کھڑے ہو کر دو مختصر رکعت ادا کیجیے۔ پھر فرمایا: جمعہ کے دن خطبہ کے دوران آنے والا دو مختصر رکعت پڑھ کر بیٹھے۔“

(صحيح البخاري : 1166؛ صحيح مسلم : 875، واللّفظ لهٗ)

❀ عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کو مسجد میں داخل ہوئے، مروان بن حکم رحمہ اللہ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے لگے۔ سپاہی آپ کو بٹھانے کے لئے آئے، لیکن آپ نے انکار کر دیا اور نماز پڑھتے رہے۔ فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! سپاہی آپ کو نقصان بھی پہنچا سکتے تھے۔ فرمایا: میں ان دو رکعتوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا کہ خطبہ کے دوران ایک آدمی پراگندہ حالت میں داخل ہوا، تو نبی کریم ﷺ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ جو اس نے دوران خطبہ ہی ادا کیں۔“

(سنن التِّرمِذي : 511؛ مسند الحميدي : 2/326-327، السنن الكبرىٰ للبَيهقي : 3/194؛ الأوسط لابن المنذر : 1843، سنن الدارمي : 1593، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ جب کہ امام ابن خزیمہ (۱۸۳۰) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (۲۵۰۵) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

”سیدنا سلیک رضی اللہ عنہ دو رکعتوں سے فارغ ہوئے، تو نبی کریم ﷺ قیامت تک آنے والے ہر شخص کو حکم دیا کہ دوران خطبہ اگر مسجد میں آئیں تو دو رکعت نماز ادا کریں۔ کسی عالم کے لئے یہ تاویل کرنا جائز نہیں کہ یہ حکم سیدنا سلیک رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے لئے خاص تھا، کیونکہ وہ خطبہ کے دوران پراگندہ حالت میں داخل ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ کے حکم میں عموم ہے کہ جو بھی دوران خطبہ مسجد میں داخل ہو، دو رکعت پڑھے۔ آپ نے یہ حکم اس وقت دیا جب سلیک رضی اللہ عنہ دو رکعت پڑھ چکے تھے۔ نیز اس فرمان کو نبی کریم ﷺ سے بیان کرنے والے صحابی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ قسم اُٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے بعد میں یہ دو رکعت نہیں چھوڑ سکتا۔ لہٰذا انہیں سلیک رضی اللہ عنہ یا پراگندہ حال شخص کے ساتھ خاص کرنے والا احادیث نبویہ ﷺ کا صریح مخالف ہے، کیونکہ فرمان نبوی: ''دوران خطبہ آنے والا دو رکعت ادا کرے'' سے صرف ایک شخص مراد لینا اور دوسرے کو خارج کرنا محال ہے، اہل عرب کے ہاں ایک آدمی کے لیے ان الفاظ کا استعمال ممکن نہیں۔ میں نے ان احادیث کی مختلف سندیں کتاب الجمعہ میں جمع کر دی ہیں۔''

(صحيح ابن خزيمة : 167/3، 168، تحت الحديث : 1835)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

''یہ ایسی نص ہے، جس میں تاویل ممکن نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی عالم کو یہ روایت پہنچ جائے اور وہ اسے صحیح سمجھتا ہو، پھر بھی اس کی مخالفت کرے۔''

(شرح مسلم :287/1)

سوال: کیا وبائی علاقے سے باہر نکلنا جائز ہے؟

جواب: جس علاقے میں وبا پھیل چکی ہو، وہاں پر موجود لوگوں کے لیے علاقہ سے باہر جانا جائز نہیں، اسی طرح باہر کے لوگوں کے لیے وبائی علاقے میں داخل ہونا جائز نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ کسی طبی ضرورت کے تحت آیا، جایا جا سکتا ہے۔

❀ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تمہیں کسی جگہ کوڑھ کے مرض کا علم ہو، تو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے علاقے میں کوڑھ کا مرض نازل ہو، تو وہاں سے بھاگ کر مت جاؤ۔''

(صحيح البخاري : 5729، صحيح مسلم : 2219)

سوال: حدیث: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں زور سے چھینکنے کو ناپسند کرتے تھے۔'' بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب: یہ روایت الکامل لابن عدی (۱۱۴/۹) السنن الکبری للبیہقی (۳۵۸۱) وغیرہ میں آتی ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن یزید بن عبدالملک نوفلی ''ضعیف'' ہے۔

(الكامل لابن عدي : 146/9)

② یزید بن عبدالملک نوفلی بھی ضعیف ہے۔

(الكامل لابن عدي : 146/9)

③ داود بن فراہیج جمہور ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

سوال: کیا پیتل بتوں کا زیور ہے؟

جواب: پیتل کی انگوٹھی یا زیور پہننا جائز ہے۔ ممانعت پر کوئی صحیح حدیث نہیں۔

❀ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا، اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے آپ سے بتوں کی بدبو کیوں آ رہی ہے؟ اس نے انگوٹھی پھینک دی۔ پھر آیا اور لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، فرمایا: میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کو جہنمیوں کا زیور پہنے دیکھ رہا ہوں، اس نے وہ بھی دے پھینکی اور عرض گزار ہوا: اللہ کے رسول! کون سی انگوٹھی پہنوں؟ فرمایا: چاندی کی، یاد رہے کہ انگوٹھی میں ایک مثقال (وزن) سے زائد چاندی استعمال نہیں کرنی۔''

(سنن أبي داود: 4223، السّنن الکبرٰی للنّسائي: 9442، سنن التّرمذي: 1888)

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔ عبداللہ بن مسلم مروزی ابوطیب کی عدالت ثابت نہیں ہے۔

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کی حدیث لکھی جائے گی، قابل حجت نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعدیل لابن أبي حاتم: 165/5)

❁ امام ابن حبان ''الثقات'' (۷/۴۹) میں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

❁ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

سوال: انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہیے؟

جواب: انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہنی جاسکتی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے، جس میں حبشی (پتھر کا) نگینہ تھا۔ نگینے کا رخ ہتھیلی کی جانب کرتے تھے۔''

(صحیح مسلم: 2094)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔''

(سنن أبي داود: 4226، سنن النّسائي: 5203، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور دائیں ہاتھ میں پہنی۔“

(سنن التّرمذي : 1741، وسندہٗ صحیحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

❁ تابعی محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے صلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب رحمہ اللہ کو دائیں چھنگلی میں انگوٹھی پہنے دیکھا، تو پوچھا: یہ کیا؟ فرمانے لگے: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے دیکھا، آپ نگینے کا رخ باہر کو رکھتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔“

(سنن أبي داود : 4229، سنن التّرمذي : 1742، وسندہٗ حسنٌ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”حسن“ کہا ہے۔

(سنن التّرمذي : 1742)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔“

(صحیح مسلم : 2095)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی والی جانب ہوتا تھا۔“

(سنن أبي داود : 4227، وسندہٗ حسنٌ)

❁ نافع مولی ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔“

(سنن أبي داود : 4228، وسندہٗ صحیحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ امام ابوجعفر محمد بن علی باقر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔“

(سنن التّرمذي : 1743، وسندہٗ صحیحٌ)

ان احادیث میں جمع وتطبیق کی صورت یہ بنتی ہے کہ دائیں بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

”اہل علم نے دونوں طرف کی احادیث کو اباحت پر محمول کیا ہے۔“

(التّمهيد : 109/17)

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

”دونوں طرح جائز ہے، جونسے ہاتھ میں پہن لے، کوئی حرج نہیں۔“

(الجامع لأخلاق الرّاوي و آداب السّامع :387/1)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

”فقہا کا دائیں و بائیں ہر دو ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے جواز پر اجماع ہے، کسی ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی کراہت نہیں۔“

(شرح صحيح مسلم : 72/14)

سوال: انگوٹھی میں اپنا نام کندہ کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: انگوٹھی کے نگینہ میں کلمہ طیبہ کندہ کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔اس صورت میں بیت الخلا میں جاتے وقت انگوٹھی اتار لے۔

سوال: اللہ صاحب کہنا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے۔ سفر کی دعا والی حدیث میں اللہ تعالیٰ کو ''الصاحب'' کہا گیا ہے۔

(صحیح مسلم: 1342)

سوال: جس درخت کو نجس پانی لگتا ہو، اس کا پھل کھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ نجاست تحلیل ہو جاتی ہے۔

سوال: جس گائے کو چوری کا چارہ ڈالا جائے، اس کا دودھ پینا کیسا ہے؟

جواب: اگرچہ چوری کرنا حرام ہے، مگر اس سے دودھ حرام نہ ہوگا۔

سوال: جس کی کمائی حرام ہے، اس کو کوئی چیز فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ بیچنے والا اپنی چیز کی قیمت لے رہا ہے۔ وہ قیمت اس کے لیے حلال ہے۔

سوال: حرام خور کو مکان کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا علاج کرانا سنت ہے؟

جواب: جی ہاں، علاج کرانا سنت ہے۔ (بخاری: ۵٦٨٣، مسلم: ۲۲۰۵)

سوال: انگریزی دوائیاں استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: بہتر ہے کہ متبادل تلاش کیا جائے، ورنہ جائز ہے۔

سوال: کیا اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائے گا؟

جواب: ثابت نہیں۔ جنت صرف جن و انس کے لیے ہے۔

سوال: سبز جوتا پہننا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی شکل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی؟

جواب: اس بارے میں کچھ ثابت نہیں۔

سوال: کیا عشق جنت کا باعث ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے عشق کیا، تو اسے دل ہی میں چھپایا، پاکدامنی اختیار کی اور صبر کیا، اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما کر جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے۔''

(الطيوريات: 147/1، تاريخ بغداد للخطيب: 156/5، العلل لابن الجوزي: 286/2)

روایت سخت ضعیف ہے۔

① ابو یحییٰ قتات جمہور ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

② سوید بن سعید ہروی ضعیف، مدلس اور تلقین قبول کرنے والا راوی ہے۔

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العلل المتناهية: 286/2)

اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے، جس میں ابن ابی نجیح مدلس ہیں۔

✿ نیز اس سند کے متعلق علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ روایت ابن ماجشون پر جھوٹ ہے، انہوں نے یہ روایت بیان نہیں کی اور نہ ہی زبیر بن بکار نے ان سے روایت کی ہے، بلکہ یہ کسی جھوٹے راوی نے (ابن ماجشون پر) تھوپ دی ہے۔''

(الدّاء والدواء، ص 570)

سوال: نماز کے سجدہ میں سجدہ شکر کی نیت کرنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: جس ریاست میں حدود قائم نہیں، وہاں کسی نے زنا کرلیا، کیا توبہ سے گناہ معاف ہو جائے گا؟

جواب: توبہ کرے، باقی معاملہ اللہ کے سپرد کردے۔

سوال: کیا امامت نبوت سے افضل ہے؟

جواب: یہ روافض کا نظریہ ہے۔ جو کفر محض ہے۔

❁ علامہ ابوالحسن علی بن یحییٰ زوندویستی حنفی (۳۸۲ھ) لکھتے ہیں:

"امت کا اجماع ہے کہ مخلوق میں سب سے افضل انبیائے کرام ہیں اور ہمارے نبی (محمد ﷺ) انبیا میں سب سے افضل ہیں۔"

(البحر الرّائق لابن نُجيم: 353/1، حاشية الطّحطاوي: 184/1، فتاویٰ شامی: 527/1)

❁ علامہ عبدالقاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

"اکثر امت کے ساتھ ساتھ ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ ہر نبی، ہر غیر نبی ولی سے افضل ہے، جبکہ غالی روافض کا خیال ہے کہ (ان کے) ائمہ، انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔"

(أُصول الدِّين، ص 298)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

"ہم قطعی طور پر ان غالی روافض کی تکفیر کرتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ (ان کے بارہ) ائمہ، انبیائے کرام سے افضل ہیں۔"

(الشِّفا بتعريف حقوق المصطفٰى، ص 290)

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔“

(مِنهاج السُّنّة : 417/2)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

”بلاشبہ نبوت سب سے اعلیٰ منصب ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔“

(تفسير ابن كثير :222/1)

سوال: امام ضامن باندھنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز و حرام ہے۔ یہ روافض کا شیوہ ہے۔

سوال: آنکھ سے پانی نکل آیا، وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: آنکھ، منہ یا ناک وغیرہ سے پانی نکل آئے، تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: بزرگوں کے عرس کرانا کیسا ہے؟

جواب: قبروں پر عرس اور میلوں کا انعقاد بدعت، حرام اور ناجائز ہے، یہ دراصل ہندوؤں کی نقالی ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صریح نافرمانی، سلف صالحین کی مخالفت، حدودِ شرع سے تجاوز اور انہدامِ اسلام ہے۔ عقیدہ و عمل کی بہت سی خرابیاں اسی سے وابستہ ہیں۔ یہ قریب بہ شرک یا بے شمار بدعات و خرافات کا موجب ضرور ہے۔ اس سے مشرکانہ عقائد و اعمال پروان چڑھتے ہیں۔ اس فعلِ بد کو سند جواز دینا درحقیقت احکامِ شریعت کی کھلم کھلا توہین ہے۔

عرسوں اور میلوں کا اصل سبب جہالت اور غلو ہے۔ اس لیے یہ قبر کے متعلق فتنوں میں بڑا فتنہ ہے۔ شرک کے قلع قمع کے لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ یہ وقت اور قیمتی مال کا ضیاع ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نماز میں امامت کراتے وقت پیچھے بھی دیکھ سکتے تھے؟

جواب: جی ہاں، یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ نماز کی حالت میں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتے تھے۔(بخاری:۴۱۸، مسلم:۴۲۴)

سوال: حدیث: ''جمعہ کے دن اللہ کے ہاں سب سے افضل عمل نماز فجر باجماعت ادا کرنا ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت شعب الایمان للبیہقی (۳۰۴۵) اور حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۷/ ۲۰۷) میں آتی ہے۔اس کی سند صحیح ہے۔

سوال: کیا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں؟

جواب: جی ہاں، عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں، قرب قیامت نزول فرمائیں گے، قرآن، حدیث، اجماع امت اس پر دلیل ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: آیت:﴿يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ......﴾ کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: اس آیت میں تَوَفّی کا معنی موت کیا جاتا ہے، حالانکہ اس کا معنی ''موت'' نہیں، بلکہ ''اٹھایا جانا'' ہوتا ہے، البتہ یہ لفظ مجازا موت کیلئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔

اور یہ ایک قاعدہ ہے کہ جس کلام میں دو معانی موجود ہوں، اس کو حقیقی معنی سے پھیرنے کے لئے دلیل یا کسی صریح قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے، تو اس آیت کا معنی ''وفات پا چکنا'' کرنے کا کوئی قرینہ موجود نہیں، البتہ قرآن وحدیث، اجماع امت اور علمائے دین کی تصریحات سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھایا گیا ہے، قرب قیامت آپ کا آسمان سے نزول ہوگا۔

سوال: کیا مسجد کا متولی یہ کہہ سکتا ہے کہ میری اجازت کے بغیر کوئی مسجد میں وعظ نہ کرے؟

جواب: مساجد کے متولیان عموما عامی لوگ ہوتے ہیں، علماء نہیں ہوتے۔ کسی کے وعظ یا درس کو جانچنے یا روکنے کا اختیار عوام کو نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ مسجد میں موجود عالم دین یہ بات کہہ سکتا ہے کہ جو شخص وعظ کرنا چاہتا ہے، اس کو تب ہی اجازت دی جائے گی، جب اس کے عقائد ونظریات یا علمی حیثیت سے واقفیت حاصل نہ کی جائے۔ اسی میں عوام کا فائدہ ہے۔

سوال: اعلانیہ صدقہ کرنا جائز ہے؟

جواب: ریا کاری کے لیے نہ ہو، تو جائز ہے، بلکہ بعض اوقات مستحسن ہوتا ہے، کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں دوسروں کے لیے ترغیب ہوتی ہے۔

سوال: حدیث: ”صدقہ رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔“ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت ترمذی (٦٦٤) میں آتی ہے۔ اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

سوال: کیا یہود نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا؟

جواب: قرآن کریم کی رو سے یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہونے دیا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿بِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا، وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا، بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا، وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾.

(النّساء: 156-159)

”یہ سزا ان کے کفر کے باعث اور مریم (علیہا السلام) پر بہت بڑے بہتان باندھنے کے باعث اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسی ابن مریم کو قتل کر دیا ہے، حالانکہ انہوں نے عیسی علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، نہ ہی وہ آپ کو سولی دے سکے ہیں، بلکہ ان کو شبہ ڈال دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے اس پھانسی کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

واقعہ میں اختلاف کیا ہے، وہ لوگ شک میں مبتلا ہیں، ان کو کوئی علم نہیں، سوائے ظن کی پیروی کے، انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے، یقیناً یہود و نصاریٰ عیسیٰ کی وفات سے پہلے آپ پر ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔''

سوال: کیا آیت: ﴿وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنَىٰ﴾ کا معنی یہ کرنا کہ ''آپ کو کثیر امت والا پایا کہ شفاعت کا وعدہ فرما کر آپ کو بے پرواہ کر دیا۔'' درست ہے؟

جواب: یہ معنوی تحریف ہے۔ ائمہ اہل سنت کی یہ تفسیر نہیں۔

سوال: تاویل کیا ہے؟

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''تاویل سے تین مفہوم مراد لیے گئے ہیں: ① **متاخرین کی اصطلاح میں تاویل**: اکثر متاخرین کی اصطلاح میں تاویل سے مراد ہے: لفظ کو کسی دلیل کی بنا پر راجح معنی سے مرجوح معنی کی طرف پھیرنا۔ ان متاخرین کی اصطلاح کے مطابق کسی لفظ کا وہ معنی، جو اس کی ظاہری مراد سے مطابقت رکھتا ہو، تاویل نہیں کہلائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''تاویل'' کے لفظ سے یہی مراد لیا ہے، نیز تمام نصوص کی ظاہری مدلول کے برعکس تاویلات ہیں، جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا تاویل کرنے والے جانتے ہیں۔ متاخرین میں سے بہت سے اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ نصوص کو ان کے ظاہری معانی پر رکھا جائے گا، ان کا ظاہری معنی ہی مراد ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ یہ بھی کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ان نصوص کی ان مفاہیم کے علاوہ بھی تاویل ہے، جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ائمہ اربعہ وغیرہ کو ماننے والوں میں کئی نام نہاد اہل سنت اس متناقض مؤقف کا شکار ہوگئے ہیں۔ ② **جمہور مفسرین کے ہاں تاویل:** تاویل سے مراد کلام کی تفسیر ہے، چاہے ظاہری معنی کے موافق ہو یا نہ ہو۔ جمہور مفسرین وغیرہ کی اصطلاح میں اسے ہی تاویل کہتے ہیں۔اس تاویل کو علم میں پختہ لوگ جانتے ہیں۔ یہ معنی ان سلف کے موافق ہے، جو اس فرمان باری تعالیٰ پر وقف کرنے کے قائل ہیں:﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ﴾ ''اس کی تاویل کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ لوگ جانتے ہیں، جو علم میں راسخ ہیں۔'' ③ **قرآن وسنت میں وارد تاویل:** تاویل سے مراد وہ حقیقت ہے، جس کی طرف کلام کو لوٹایا جاتا ہے، اگرچہ آپ اس کے ظاہری معنی سے واقف ہوں۔ پس جنت کے کھانے، پینے، لباس، نکاح اور وقوع قیامت وغیرہ کے متعلق جو خبر دی گئی ہے، ان کی تاویل سے مراد ان میں پائے جانے والے حقائق ہیں، نہ کہ وہ معانی مراد ہیں، جنہیں ذہنوں میں تصور کیا جاتا ہے اور زبان سے ادا کیا جاتا ہے۔ لغت قرآن میں بھی تاویل سے یہی مراد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق ذکر کیا:﴿يَا أَبَتِ هٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا﴾(یوسف : ١٠٠) ''ابا جان! یہی میرے خواب کی تاویل ہے، جسے میں نے (برسوں) پہلے دیکھا تھا، اسے میرے رب نے سچ کر دیا ہے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَ تْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ﴾(الأعراف : ٥٣)''یہ لوگ اس کے آخیر نتیجے کے منتظر ہیں، جس دن اس کا اخیر نتیجہ آئے گا، اس دن وہ لوگ، جو اسے پہلے سے بھولے ہوئے تھے، کہیں گے کہ یقیناً ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے تھے۔'' نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾(النّساء : ٥٩)''اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو، یہ بہت بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔''اس تاویل کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(الفتوی الحِمويّة الكُبریٰ:1/287-290)

فائدہ:

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

''تاویل کرنے والا ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا، اگر چہ وہ تاویل میں خطا کر جائے۔''(مَعالم السّنن : 4/295)

سوال: کیا جمعہ کے ہر عربی خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر عہد صحابہ سے ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔ اس حوالے سے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کیا جاتا ہے، مگر اس کی سند معلوم نہ ہو سکی۔

سوال: خطبہ میں مسلمان حاکم وقت کے لیے دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا سیدزادے کو تادیباً مارا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، مارا جا سکتا ہے۔

سوال: ماہِ شعبان میں نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

سوال: کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے والا واقعہ جو ذکر کیا جاتا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: طبقات ابن سعد (۲۰۲/۳) اور سنن دارقطنی (۱۲۳/۱) وغیرہ میں جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ ہے کہ وہ تلوار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے، کسی نے کہا کہ اپنی بہن کے گھر کی خبر لو، وہاں پہنچے، تو دیکھا بہن اور بہنائی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں...... کی سند ضعیف و منکر ہے۔ قاسم بن عثمان بصری کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے "لیس بالقوی" کہا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (میزان الاعتدال: ۳۷۵/۳) نے اس قصہ کو سخت "منکر" قرار دیا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی۔

(سنن التّرمذي :3681، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

سوال: کل صحابہ کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: متعین عدد معلوم نہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا چالیس ہزار کا قول محتاج دلیل ہے۔

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نظیر ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: نبی کریم ﷺ کا نہ کوئی نظیر ہے، نہ مثیل۔ آپ افضل خلق اللہ ہیں۔

سوال: مشکل کے وقت ''یا زروق'' کہہ کر پکارنا کیسا ہے؟

جواب: فوق الاسباب مدد کے لیے پکارنا عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے نام کی دہائی دینا اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ جب کسی صحابی سے نبی کریم ﷺ کو پکارنا ثابت نہیں، تو اور کون ہوسکتا ہے، جس کی پکار جائز ہو؟

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾(المؤمن : ٦٥)

''خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا﴾(الجِنّ : ١٨)

''اللہ کے سوا کسی کو (مافوق الاسباب مدد کے لیے) مت پکارو۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا﴾(الجِنّ : ٢٠)

''کہہ دیجئے، میں اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ﴾(الأحقاف : ٥)

''اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے، یہ اللہ کے سوا اسے پکارتے ہیں جو قیامت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تک ان کو جواب نہیں دے سکتے، وہ تو ان کی دعا و پکار سے غافل ہیں۔‘‘

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾(القصص : ٨٨)

’’اللہ کے سوا کسی اور کو مت پکارو، اس کے سوا کوئی الہ نہیں۔‘‘

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَ كُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾

(فاطر : ١٤)

’’اگر تم ان کو پکارو، تو وہ تمہاری پکار تک نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں تو اس کا جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔‘‘

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهٖ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾(الرَّعد : ١٤)

’’جو لوگ غیر اللہ سے دعائیں کرتے ہیں، وہ غیر ان پکارنے والوں کی کوئی دعا قبول نہیں کرتے، مگر اس شخص کی طرح جس نے پانی کی طرف ہتھیلیاں پھیلائیں، تاکہ پانی اس کے منہ تک آسکے، حالاں کہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچتا، (غیر اللہ سے) کافروں کی دعا سراسر بے سود ہے۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ﴾

(النّحل : ۲۰)

''جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾(الأعراف : ۱۹۴)

''جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں، ان کو پکارو، اگر تم سچے ہو تو وہ تمہیں جواب دے کر دکھائیں۔''

سوال: حدیث: ''اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے، تو ان کے لیے میرے اتباع کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت مسند احمد (۱۴۶۳۱) وغیرہ میں آتی ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ مجالد بن سعید جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

سوال: کیا ''شیخ'' کے پاس بیٹھ کر اللہ کا ذکر کیا جا سکتا ہے؟

جواب: ''شیخ'' صوفیا کی خاص اصطلاح ہے۔ ان کے نزدیک ''شیخ'' کے پاس بیٹھ کر اللہ کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیے، کہ اس کے پاس بیٹھنے سے اس میں فیض منتقل ہو رہا ہوتا ہے۔ یہ ''شیخ'' کے حق میں غلو ہے۔

سوال: مصیبت زدہ پر نظر پڑے، تو کیا دعا پڑھنی چاہیے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلٰى هٰذَا بِهٖ وَفَضَّلَنِي عَلَيْهِ وَعَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا.

”تمام تعریفیں اللہ کے لئے، جس نے مجھے اس مصیبت سے محفوظ رکھا جس میں یہ مبتلا ہے، نیز اس سمیت بہت سوں پر مجھے فضیلت بخشی۔“

(الدّعاء للطّبراني: 798، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): کیا مصیبت زدہ والی دعا ہر مصیبت کو شامل ہے؟

(جواب): مصیبت جیسی بھی ہو، جسمانی، مالی، آسمانی یا ارضی، گویا ہر طرح کی مصیبت میں مبتلا شخص کو دیکھ کر یہی دعا پڑھی جائے۔

(سوال): امت محمدیہ کے ”وسط امت“ ہونے سے افضل ہونا لازم آتا ہے؟

(جواب): جی ہاں، وسط کے معنی میں افضل ہونا بھی شامل ہے۔ ایک وقت تک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو سابقہ تمام امتوں پر فضیلت بخشی تھی۔ اب تا قیامت سب سے افضل امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔

(سوال): مرغی پانی میں چونچ ڈال دے، پانی کا کیا حکم ہے؟

(جواب): پاک ہے۔ حلال جانوروں کے منہ ڈالنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

(سوال): نماز میں قرأت کرتے وقت تین بار متشابہ لگا، تینوں بار دوبارہ پڑھا، مگر صحیح نہ پڑھ سکا، کیا سجدہ سہو لازم ہوگا؟

(جواب): سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ نماز درست ہے۔

(سوال): ناپاک پانی اُبالنے سے پاک ہوتا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: نہیں۔

سوال: حدیث: ’’عالم کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔‘‘ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بے اصل اور بے سند ہے۔

سوال: مرگی کیا ہے؟

جواب: یہ ایک بیماری ہے، جس کا دورہ پڑتا ہے اور انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔ بیماری کی نوعیت سے مریض میں مختلف حرکات ظاہر ہوتی ہیں۔

اس بیماری پر صبر کرنے والے کو نبی کریم ﷺ نے جنت کی خوشخبری سنائی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ایک سیاہ فام عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض گزار ہوئی: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور برہنہ ہو جاتی ہوں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صبر کرنا چاہتی ہیں، تو جنت کی گارنٹی دیتا ہوں اور اگر چاہتی ہیں، تو اللہ سے آپ کی عافیت کا سوال کر دیتا ہوں۔ کہنے لگی: صبر کر لیتی ہوں، لیکن میرا پردہ کھل جاتا ہے، بس اللہ سے دعا کیجئے کہ میرے تن کی حفاظت کرے۔ آپ ﷺ نے دعا فرما دی۔‘‘

(صحيح البخاري: 5652، صحيح مسلم: 2576)

سوال: کیا جانوروں کو کھلانے پلانے سے اجر ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں، ہر جاندار کا خیال کرنے اور اس کو آرام بہم پہنچانے میں اجر ہے۔

(صحيح البخاري: 6009، صحيح مسلم: 2244)

سوال: ایام بیض کسے کہتے ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: ہر چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو ایام بیض کہتے ہیں۔

سوال: ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ ''بنی اسرائیل کے ایک شخص نے دو سو برس گناہ کیے، مگر مرنے کے بعد اس کی مغفرت اس لیے کر دی گئی کہ اس نے ایک بار تورات میں نبی کریم ﷺ کا نام دیکھ کر چوما تھا۔'' اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔

سوال: نوح علیہ السلام کو اول الرسل کہا گیا ہے، اس کا کیا معنی ہے؟

جواب: کافروں کی طرف جسے سب سے پہلے رسول بنا کر بھیجا گیا، وہ نوح علیہ السلام ہیں۔ آپ نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ کی، مگر چند لوگ مسلمان ہوئے۔

سوال: کلب، کلیب یا کلاب نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ جو نام کسی شخصیت سے مشہور ہو جائے، تو اس نام سے معنی سلب ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی کا نام ''عمر'' رکھا جائے، تو اس کا معنی یہی کیا جائے گا کہ ''مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام'' اسی طرح دیگر نام ہیں۔

سوال: نیلام سے کوئی چیز خریدنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اہل سنت کے مختلف مسالک کا کسی مشترکہ مسئلہ پر اکٹھ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اسی میں مسلمانوں کا مفاد اور اسلام کا منشا ہے۔ مشترکات میں اجتماع ضروری ہے۔ مثلاً عقیدہ ختم نبوت، دفاع صحابہ وغیرہ۔

سوال: وحی کا کیا معنی ہے؟

جواب: شرعی اصطلاح میں وحی سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کو کسی حکم سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باخبر کرنا۔انبیائے کرام پر نازل ہونے والی وحی کی مختلف صورتیں ہیں۔

اس کے علاوہ وحی کا لفظ کئی معانی کے لیے مستعمل ہے: ① امر (المائدہ:۱۱۱)، ② الہام (القصص:۷)، ③ تسخیر (النحل:۶۸)، ④ اشارہ (مریم:۱۱)

سوال: کیا مدینہ حرم ہے؟

جواب: جی ہاں، مدینہ حرم ہے۔(بخاری:۱۸۶۷، مسلم:۱۳۶۶)

سوال: کیا فاسق سے مصافحہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کیا جا سکتا ہے۔

سوال: قبر کو اونچا کرنا کیسا ہے؟

جواب: خلاف سنت ہے۔قبر کو ایک بالشت تک اونچا کرنا چاہیے۔

سوال: اسکول میں سے جو تمغہ ملتا ہے، اس پر تصاویر بنی ہوتی ہیں، اسے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: گناہ ہے، البتہ نماز ہو جائے گی۔

سوال: کشتی پر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر نماز کا وقت جا رہا ہے، تو کشتی پر بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔صحابہ کرام سے کشتی میں نماز پڑھنا ثابت ہے۔(سنن دارقطنی:۱/۳۹۴، مستدرک حاکم:۱/۴۰۹، سنن کبریٰ بیہقی:۳/۱۵۵، وسندہ حسن)

سوال: کرامات اولیاء کا کیا حکم ہے؟

جواب: کرامات اولیاء حق ہیں۔قرآن وحدیث اور آثار سے ان کا ثبوت ہے۔

مگران پر اولیا کا اختیار نہیں ہوتا اور انہیں عمومی دلیل بھی نہیں بنایا جا سکتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ .

”یقیناً اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دیں، تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔“

(صحيح البخاري : 2703، صحيح مسلم : 1675)

مگر اہل شرک و کفر جن کو اولیاء بنا کر پیش کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں خارق عادت اُمور ظاہر ہو جاتے ہیں، یہ استدراج ہے، کرامت نہیں۔ جیسا کہ دجال کے ہاتھوں خارق عادت کام ظاہر ہو جائیں گے۔

سوال: کیا شق قمر کا واقعہ متواتر ہے؟

جواب: شق قمر کے بارے میں احادیث متواتر ہیں۔

❀ علامہ ابوالمعالی ابن الزملکانی رحمہ اللہ (۷۲۷ھ) فرماتے ہیں:

”شق قمر کی احادیث متواتر اور صحیح ہیں۔“

(البِداية والنّهاية لابن كثير : 365/9)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”چاند کو دو ٹکڑے ہوتا لوگوں نے آنکھوں سے دیکھا، اس کا مشاہدہ کیا۔ اس بارے متواتر روایات موجود ہیں۔“

(الجواب الصّحيح لمن بدل دين المسيح :414/1)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

”شق قمر متواتر احادیث سے بسند صحیح ثابت ہے۔“

(تفسير ابن كثير : 472/7)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے بھی متواتر قرار دیا ہے۔

(التّوضيح لشرح صحيح البخاري : 221/20)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

”منبر کے رونے اور چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی احادیث متواتر منقول ہوئی ہیں اور یہ ائمہ حدیث کے نزدیک قطعی ہیں، البتہ جن کا علم حدیث سے مس نہیں، ان کی بات نہیں ہو رہی۔“

(فتح الباري : 592/6)

❁ علامہ سفارینی رحمہ اللہ (۱۱۸۸ھ) فرماتے ہیں:

”شق قمر قرآنی نص اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح صریح سنت سے ثابت ہے، اس بارے میں احادیث تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں اور اہل حق کا اس پر اجماع ہے۔“

(لوامع الأنوار البهية : 293/2)

سوال: حدیث: ”جب فتنے یا بدعات عام ہو جائیں، تو عالم کو چاہیے کہ اپنا علم ظاہر کرے، اگر وہ ایسا نہ کرے، تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے نفل یا فرض قبول نہ کرے گا۔“ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت معجم الشیوخ للسبکی (۵۴۱/۱) میں آتی ہے۔ یہ ضعیف و منکر ہے۔

① خالد بن معدان نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا

② ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ محمد بن عبدالمجید مفلوج ضعیف ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو منکر قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 630/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا زمزم بھی تین سانسوں میں پینا چاہیے؟

جواب: جی ہاں، زمزم بھی تین سانسوں میں پینا چاہیے۔

سوال: کیا زمزم قبلہ کی طرف منہ کر کے پینا مسنون ہے؟

جواب: جی ہاں، زمزم قبلہ رو ہو کر پینا مستحب ہے۔

❀ عبداللہ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ عرض کیا: زمزم پی کر، فرمایا: ویسے پیا، جیسے پینا چاہیے؟ عرض کیا: کیسے پینا چاہیے؟ فرمایا: زمزم پیتے وقت قبلہ رو ہو جائیں، پھر بسم اللہ پڑھیں، تین سانس لیں، پیٹ بھر کر پی لیں تو الحمد للہ کہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے مابین ایک نشانی یہ بھی ہے کہ منافقین پیٹ بھر کر زمزم نہیں پیتے۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي: 9656، 9657، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: ایک شخص نے دو مرتبہ رجعی طلاقیں دے دیں، پھر وہ مرتد ہو گیا، پھر اسلام لایا اور اسی لڑکی سے شادی کر لی، تو اسے کتنی طلاقوں کا حق ہے؟

جواب: صرف ایک طلاق کا حق حاصل ہے۔

سوال: کتنے فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب: جن فرشتوں کے نام کتاب وسنت میں آئے ہیں اور ان کی جتنی تفصیل مذکور ہے، ان سب پر تفصیلاً ایمان لانا ضروری ہے۔ نیز جن کے نام یا تفصیل ذکر نہیں، ان پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے۔

سوال: اگر عورت کے منہ سے کلمہ کفر نکل جائے، تو نکاح کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: فوراً توبہ کرے، ورنہ نکاح ختم ہو جائے گا۔

سوال: کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا، کیا حکم ہے؟

جواب: گناہ گار ہے۔ یہ کفریہ عمل ہے، البتہ اس سے ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا۔ اسے کفر دون کفر کہتے ہیں۔

سوال: اپنے مکان میں وضو کے لیے مسجد سے گرم پانی لے کر جانا کیسا ہے؟

جواب: مناسب نہیں۔

سوال: بغلوں سے بدبودار پسینہ بہے، کیا وضو ضروری ہے؟

جواب: پسینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا کرامات کسبی ہوتی ہیں؟

جواب: کرامات وہبی ہوتی ہیں۔ البتہ ان کے لیے نیک اعمال کا ہونا شرط ہے۔ مگر نیک اعمال سے کرامات ہونا ضروری نہیں۔ گویا ہر کرامت والا نیک وصالح ہوتا ہے، مگر ہر نیک وصالح کرامت والا نہیں ہوتا۔

سوال: حدیث: ”عرب سے محبت ایمان ہے اور ان سے بغض نفاق ہے۔“ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت مستدرک حاکم (۶۹۹۸) میں آتی ہے۔ سند سخت ضعیف ہے۔

① ہیثم بن جماز متروک ہے۔

② معقل بن مالک باہلی غیر معتبر ہے۔

سوال: قبر میں سوال وجواب کس زبان میں ہوتے ہیں؟

جواب: اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سوال: حدیث: ''عرب سے تین وجہ سے محبت کریں، کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی زبان میں ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت مستدرک حاکم (۷۰۰۰) وغیرہ میں آتی ہے۔ جھوٹی روایت ہے۔ یحییٰ بن برید اشعری متروک ہے۔

اس کی متابعت محمد بن فضل خراسانی نے کی ہے۔ یہ خود غیر معتبر ہے۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ كَذِبٌ .

''یہ جھوٹی روایت ہے۔''

(علل الحديث لابن أبي حاتم :2641)

❀ حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرٌ لَا أَصْلَ لَهٗ .

''یہ منکر اور بے اصل روایت ہے۔''

(الضعفاء الكبير : 348/3)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (میزان الاعتدال : ۱۰۳/۳) نے ''موضوع'' (من گھڑت) کہا ہے۔

سوال: کیا زمین اور آسمان کے درمیان خلا ہے؟

جواب: اگر خلا کا معنی فضا لیا جائے، تو درست، ورنہ زمین وآسمان میں بھی کئی نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی مخلوقات ہیں۔

سوال: کھانا کھاتے وقت بولنا کیسا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے۔

سوال: نوکر نماز نہ پڑھے، تو کیا مالک پر مؤاخذہ ہے؟

جواب: اگر مالک کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا، تو مؤاخذہ ہے۔

سوال: مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ (مسلم: ۸۷۶)

سوال: کیا اولیاء سے مردوں کو زندہ کرنا ثابت ہے؟

جواب: بے ثبوت ہے۔ محض حکایات ہیں۔

سوال: بددعا میں کہنا کہ "تجھ سے اللہ نمٹے" کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ (مسلم: ۳۰۰۵)

سوال: کسی کو زانی کہہ کر پکارنا کیسا ہے؟

جواب: ہرگز جائز نہیں۔ اگر اس کے زانی ہونے پر چار گواہ نہ لا سکے، تو اس پر حد قذف میں اَسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

سوال: مرد کو حرامزادہ کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: گناہ ہے۔ مؤمن فحش گو نہیں ہوتا۔ البتہ اس پر کوئی حد نہیں۔

سوال: کیا علماء "اولوا الامر" میں داخل ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: قیامت اور حشر میں کیا فرق ہے؟

جواب: قیامت وہ دن ہے، جب تمام مخلوقات کو موت دے دی جائے گی اور حشر وہ دن ہے، جب تمام مخلوقات کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: برزخ کیا ہے؟

جواب: وفات سے لے کر بعث تک کے درمیانی عرصہ کو برزخ کہتے ہیں۔ یہ آخرت کا حصہ ہے۔اس کے معاملات کا وحی کے بغیر عقل سے ادراک کرنا محال ہے۔ یہ آخرت کی منزل ہے۔ حیات برزخیہ ہر ایک کو حاصل ہوتی ہے، اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ برزخی زندگی کو دنیاوی زندگی پر قیاس کرنا درست نہیں۔حیات برزخیہ پر موت کا لفظ محض دنیاوی اعتبار سے بولا جاتا ہے، ورنہ یہ بھی ایک الگ زندگی ہے۔

سوال: روح اور جسم کے تعلق سے جہان کتنے ہیں؟

جواب: علامہ ابن ابی العز حنفی ﷫ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

”حاصل کلام یہ ہے کہ جہان تین ہیں، دنیا، جہانِ برزخ اور جہانِ قرار، اللہ تعالیٰ نے ہر جہان کے احکام بنائے ہیں، جو ان کے ساتھ خاص ہیں، انسان بدن وروح کا مرکب ہے، تو احکام دنیا، بدن وروح پر لاگو ہوں گے، احکام برزخ بھی بدن وروح پر لاگو ہیں، جب حشر کا دن ہوگا، تو عذاب وثواب بدن اور روح دونوں پر ہوگا، آپ جان چکے ہیں کہ قبر کا باغیچہ جنت ہونا یا پاتال جہنم ہونا عقل کے عین موافق ہے، حق ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں، اسی سے مومن وغیر مومن کی تمیز ہوتی ہے، لازما جان لیجئے! کہ قبر کی جزاء وسزاء دنیا کی جزاء وسزاء سے الگ ہیں، ممکن ہے کہ اللہ قبر کی مٹی اور پتھروں ہی کو مرنے والے کے لئے اتنا گرم کردے کہ وہ انگارے سے زیادہ تکلیف دہ ہو، جب کہ زندہ اسے ہاتھ لگائیں تو انہیں محسوس بھی نہ ہو، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ساتھ لیٹے دو شخص ایک نار جہنم میں ہو دوسرا باغ جنت میں۔اس کو پڑوس سے جہنم کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آگ نہ لپیٹے، جہنم والے کو پڑوسی کی جنت سے مس نہ ہو، اللہ کی قدرت اس سے بھی بلند اور بالا ہے، لیکن مصیبت ہے کہ انسان ان چیزوں کا انکاری ہو جاتا ہے جو اس کی عقل میں سمانہ پائیں، حالانکہ اللہ نے ہمیں اس دنیا میں ہی ایسے عجائب دکھا رکھے ہیں جو عذاب قبر سے بھی زیادہ تعجب خیز ہیں، جب اللہ چاہتا ہے، اپنے بندوں پر بعض چیزیں ظاہر کر دیتا ہے، اگر اللہ ہر بندے پر یہ چیزیں ظاہر کر دے تو مکلّف بنانے اور ایمان بالغیب کی حکمت باقی نہ رہتی، لوگ مردوں کو دفنانا چھوڑ دیتے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ آپ مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ آپ کو قبر میں عذاب دیئے جانے والوں کی آواز سنا دیتا۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص401)

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا ''فقر'' کے درجات ہیں؟

جواب: صوفیا فقر کے درجات بیان کرتے ہیں؛ صلی، سالکین، قانتین، واصلین وغیرہ۔ یہ سب صوفیا کی کاروائی ہے۔ کتاب وسنت میں اس ترتیب پر کوئی برہان نہیں۔......

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے فضلات پاک ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے فضلات کے پاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کا پیشاب پیا؟

جواب: سیدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات نبیٔ اکرم ﷺ مٹی کے برتن کے پاس اُٹھ کر تشریف لائے اور اس میں پیشاب کیا۔ اسی رات میں اُٹھی اور مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں نے جو اس میں تھا، پی لیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''خبردار! بے شک آپ آج کے بعد کبھی اپنے پیٹ میں بیماری نہ پاؤ گی۔''

(المستدرك للحاكم : 63/4، حلية الأولياء لأبي نعيم : 67/2، دلائل النّبوة لأبي نعيم : 380/2، المعجم الكبير للطّبراني : 89/25، التّلخيص الحبير لابن حَجَر : 31/1، البِداية والنّهاية لابن كثير : 326/5، الإصابة لابن حَجَر : 433/4)

اس کی سند سخت ''ضعیف'' ہے۔ عبدالملک بن حسین ابو مالک نخعی ''متروک'' ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجر : 8337)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تنبیہ:

ابویعلی کی سند میں ابو مالک نخعی کا واسطہ گر گیا ہے۔اس پر قرینہ یہ ہے کہ ابو مالک نخعی کے اساتذہ میں یعلی بن عطاء اور یعلی بن عطاء کے شاگردوں میں ابو مالک نخعی موجود ہے، جبکہ یعلی بن عطاء کے شاگردوں میں حسین بن حرب موجود نہیں۔اس سند کے دو راوی مسلم بن قتیبہ اور الحسین بن حرب کا تعین اور توثیق درکار ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ابویعلی، حاکم، دارقطنی اور ابونعیم نے اسے ام ایمن رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔''

(الخصائص الكبرى للبيهقي : ٢٥٢/٢)

حافظ سیوطی یہ باور کرار ہے ہیں کہ یہ سند ایک ہی ہے، جس کا دارومدار ابو مالک نخعی پر ہے جو کہ متروک ہے، نیز الولید بن عبدالرحمٰن کا ام ایمن رضی اللہ عنہا سے سماع بھی درکار ہے۔

ابویعلی کے علاوہ باقی سب میں نبیح عنزی اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کے درمیان انقطاع ہے۔

(التلخيص الحبير لابن حجر :171/1)

❁ ایک روایت میں ہے:

''......اس کے بعد خاتون مرض الموت تک کبھی بیمار نہیں ہوئی۔''

(التلخيص الحبير لابن حجر :32/1)

اس کی سند ''منقطع'' اور ''مدلَّس'' ہے۔اس میں امام عبدالرزاق اور امام ابنِ جریج دونوں ''مدلِّس'' ہیں اور مخبر نا معلوم ومجہول ہے۔

❁ امیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکڑی کا ایک پیالا تھا، جس میں آپ پیشاب کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے، پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ ایک ''برکہ'' نامی عورت آئی۔ وہ سیدنا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی۔ اس نے وہ پیالا نوش کر لیا۔ سیدنا زینب رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا، تو اس نے کہا: میں نے اسے پی لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے آگ سے بچاؤ حاصل کر لیا ہے، یا فرمایا: ڈھال بنا لی ہے یا اس طرح کی کوئی بات کہی۔''

(الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : 3342، وسندهٗ حسنٌ ، الاستيعاب في معرفة الأصحاب لابن عبد البر : 251/4، وسندهٗ حسنٌ، المعجم الكبير للطّبراني : 189/24، السّنن الكبرى للبيهقي : 67/7، وسندهٗ صحيحٌ)

غالبًا یہ کام اس لونڈی سے غلطی سے سرزد ہو گیا تھا اور غلطی سے ایک ناپسندیدہ کام کرنے پر جو کراہت اور تکلیف بعد میں اسے ہوئی اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جہنم سے آزادی مل گئی کیونکہ مؤمن کی کوئی مشقت و تکلیف نیکی سے خالی نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم بالصواب!

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کو زمین نگل لیتی تھی؟

جواب: اس پر کوئی صحیح دلیل معلوم نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے بیت الخلا جاتے، تو بعد میں میں بھی داخل ہوتی، مگر وہاں (بول و براز میں سے) کچھ نظر نہ آتا، البتہ میں وہاں خوشبو محسوس کرتے۔ یہ بات میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی، تو فرمایا: ''عائشہ! آپ جانتی نہیں! ہمارے (انبیائے کرام کے) اجسام جنتی روحوں پر پروان چڑھتے ہیں، ان اجسام سے جو بھی نکلتا ہے، زمین اسے نگل جاتی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(دلائل النّبوة للبيهقي : 70/6)

روایت جھوٹی ہے۔ حسین بن علوان ''کذاب'' ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''موضوع'' (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں؛

❁ طبقات ابن سعد (۱/۱۳۵)، دلائل النبوہ لابی نعیم (۳۶۴) اور معجم اوسط طبرانی (۷۸۳۵) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① عنبسہ بن عبدالرحمٰن قرشی متروک و کذاب ہے۔

② محمد بن زاذان مدنی متروک ہے۔

❁ الخصائص الکبری للسیوطی (۱/۱۲۱) میں مذکور امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① عبدالکریم الخزاز غیر ثقہ اور غیر معتبر ہے۔

② ابوعبداللہ مدینی کا مجہول ہے۔

(الاستيعاب لابن عبد البر : 4080)

❁ نیز حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(الاستيعاب لابن عبد البر : 4080)

❁ مستدرک حاکم (۶۹۵۰) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① منہال بن عبیداللہ کے حالات زندگی نہیں ملے۔

② اس کا استاذ مبہم و نامعلوم ہے۔

❁ العلل المتناہیہ لابن الجوزی (۱/۱۸۲) میں الافراد للدارقطنی سے منقول روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ محمد بن حسان اموی کی توثیق نہیں مل سکی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف و غیر ثابت قرار دیا ہے۔

❁ اس معنی کی روایت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے۔

(إمتاع الأسماع للمقريزي: 302/5)

یہ سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن سائب کلبی متروک کذاب ہے۔

② ابو صالح باذام ضعیف و مختلط ہے۔

③ ابو صالح کا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

❁ اسی معنی کی روایت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(رواة مالك للخطيب، نقلًا الزيادات على الموضوعات للسّيوطي: 250)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن لیث استرابازی کی توثیق نہیں ملی۔

② اسحاق بن صلت غیر معتبر راوی ہے، اس کی توثیق بھی ثابت نہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس (اسحاق بن صلت) نے امام مالک رحمہ اللہ سے منسوب سخت منکر روایت بیان کی ہے۔ یہاں تک سند "مظلم" (اندھیری) ہے۔"

(میزان الاعتدال: 192/1)

سوال: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک، موئے مبارک اور دیگر آثار کو نگلنا جائز ہے؟

جواب: نگلنا جائز نہیں۔ البتہ ان سے شفا حاصل کی جا سکتی ہے، مثلاً ان کو پانی میں بگو کر پانی پیا جا سکتا ہے، وغیرہ۔ مگر یاد رہے کہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مبارکہ کا وجود نہیں۔ جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں، ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں، ان میں اکثر لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھوٹے ہوتے ہیں۔قرائن اس پر شاہد ہیں۔

سوال: کیا ہر حلال چیز طیب ہے؟

جواب: جی ہاں، ہر حلال چیز طیب ہے، مگر ہر طیب حلال نہیں۔

سوال: انسانی ہڈی پاک ہے؟

جواب: جی ہاں، انسانی ہڈی طاہر ہے، مگر حلال نہیں۔

سوال: قیدی قید خانہ میں جو چیزیں بناتے ہیں، گورنمنٹ انہیں فروخت کر دیتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ناجائز اور ظلم ہے۔البتہ اگر قیدیوں کو ان کی مزدوری دی جائے، تو جائز ہے۔

سوال: کیا پاگل خانے میں موجود افراد سے کام لیا جا سکتا ہے؟

جواب: جائز ہے۔اس میں ان کا بھی دماغی فائدہ ہے۔

سوال: اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: تفریح کے لیے جھولا جھولنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا عورتیں جھولا جھول سکتی ہیں؟

جواب: نامحرم سامنے نہ ہوں، تو عورتیں بھی جھول سکتی ہیں۔

سوال: کسی کافر کے جنازے کے ساتھ چلنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے۔

سوال: گردے کھانا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

سوال: کیا عیسیٰ علیہ السلام جزیہ ختم کریں گے؟

جواب: جی ہاں، عیسیٰ علیہ السلام جزیہ ختم کر دیں گے۔

(صحيح البخاري: 3448، صحيح مسلم: 155)

سوال: کیا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے؟

جواب: بالکل نہیں۔

✿ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

''مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ (قربِ قیامت) عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ اس کی دلیل فرمان باری تعالیٰ: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ﴾ ''بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اُٹھا لیا۔'' اور کئی صحیح احادیث ہیں۔ یہ عقلی طور پر بھی محال نہیں ہے اور نہ عقل اسے رد کرتی ہے، لہٰذا اس پر ایمان لانا اور ان تمام اُمور کی تصدیق کرنا واجب ہے۔ اس بارے میں اہل بدعت کے قول کی کوئی حیثیت نہیں۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی نفی پر ان کا آیت مبارکہ: ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ ''(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین ہیں۔''، اسی طرح حدیث مبارک: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔'' اور اس بارے میں مسلمانوں کا اجماع، نیز اس پر اجماع کہ ہمارے شریعت منسوخ نہیں ہو سکتی، سے استدلال درست نہیں۔ یہ تو قیامت تک ثابت شدہ اُمور ہیں، ہم بھی اس کا عقیدہ رکھتے ہیں، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مقصد یہ ہوگا کہ آپ علیہ السلام دجال کو قتل کریں، شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احیا کریں، احکام شریعت پر عمل کریں، شریعت محمدیہ کے مطابق عدل قائم کریں، کفار پر غلبہ پائیں، عیسائیوں پر ان کی گمراہیاں عیاں کریں اور ان کی بہتان بازیوں سے اعلان برائت کریں۔ پس آپ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور امت محمدیہ کے امام (مہدی) کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔''

(المُفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 292/7)

سوال: حدیث: ''میری امت کے بہترین لوگوں پر گرمی (غصہ) طاری رہتی ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت مختلف طرق سے مروی ہے۔ اس کی تمام کی تمام سندیں ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

سوال: کشتی کرنا کیسا ہے؟

جواب: جسم کی ورزش کے لیے درست ہے، البتہ موجودہ دور میں کشتی کے وقت کئی غیر شرعی اُمور سرانجام دیے جاتے ہیں، مثلاً ڈھول، ناچ گانا اور تالیاں سیٹیاں وغیرہ۔ ان سے احتراز ضروری ہے۔

سوال: حدیث: ''جان بوجھ کر بیمار نہ بنو، ورنہ حقیقت میں بیمار ہو جاؤ گے، اپنے لیے قبریں نہ کھودو، ورنہ مر جاؤ گے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت علل الحدیث لابن ابی حاتم (۲۴۸۱) وغیرہ میں آتی ہے۔ یہ روایت محمد بن سلیمان صنعانی کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(علل الحدیث لابن أبي حاتم :2481)

سوال: کیا صغیرہ گناہ کا استخفاف کبیرہ ہے؟

جواب: صغیرہ گناہ پر دوام اسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔ البتہ اگر کوئی صغیرہ گناہ کا استخفاف یا استہزاء کرے، تو یہ حرکت کفر کا باعث بن سکتی ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جو آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا، وہ دراصل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ تھا، آدم علیہ السلام محض قبلہ تھے۔ اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ جھوٹ ہے۔ قرآن نصوص، حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پیدا نہیں ہوئے تھے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلو ہے۔

سوال: انگلیوں کے پوروں پر تسبیح کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدہ یسیرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے۔

(سنن أبي داود :1501؛ سنن التّرمذي : 3583؛ وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (842) اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ (تلخیص المستدرک : 547/1) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الافکار: 84/1) نے ''حسن'' کہا ہے۔

سوال: کیا جادو برحق ہے؟

جواب: جی ہاں، جادو کی حقیقت ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''ائمہ ثلاثہ کا اجماع ہے کہ جادو کی حقیقت ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر :212/1)

سوال: روایت: ''چار پیغمبر زندہ ہیں، دو زمین میں؛ حضرت خضر والیاس اور دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسمان میں؛ حضرت عیسیٰ وادریس۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): چار پیغمبروں کے زندہ ہونے کے حوالے سے دو اسرائیلی روایات آتی ہیں۔ دونوں کی سندیں سخت ضعیف ہیں۔

❀ ایک روایت کعب احبار رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

(تاریخ ابن عساکر: 207/9)

سند سخت ضعیف ہے۔

① مکحول شامی کا کعب احبار سے سماع معلوم نہیں۔

② ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن سلیمان خراسانی کی توثیق معلوم نہیں۔

③ ابوحصین، محمد بن اسماعیل بن محمد تمیمی مجہول ہے۔

④ علی بن عاصم واسطی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ دوسری روایت تفسیر ثعلبی (۲۲/۴۱۸) میں آتی ہے، یہ جھوٹی اور اسرائیلی روایت ہے۔

① احمد بن حسن بن یزید قزوینی، ابن ماجہ کی توثیق نہیں ملی۔

② سعید بن ابی سعید بصری کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

③ علاء بجلی مجہول الحال ہے، سوائے ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی۔

④ زید مولیٰ عون طفاوی کون ہے؟ معلوم نہیں۔

⑤ واقعہ کی خبر دینے والا آدمی مبہم و نامعلوم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی کوئی حدیث منقول نہیں۔

(سوال): کیا سیدنا خضر علیہ السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ثابت ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: ملاقات نہیں۔ البتہ تمام انبیائے کرام نے بیت المقدس میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز ادا فرمائی ہے۔

سوال: کیا تکبیر کے بعد ہاتھ باندھنے سے پہلے چھوڑنے بھی چاہیے؟

جواب: نہیں۔ تکبیر کے بعد ہاتھ بلند کر کے باندھ لینے چاہیے۔ چھوڑنے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: امامت کے دوران وضو ٹوٹ گیا، مگر شرم کے وجہ سے مکمل نماز پڑھا دی، کیا حکم ہے؟

جواب: مقتدیوں کو اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ امام سخت گناہ گار بھی ہوا اور اس پر اعادہ بھی ضروری ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): حدیث: ”ملک الموت کا ایک بار سامنا تلوار کی ہزار ضربوں سے سخت ہے۔“ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۸/۲۰۱) وغیرہ میں آتی ہے۔اس کی تمام کی تمام سندیں ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

(سوال): کیا اوپر نظر آنے والا آسمان ہے یا کوئی اور چیز؟

(جواب): جی ہاں، یہی آسمان ہے۔(سورت ق:٦)

(سوال): ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا: ”آپ لوگوں کے لیے بخیل، بزدل اور جاہل بننے کا سبب بنتے ہو۔“ اس کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت سنن ترمذی (۱۹۱۰) وغیرہ میں آتی ہے۔سند ضعیف ہے۔

① محمد بن ابی سوید ثقفی طائفی مجہول الحال ہے۔

② عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

(سوال): حدیث: ”گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے، جیسے اس نے گناہ نہ کیا ہو۔“ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت سنن ابن ماجہ (۴۲۵۰) وغیرہ میں آتی ہے۔سند ضعیف ہے۔ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کا اپنے والد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا رکوع میں دونوں ٹخنوں کو ملانا جائز ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔ بلکہ پاؤں کے درمیان وجود کے مطابق فاصلہ ہونا چاہیے۔

سوال: ایک مریض کا گلا پھول گیا ہے، اس کے لیے کوئی دعا؟

جواب: طبی علاج بھی کرائے اور سورت فاتحہ کے ساتھ دم کرے۔

سوال: کیا عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ دیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ خطبہ ہر زبان میں دیا جا سکتا ہے۔ اس کا مقصد سامعین کو وعظ ونصیحت کرنا ہے، جو انہی کی زبان میں ممکن ہے۔

سوال: کیا لوگوں سے روز قیامت ولایت علی کے متعلق پوچھا جائے گا؟

جواب: اس معنی کی روایت جھوٹی اور بے بنیاد ہے۔

سوال: ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ اے نبی! اپنے رشتہ داروں سے فرما دیجئے کہ اس دعوت دین پر مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے، صرف یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس کے بعد صرف ایک کام ہے، وہ یہ کہ میرے ساتھ محبت کرو، کہ میری رشتہ داری کا یہی تقاضا ہے، تمہاری طرف سے میری یہی اجرت ہوگی۔

سوال: حدیث: ''حضور قلبی کے بغیر نماز نہیں۔'' کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ روایت بے سند و بے بنیاد ہے۔

سوال: حدیث: ''کتنے ہی قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں، جن پر قرآن لعنت کرتا ہے۔'' کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ حدیث نہیں۔ اس کی سند معلوم نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: حدیث: ''اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے، تو ان کے لیے میرے اتباع کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔'' کی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ حدیث نہیں ہے۔

سوال: حدیث: ''جس نے اللہ کی رضا کے لیے سات سال اذان کہی، اس کے جہنم سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت سنن ترمذی (۲۰۶) اور سنن ابن ماجہ (۷۲۷) میں آتی ہے۔ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ جابر بن یزید جعفی متروک ہے۔

سوال: حدیث: ''جس نے بارہ سال اذان کہی، اس پر جنت واجب ہوگئی۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت سنن ابن ماجہ (۷۲۸) میں آتی ہے۔ یہ ضعیف و منکر روایت ہے۔ ابن جریج کی تدلیس ہے۔ ابن جریج نے جس کا واسطہ گرایا ہے، وہ مبہم و نا معلوم ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اسے سخت منکر قرار دیا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم : 366)

سوال: حدیث: اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں) کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت مسند ابی یعلی (۳۴۲۵) اور حیاۃ الانبیاء للبیہقی (۱) وغیرہما میں آتی ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ الحجاج بن الاسود مجہول ہے۔

یاد رہے کہ الحجاج بن الاسود اور الحجاج الاسود میں فرق ہے۔ الحجاج الاسود سے مراد الحجاج بن ابی زیاد الاسود قسملی ہے، جو کہ ثقہ ہے، جبکہ الحجاج بن الاسود مجہول ہے، اسے ابن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ابی زیاد القسملی قرار دینا درست نہیں۔ اس حدیث میں الحجاج کے شاگرد مستلم بن سعید ہیں، جو کہ الحجاج بن الاسود کے شاگرد ہیں، کسی نے الحجاج بن ابی زیاد کے تلامذہ میں مستلم بن سعید کو ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی دلیل ہے کہ سند میں موجود الحجاج بن الاسود سے مراد ابن ابی زیاد نہیں ہے، نیز اس حدیث کی کسی سند میں الحجاج کو الحجاج بن ابی زیاد نہیں کہا گیا، بلکہ الحجاج بن الاسود ہی کہا گیا، واللہ اعلم!

سوال: حدیث: ”اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے۔“ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مرفوع مروی ہے:

(مسند الإمام أحمد : 8/4، سنن أبي داوٗد : 1047، 1531، سنن النّسائي : 1375، سنن ابن ماجه : 1085، 1636، فضل الصّلاة على النبيّ للقاضي إسماعيل : 22)

یہ روایت منکر (ضعیف) ہے۔ اس سند میں عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے، یہ ضعیف و منکر الحدیث ہے۔ امام بخاری، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ اور امام ابن حبان رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ حدیث نے یہی کہا ہے۔ اس کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر (ثقہ) قرار دینا خطا ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ”منکر“ کہا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 529/2)

سوال: کیا سیدنا خضر علیہ السلام ہر سال بیت اللہ کا حج کرتے ہیں؟

جواب: سیدنا خضر علیہ السلام کے زندہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ جب زندہ ہی نہیں، تو ہر سال حج کیسے کرتے ہیں؟

سوال: کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: کرسی پر نماز سے حتی المقدور بچنا چاہیے، یہ کوئی مستحسن عمل نہیں، ہاں! اگر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چارہ نہ ہو، تو جائز ہے، لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ ذراسی تکلیف پر کرسی کا سہارا لیا جاتا ہے، جب کہ دکانوں اور گھروں میں کرسی کے بغیر ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ آج سے بیس پچیس سال قبل یہی بیماریاں اور یہی عذر موجود تھے، لیکن مسجدوں میں یہ حال نہ تھا، اب دیکھا دیکھی مساجد میں رواج چل گیا ہے۔ ائمہ مساجد کو چاہیے کہ لوگوں کی اصلاح فرمائیں۔

ہاں بحالت مجبوری کرسی پر نماز درست ہے، تو کرسی صف کے درمیان ستون کے قائم مقام ہوگی، جس طرح دو ستونوں کے درمیان اضطراری حالت میں صف بنانا جائز ہے، اسی طرح صف کے درمیان کرسی رکھنا جائز ہوگا۔

سوال: کیا ہر روزے کے لیے نیت ضروری ہے؟

جواب: نیت ہر عمل کے لیے ہے، نیت دل کا عمل ہے۔

سوال: نماز کے لیے زبان سے نیت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نیت دل کا وظیفہ ہے۔ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔

❀ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

"بعض حفاظ نے فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی صحیح یا ضعیف سند سے ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت فرمایا ہو: میں فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ نہ ہی کسی صحابی یا تابعی سے ثابت ہے، بلکہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہتے، لہذا یہ (زبان سے نیت کرنا) بدعت ہے۔"

(فتح القدیر: ۱/۲۶۶-۲۶۷)

❀ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ اگر نمازی دل سے نیت کرے اور زبان سے نہ کرے، تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، جیسا کہ کئی ایک سے ثابت ہے، نیز ’خانیۃ‘ میں بھی یہی لکھا ہے۔“

(البحر الرّائق شرح کنز الدّقائق: ۲۹۲/۱)

❁ شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”متواتر روایات اور امت مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ اکبر کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے۔ تکبیر سے قبل سری وجہری طور پر نیت کے الفاظ ادا کرنا کسی مسلمان سے ثابت نہیں، خود نبی کریم ﷺ سے یا کسی صحابی سے بھی ثابت نہیں کہ آپ نے کبھی ایسا کیا ہو یا اس کا حکم دیا ہو۔ یہ تو معلوم ہے کہ زبانی نیت کی کوئی حیثیت ہوتی تو اسے نقل کرنے پر بہت زیادہ اہتمام اور داعیہ ہوتا۔ اہل تواتر کو نہ شریعت نے اجازت دی ہے اور نہ ہی ایسا کوئی واقعہ ثابت آیا ہے کہ کسی متواتر کے نقل کو چھپا لیں، جب اسے کسی نے بھی نقل نہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔“

(مجموع الفتاویٰ: ۲۳۶/۲۲۔۲۳۷)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

”نیت کسی کام کے کرنے پر پختہ عزم کا نام ہے اور اس کا محل دل ہے۔ زبان سے اس کا تعلق نہیں۔ تب ہی تو نبی کریم ﷺ سے یا آپ کے صحابہ سے کسی بھی کام میں الفاظ سے نیت کرنا ثابت نہیں، بلکہ ہم آج تک اس کا ذکر ہی نہیں سنا۔ وضو اور نماز کے شروع میں جو الفاظ گھڑ لئے گئے ہیں، شیطان نے انہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وسوسے کا شکار لوگوں کے لیے میدان کارزار بنایا ہے۔ انہیں ثواب کی امید دلاتا ہے اور عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے اور اسے صحیح طور پر ادا کرنے کی طلب ڈال دیتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ان وسوسات کا شکار آدمی ان الفاظ کو بار بار دہراتا ہے اور خود پر سختی کرتا ہے۔ جب کہ یہ نماز کا حصہ نہیں ہے۔ نیت کسی کام کے ارادے کو کہتے ہیں، کسی کام کا پختہ ارادہ کرنے والے کو ناوی (نیت کرنے والا) بھی کہتے ہیں۔ ارادے کو نیت سے جدا نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ ارادہ نیت کی حقیقت میں داخل ہے۔ جو وضو کے لیے بیٹھے، اس نے وضو کی نیت کی اور جو نماز کے لیے کھڑا ہوا، اس نے نماز کی نیت کی۔ کوئی عاقل آدمی کسی کام کو، چاہے وہ عبادات ہوں یا کوئی اور کام، بغیر نیت کے نہیں کر سکتا، لہٰذا نیت انسان کے مقصود افعال کے ساتھ لازم ہے۔ اس کے لیے کسی قسم کی مشقت یا حصول کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی اپنے اختیاری افعال میں نیت کو ختم کرنا بھی چاہے، تو نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے نماز اور وضو بغیر نیت کے ادا کرنے کا مکلّف بناتا، تو یہ تکلیف مالا یطاق کی قبیل سے ہوتا، جو اس کے بس کی بات نہیں۔ اگر معاملہ ایسے ہے، تو حصول نیت کے لیے مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت؟ اگر نیت کے ہونے میں شک گزرے، تو یہ جنون (پاگل پن) کی قسم ہے، کیوں کہ انسان کا اپنی حالت کو جاننا یقینی امر ہے۔ ایک عقل مند اپنے آپ کو شک میں کیسے ڈال سکتا ہے؟ مثلاً اگر کوئی امام کی اقتدا میں ظہر ادا کرنے لگے، تو وہ اس میں کیسے شک کر سکتا ہے؟ اس حالت میں اگر اسے کوئی کسی اور کام کے لیے بلائے، تو وہ کہے گا کہ میں مصروف ہوں اور نماز ظہر پڑھنے لگا ہوں۔ اگر کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے نماز کی طرف جاتے ہوئے پوچھے، کہاں جا رہے ہو؟ تو کہے گا کہ میں با جماعت نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ جانتے بوجھتے ایک عقل مند خود کو شک میں کیسے ڈال سکتا ہے؟''

(إغاثة اللّهفان في مصايد الشّيطان : ١/١٣٦ـ١٣٧)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، تو اللہ اکبر کہا۔ اس سے قبل کچھ نہیں کہا، نہ کبھی الفاظ سے نیت کی۔ نہ ہی یہ کہا کہ میں اللہ کے لیے چار رکعات نماز فلاں، رو بقبلہ ہو کر بہ طور امام یا مقتدی ادا یا قضاء، فلاں وقت ادا کرتا ہوں۔ یہ دس بدعات ہیں۔ ان میں ایک لفظ بھی کسی نے صحیح، ضعیف، متصل یا مرسل سند کے ساتھ نقل نہیں کیا، بلکہ کسی محدث سے بھی ایسا ثابت نہیں ہے۔ کسی تابعی نے اسے مستحسن سمجھا، نہ ائمہ اربعہ نے۔ بعض متاخرین سے امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو سمجھنے میں خطا ہوئی کہ انہوں نے نماز کی بابت فرمایا: 'یہ روزے کی طرح نہیں ہے، ہر کوئی اس میں ذکر کے ساتھ ہی داخل ہوتا ہے۔' اس نے سمجھ لیا کہ ذکر سے مراد تلفظ کے ساتھ نیت کرنا ہے، حالاں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی مراد تو تکبیر تحریمہ ہے۔ بھلا امام شافعی رحمہ اللہ اس کام کو مستحب کیوں کر کہہ سکتے ہیں، جسے نبی کریم ﷺ، کسی خلیفہ راشد یا صحابی نے کسی ایک نماز میں بھی نہ کیا ہو۔ ان کی ہدایات اور سوانح حیات موجود ہے، اگر کوئی ہمیں اس سلسلہ سے ایک حرف بھی ثابت کر دے، ہم اسے قبول کریں گے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر لیں گے، کیوں کہ ان کی ہدایت سے کامل کوئی ہدایت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوسکتی اور سنت وہی ہے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صاحب شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کریں۔‘‘

(زاد المعاد في هدي خير العباد : ١/١٩٤)

✿ علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ (١٠٦٩ھ) لکھتے ہیں:

’’ہمارے مشائخ میں سے جنہوں نے کہا ہے کہ الفاظ سے نیت کرنا سنت ہے، ان کی مراد سنت نبوی نہیں، بلکہ بعض مشائخ کا طریقہ مراد ہے، جو انہوں نے تابعین کے دور کے بعد زمانہ مختلف ہو جانے اور دل پر مشغولیت بڑھ جانے کی وجہ سے جاری کر دیا تھا۔‘‘

(مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ص ٨٤)

✿ ملا علی قاری رحمہ اللہ (١٠١٤ھ) نقل کرتے ہیں:

’’ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے بڑی عجیب بات کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی نیت الفاظ سے کی، لہٰذا ہم نے اسے تمام عبادات پر قیاس کر لیا۔

ہم کہتے ہیں کہ...... کسی روایت میں نہیں آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں حج کی نیت کرتا ہوں، بلکہ یہ آیا ہے کہ اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ یہ تو دعا ہے۔ خبر نیت کے قائم مقام تب ہو گی، جب اسے انشا بنایا جائے، جو کہ عقد (لین دین) میں ہوتا ہے، نیز عقد انشائی غیر معلوم چیز ہے۔ اس احتمال کے باوجود بھی استدلال درست نہیں اور اسے مقیس علیہ بنانا صحیح نہیں، بلکہ محال ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ الفاظ سے نیت کے عدم ورود سے اس کا عدم لازم نہیں آتا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے، جب تک ورود (ثبوت) نہ ہو، تب تک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عدم وقوع ہی لازم آئے گا۔ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہتے تھے، اگر آپ کوئی اور الفاظ بولتے، تو صحابہ کرام اسے نقل کر دیتے، نیز مسیء الصلوۃ سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا: جب آپ نماز پڑھنے لگیں، تو اللہ اکبر کہیں ...... یہ دلیل ہے کہ نیت کے الفاظ کی کوئی حیثیت نہیں۔ امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا: آپ تکبیر تحریمہ سے پہلے کچھ پڑھتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔''

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح : ٤٢/١)

❁ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

''یہاں تین صورتیں بنتی ہیں:

① صرف دل کی نیت پر اکتفا کر لینا، اتفاق ہے کہ یہ کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہی طریقہ مروی ہے۔ نیز ان میں کسی سے بھی یہ کہنا ثابت نہیں کہ میں نے فلاں نماز کی فلاں وقت میں نیت کی یا نیت کرتا ہوں، وغیرہ۔ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں یہ بات واضح کر دی ہے۔

② صرف الفاظ سے نیت کرنا، دل کا ارادہ وقصد نہ ہو، یہ بالاتفاق ناکافی ہے۔

③ دونوں کو جمع کرنا، تحفۃ الملوک کے مطابق یہ سنت ہے، جو کہ درست نہیں اور 'المنیۃ' کے مطابق یہ مستحب ہے، یعنی علما کا فعل ہے اور انہوں نے اسے مستحب کہا ہے، ایسا نہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا یا آپ نے اس کی ترغیب دلائی تھی، کیوں کہ یہ بالکل ثابت نہیں۔ احناف نے اسے مستحب اور مستحسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے کی علت یہ بتائی ہے کہ اس سے دل وزبان کی موافقت اور ایک فرض کے لیے اہتمام ہو جاتا ہے۔“

(عمدة الرّعاية في حلّ شرح الوقاية : ١٣٩/١)

سوال: افطار میں تاخیر کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ جلدی افطار کرنا انبیا کی سنت اور اہل سنت کا شعار ہے۔ احادیث متواترہ اور اجماع امت اس پر دلالت کناں ہیں اور اسی میں امت کی خیر پنہاں ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾(البقرة : ١٨٧)

”روزہ رات تک مکمل کرو۔“

پوری امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جوں ہی سورج غروب ہو، روزہ افطار کر دیا جائے۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

❁ بشیر ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”روزہ ایسے رکھیں، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے اور روزہ رات تک مکمل کریں، جوں ہی رات داخل ہو، افطار کر لیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 225/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب اس (مغرب کی) طرف سے رات نمودار ہو جائے، اس (مشرق کی) طرف سے دن ختم ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے، تو روزے دار کی افطاری کا وقت ہو جاتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(صحيح البخاري : 1954، صحيح مسلم : 1100)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطار کیے بغیر مغرب کی نماز پڑھائی ہو، چاہے پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کر لیں۔“

(صحيح ابن حبان : 3504، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں، نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 199/11، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۷۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(تنوير الحوالك : 133/1)

❀ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔“

(صحيح البخاري : 1957، صحيح مسلم : 1098)

✿ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

”اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے کہ (دنیوی واخروی) معاملات کی بربادی کا سبب جلد افطار کرنے کی سنت کو بدلنا ہے۔ نیز افطاری میں تاخیر اور اس حوالے سے سنت کی مخالفت کرنا، جانتے بوجھتے امور (دین ودنیا) کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔“

www.KitaboSunnat.com

(إكمال العلم بشرح صحيح مسلم : 34/4)

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ (٦٦١ھ) لکھتے ہیں:

”روزہ جلدی افطار کرنے میں یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہے، یہ ستاروں کے طلوع ہونے پر افطار کرتے تھے، پھر یہ ہماری امت میں اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے، یہ ان کی نشانی ہے، حالانکہ اس عمل پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں تھے۔“

(المُيَسَّر في شرح مصابيح السّنّة : 463/2، المِرقاة للملا علي : 1381/4)

علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (٧٠٢ھ) فرماتے ہیں:

”غروب شمس کے یقین ہو جانے کے فورا بعد افطار کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ نیز اس میں شیعہ کا رد ہے کہ جو افطار میں تاخیر کرتے ہیں اور ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ شاید لوگوں کے خیر پر رہنے کا سبب جلدی افطار کرنا ہے، کیونکہ اگر وہ افطار تاخیر سے کریں گے، تو خلاف سنت عمل کے مرتکب ٹھہریں گے اور خیر پر تب تک رہیں گے، جب تک سنت پر عمل پیرا رہیں گے۔“

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 26/2)

علامہ زیلعی رحمہ اللہ (٧٤٣ھ) لکھتے ہیں:

”اس حدیث میں شیعہ کا رد ہے، جو ستاروں کے طلوع ہونے تک افطاری میں تاخیر کرتے ہیں، کیونکہ یہ تاخیر خلاف سنت ہے۔“

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق : 343/1)

علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (٨٠٤ھ) لکھتے ہیں:

”روزہ جلدی افطار کرنے میں شیعہ کا رد ہے، جو افطاری کو ستاروں کے طلوع

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ہونے تک مؤخر کرتے ہیں۔‘‘

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 400/13)

✿ ان تمام احادیث کے متعلق حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

’’یہ احادیث متواتر اور ’’صحیح‘‘ ہیں۔‘‘

(الاستذكار : 345/3)

✿ علامہ ابن رشد قرطبی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

’’فقہا کا اجماع واتفاق ہے کہ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا روزے کی سنن میں شامل ہے۔‘‘

(بداية المجتهد ونهاية المقتصد : 404/1)

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

’’افطار میں جلدی کرنا بالاتفاق سنت ہے۔‘‘

(الشافي في شرح مسند الشافعي : 198/3)

✿ امام ابو جمرہ ضبعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

’’آپ رحمہ اللہ (عالم اہل بیت) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رمضان میں افطاری کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے سوتیلے بیٹے کو بھیجتے کہ وہ گھر کی چھت پر چڑھے۔ جوں ہی سورج غروب ہوتا، وہ خبر دیتا، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھانا شروع کر دیتے، ہم بھی کھانے لگ جاتے، کھانے سے فارغ ہوتے، تو اقامت کہی جاتی، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے، ہم بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتے۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12/3، وسندهٗ صحيحٌ)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا ایام تشریق اور عید الفطر میں کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے؟

جواب: ان ایام میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔البتہ کھانا پینا ضروری نہیں۔

سوال: اولیاءاللہ کون ہیں؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اولیاءاللہ کون ہیں؟، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ .

”جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔“

(الزّهد والرقائق لابن المبارك : 218، تفسير ابن أبي حاتم : 10455، السنن الكبرى للنّسائي :11171، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا آسمانوں اور زمین کی کنجیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں؟

جواب: نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔

سوال: اللہ کی کرسی سے مراد کیا ہے؟

جواب: العظمۃ لابی الشیخ (۵۵۲/۲، وسندہ حسن) میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ کرسی سے مراد موضع القدمین ہے۔کئی اسلاف کی یہی تفسیر ہے۔یا کرسی سے مراد حقیقی کرسی ہے، جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

کرسی کی تاویل علم، قدرت، عرش عظیم، عرش اور ساتویں آسمان کے دربان سے کرنا درست نہیں، اسلاف امت سے ثابت نہیں۔

سوال: کشف کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: مشاہدہ، مخاطبہ اور مکاشفہ کرامات ہیں، اللہ تعالیٰ کرامت کے طور پر اپنے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعض اولیاء پر کوئی چیز کشف (ظاہر) کر دیتا ہے۔ یہ برحق ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کشف ہوا۔

(دلائل النّبوة للبيهقي : 370/6، وسنده حسنٌ)

محمد بن عجلان رحمہ اللہ نے اپنے استاذ ایاس بن معاویہ بن قرہ سے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔ بعض اہل علم کو یہ وہم ہوا کہ ایاس بن معاویہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا شاگرد ہے، لہٰذا سند منقطع ہے، جبکہ ایسا نہیں ہے، کیوں کہ ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ نافع رحمہ اللہ کے شاگردوں میں ہے، نہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے۔ لہٰذا سند متصل ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس سند کو ''حسن'' اور ''جید'' کہا ہے۔

(البداية والنّهاية : 131/7)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(الإصابة في تمييز الصحابة : 5/3)

یاد رہے کہ کشف و کرامت پر اولیاء کا اختیار نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتے ہیں، انہیں عمومی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

نیز اہل باطل جن مکاشفات و کرامات کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ استدراجات ہیں۔

سوال: کیا صفات باری تعالیٰ والی آیات متشابہات ہیں؟

جواب: آیات صفات کو متشابہات قرار دینا الحاد ہے۔ آیات صفات کو متشابہات قرار دینا حقیقت میں مفوضہ کا مذہب ہے۔ وہ صفات والی نصوص کو متشابہ کہتے ہیں، ان کی مراد ہوتی ہے کہ صفات باری تعالیٰ اور اسمائے حسنیٰ کا معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سلف صالحین اور ائمہ اہل حدیث اس سے بری تھے۔ وہ ان کی کیفیت کا علم اللہ کے سپرد کرتے تھے، وہ استواء علی العرش، نزول وغیرہ کے معانی سے واقف تھے۔ صفات والی آیات کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

متشابہات قرار دینا، توحید سے روگردانی ہے اور سلف صالحین کی مخالفت ہے۔ سلف کی مخالفت میں کوئی عقیدہ معتبر نہیں۔ توحید والی آیات کو متشابہات قرار دے کر قدریہ، جبریہ، جہمیہ، اشاعرہ، ماتریدہ، رافضیہ، مفوضہ اور خوارج نے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ یوں بہت ساری آیات بینات کو مہمل (بے معنی) بنا کر معطلہ بن گئے۔ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ صفات باری تعالیٰ عقیدہ توحید کی اساس ہیں اور محکم آیات سے ثابت ہیں۔

سوال: ﴿يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ کا مطلب کیا ہے؟

جواب: یہ آیت حقیقی معنی پر محمول ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ مراد ہے، جیسا کہ اس کے شایان شان ہے۔ ہمارے ہاتھ ہمارے اعضا ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس کی صفت ہے۔ اس صفت پر ایمان ضروری ہے، اس کی کیفیت معلوم نہیں۔

سوال: روایت: ''(اے نبی!) اگر آپ نہ ہوتے، تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا۔'' کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ بے سند جھوٹی روایت ہے۔

سوال: کیا موت اور حیات کا وجود ہے؟

جواب: جی ہاں، ان دونوں کا وجود ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ (الملك: ٢)

''اس نے موت اور حیات کو پیدا کیا۔''

❁ قیامت کے دن موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔

(صحيح البخاري: 4730، صحيح مسلم: 2849)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: تراویح میں تکمیل قرآن کے موقع پر دوبارہ ﴿الْمُفْلِحُونَ﴾ تک پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بے دلیل ہے۔

سوال: ایک رکعت میں سورت اخلاص تین بار پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا سورت اخلاص ثلث قرآن ہے؟

جواب: سورت اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔(صحیح مسلم:۸۱۱) مطلب کہ اس کا ثواب ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، ایسا نہیں کہ یہ سورت ایک تہائی قرآن سے کفایت بھی کرے گی۔

سوال: کیا سورت کافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔

سوال: تین بار سورت اخلاص پڑھی، کیا ہر بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا ہوگا؟

جواب: جی ہاں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت کا حصہ ہے، سوائے سورت توبہ کے۔ایک سورت کو جتنی بھی بار پڑھا جائے، اس کے شروع میں ہر بار بسم اللہ پڑھنی ہوگی۔

سوال: ﴿سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي﴾ سے کیا مراد ہے؟

جواب: سورت فاتحہ۔(بخاری:۴۷۰۴)

سوال: قبرستان میں اونچی آواز سے قرآن کریم پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں قرآن کریم کی تلاوت ممنوع ہے۔(مسلم:۷۸۰)۔

اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: دفن کے بعد قبر پر اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا بدعت ہے، احادیث میں اس کی اصل نہیں اور نہ صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور سلف صالحین کے زمانہ ہی میں اس کا وجود ملتا ہے۔

اگر یہ نیکی کا کام ہوتا یا میت کے لئے نفع مند ہوتا تو صحابہ ضرور ایسا کرتے، کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر قرآن وسنت کے معانی، مفاہیم ومطالب اور تقاضوں کو سمجھتے اور ان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے تھے۔

ائمہ اربعہ سے بھی اس کا جواز یا استحباب منقول نہیں، احناف کی امہات الکتب میں تو اس کا ذکر ہی نہیں ملتا البتہ بعض حنفی علماء نے اس کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے اور اس کے بدعت ہونے پر صراحت کی ہے۔

❀ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''میت کو قبر میں داخل کرتے وقت مروّج اذان سنت نہیں، حافظ ابن حجر مکی نے اس کے بدعت ہونے کی صراحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے اسے بچے کے کان میں اذان دینے پر قیاس کرتے ہوئے اسے سنت سمجھا، تاکہ خاتمہ ابتدا سے مماثلت اختیار کر جائے، وہ درستی کو نہیں پہنچا۔''

(فتاویٰ شامی: 235/2)

سوال: کیا خانہ کعبہ جنت میں جائے گا؟

جواب: خانہ کعبہ یا کسی مسجد کے جنت میں جانے پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: کیا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے عصا کو دیمک لگ جانا ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں، سیدنا سلیمان علیہ السلام کے عصا کو دیمک لگی۔ (سورت سبأ: ۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا حیوانات بھی بولتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا ہر شے اللہ کی تسبیح کرتی ہے؟

جواب: جی ہاں، ہر شے محوصلاۃ وتسبیح ہے۔(سورت نور:۴۱)

سوال: کیا یہ بات صحیح ہے کہ حیوان جب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا چھوڑ دیں، تو ان کی موت آجاتی ہے؟

جواب: بے دلیل بات ہے۔

سوال: لفظ''اللہ''مفرد ہے یا مرکب؟

جواب: لفظ''اللہ''مفرد ہے۔

سوال: روافض کی تفسیری کتب کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: روافض جھوٹے ہیں، ان کے مذہب کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ یہ قرآن کو محرف مانتے ہیں۔ متواتر احادیث کا انکار کر دیتے ہیں، مسلمانوں کے اجماعی واتفاقی مسائل کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان تمام تر خرافات کے ہوتے ہوئے روافض قرآن کی صحیح تفسیر اور مراد کیسے بیان کر سکتے ہیں؟ اس لیے روافض کی تفسیری کتب کا مطالعہ جائز نہیں۔

سوال: کیا صحیح بخاری کی تمام روایات صحیح ہیں؟

جواب: صحیح بخاری کی تمام مرفوع اور متصل احادیث صحیح ہیں۔

سوال: کیا امام بخاری رحمہ اللہ پیدائشی طور پر نابینا تھے؟

جواب: باسند صحیح ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: آیت:﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ﴾ (الأحزاب : ۷۲) میں امانت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس آیت میں امانت سے مراد اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض اور باری تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔یہی صحیح اور جامع تفسیر ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ پہاڑوں سے دریا میں جو پانی آتا ہے، یہ ان کے آنسو ہیں، وہ خوف خدا میں روتے ہیں۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: محض افسانہ ہے۔کتاب وسنت میں اس پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: روایت بیان کی جاتی ہے کہ ''ایک بار نبی کریم ﷺ کا کفار تعاقب کررہے تھے، تو آپ ﷺ ایک پہاڑ پر چڑھنے لگے، اس نے کہا: اللہ کے رسول! آپ مجھ پر نہ چڑھیں، میں غیر محفوظ ہوں، مجھے ڈر ہے کہ اگر کفار نے آپ کو پکڑ لیا، تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے گا۔تو دوسرے پہاڑ نے آواز دی: اللہ کے رسول! میرے طرف آجائیں۔'' اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: کتب تفسیر میں یہ روایت بے سند آئی ہے۔بے سند روایات کا اعتبار نہیں۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ کعبہ اولیا کی زیارت کے لیے جاتا ہے؟

جواب: افراط وتفریط اور مبالغہ آمیزی ہر معاملہ میں مذموم ہے۔غلو باعث ہلاکت ہے، دلائل شرعی اور ائمہ ہدیٰ کی پیروی میں رکاوٹ ہے،غلو وہ قبیح فعل ہے، جو انسانوں کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وسطیت، عدل اور اعتدال پر قائم نہیں رہنے دیتا۔ظلم وعدوان اور دین میں تشدد کی راہ پر گامزن کردیتا ہے، یہی حال بعض الناس کا ہے، جنہوں نے کئی دینی احکام ومسائل میں حد اعتدال سے اعراض برتا ہے۔ وہ یہ کہنے لگے کہ کعبۃ اللہ بعض صالحین کی زیارت کے لیے جاتا ہے، حالانکہ اس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نہیں اتاری، یہ صرف ان کی منہ کی بات ہے۔

❁ علامہ شامی حنفی (۱۲۵۲ھ) علامہ نسفی سے نقل کرتے ہیں کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ کہنا درست ہے کہ کعبہ اولیا کی زیارت کے لیے جاتا ہے، تو علامہ نسفی نے جواباً کہا:

”اہل سنت کے نزدیک اولیا کے ہاتھوں خارق عادت کاموں کا صدور ممکن ہے۔“

(فتاویٰ شامی:260/4)

❁ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

”کئی فتاوجات میں لکھا ہے کہ جب کعبہ اولیا کی زیارت کے لیے جاتا ہے، تو اس دوران جو لوگ کعبہ والی جگہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہے ہیں، ان کی نماز درست ہے۔“

(البحر الرائق :300/1، فتاویٰ شامی:432/1، حاشية الطّحطاوي، ص 212)

ہم کہتے ہیں آج تک یہ کرامت کسی ولی کے ہاتھوں صادر نہیں ہوئی کہ کعبہ اس کی تکریم وتعظیم میں زیارت کے لیے جائے۔اہل سنت والجماعت تو اس سے ناواقف ہیں۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

”اسی طرح جو کہتا ہے کہ کعبۃ اللہ ان کے بعض افراد کا طواف کرتا ہے، وہ افراد کہیں بھی ہوں!! (یہ لوگ بھی دین سے دور ہیں۔) یہ کعبہ حدیبیہ میں کیوں نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں حاضری سے روک دیا گیا، نبی کریم ﷺ تو اسے ایک آنکھ دیکھنا چاہتے تھے؟ یہ لوگ تو ان کے مشابہ ہیں، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً﴾(المدثر : 52)''بلکہ ان میں سے ہر کوئی (قبول حق کے لیے) چاہتا ہے کہ اسے (آسمان سے) کھلے صحیفے دیے جائیں۔''

(شرح العقیدۃ الطّحاویۃ، ص 512)

سوال: وضو میں بازو دھوتے وقت پانی کہنی کی طرف سے بہانا چاہیے یا ہاتھ کی طرف سے؟

جواب: جیسے بھی دھولیں۔کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیے۔

سوال: حدیث: ''اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم کرے، یہ اکیلے چلے گا، اکیلا فوت ہوگا اور اکیلا اٹھایا جائے گا۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت سیرۃ ابن ہشام (۴/ ۲۲۸)، مستدرک حاکم (۳/ ۵۰)، دلائل النبوۃ للبیہقی (۵/ ۲۲۱) میں آتی ہے۔سند سخت ضعیف ہے۔

① بریدہ بن سفیان پر شدید جرح ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ (التاریخ الکبیر: ۲/ ۱۴۱) نے ''فیہ نظر''، امام جوزجانی رحمہ اللہ (احوال الرجال: ۲۰۵) نے ''ردیء المذہب''، امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکون: ۸۹) نے ''لیس بالقوی'' اور امام دارقطنی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکون: ۱۳۴) نے ''متروک'' کہا ہے۔

❀ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهُ بَلِيَّةٌ تُحْكَى عَنْهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اس سے منکر روایت مروی ہے۔“

(عِلَل أحمد برواية عبدِ اللّٰهِ: 1500)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُضَعَّفٌ عِنْدَهُمْ. ”محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔“

(الإصابة: 479/1)

② محمد بن کعب قرظی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

سوال: شیعہ کی اصول اربعہ کون سی ہیں؟

جواب: شیعہ کی چار بنیادی کتب ہیں۔

① اُصول الکافی لمحمد بن یعقوب الکلینی (۳۲۸ھ)

② تہذیب الاحکام لابی جعفر محمد بن الحسن الطّوسی (۴۶۰ھ)

③ الاستبصار لابی جعفر الطّوسی (۴۶۰ھ)

④ من لا یحضرہ الفقیہ لمحمد بن علی ابن بابویہ القمی الصدوق (۳۸۱ھ)

شیعہ کے نزدیک متاخرین کی چار کتابیں بھی معتبر ہیں۔

① الوافی لمحمد محسن المعروف بہ فیض کاشانی (۱۰۹۱ھ)

② بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الأطھار لمحمد باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ)

③ وسائل الشیعہ لمحمد بن الحسن الحر العاملی (۱۱۰۴ھ)

④ مستدرک الوسائل لحسین النوری الطبرسی (۱۳۲۰ھ)

سوال: کیا شیعہ اذان کے الفاظ ”اشھد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفۃ بلا فصل“ شیعہ کے اصول اربعہ میں ثابت ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): جی نہیں۔ یہ الفاظ شیعہ کی کسی بنیادی کتاب میں موجود نہیں۔ بعد والوں کی اختراع ہے۔

❀ شیعہ عالم محمد بن بابویہ قمی (۳۸۱ھ) نے لکھا ہے:

هُوَ مِنْ وَضْعِ الْمُفَوِّضَةِ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

”(اذان میں یہ الفاظ) مفوضہ کی گھڑنتل ہے، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے۔“

(مَنْ لَّا يَحْضُرُهُ الْفَقِيهُ: 1/188-189)

(سوال): کیا شیعہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کو سہو ہو سکتا تھا؟

(جواب): جی ہاں، شیعہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کو سہو ہو سکتا تھا۔

❀ شیعہ عالم محمد بن بابویہ قمی (۳۸۱ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ الْغُلَاةَ وَالْمُفَوِّضَةَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ يُنْكِرُونَ سَهْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”غالی (روافض) اور مفوضہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، وہ نبی کریم ﷺ سے سہو ہونے کا انکار کرتے ہیں۔“

(مَنْ لَّا يَحْضُرُهُ الْفَقِيهُ: 1/234)

(سوال): شیعہ مذہب کے بنیادی عقائد و اعمال کیا ہیں؟

(جواب): شیعہ مذہب کے چند بنیادی عقائد و اعمال یہ ہیں؛

① امامت	② عصمت	③ علم لدنی
④ غیبت	⑤ رجعت	⑥ تقیہ
⑦ متعہ	⑧ براءت	⑨ تحریف قرآن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

⑩ ماتم

سوال: کیا نبی کریم ﷺ قبر میں دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں برزخی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ کو قبر میں دنیاوی حیات حاصل نہیں۔ دنیا اور اہل دنیا سے بے خبر ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے قبروں میں انبیائے کرام کے اجسام کی حفاظت فرمائی ہے۔ وہ پہلے دن کی طرح تازہ بہ تازہ ہیں۔ ان پر مٹی اثر انداز نہیں ہوتی۔

سوال: کیا مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر قبر رسول کی طرف منہ کر کے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز ہے؟

جواب: دعا میں نبی کریم ﷺ کی ذات کا وسیلہ دینا جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا امام محدث سے ثابت نہیں کہ انہوں اپنی دعاؤں میں قبر رسول کی طرف منہ کر کے یا قبر پر حاضری دے کر دعا میں آپ ﷺ کا وسیلہ دیا ہو۔ جو عمل خیر القرون کے مسلمانوں نے نہ کیا ہو، وہ بعد میں کیسے دین بن گیا؟

سوال: نبی کریم ﷺ پر بکثرت درود پڑھنا کیسا عمل ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا رحمت، درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔ اب جو جتنا درود پڑھتا ہے، اتنی برکتیں سمیٹ لیتا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے چند ثمرات جلیلہ بیان کیئے ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری حاصل ہوتی ہے۔

② اللہ عزوجل کے ساتھ درود میں موافقت ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارا اور اللہ تعالیٰ کا درود مختلف معانی ومطالب رکھتا ہے۔ ہمارے درود کا معنی دعا اور سوال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہےاوراللہ تعالیٰ کے درود سے مراد ثناوشرف کا بیان ہے۔

③ فرشتوں کے عمل سے مطابقت نصیب ہوتی ہے۔

④ دس رحمتیں ملتی ہیں۔

⑤ دس درجات بلند ہوتے ہیں۔

⑥ نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ جاتی ہیں۔

⑦ دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

⑧ دعا قبول ہوتی ہے۔

⑨ نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

⑩ درود گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔

⑪ درود انسان کے غم واَلم کا مداوا ہے۔

⑫ درود پڑھنے والا روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہوگا۔

⑬ تنگ دست کے لیے درود صدقہ کے قائم مقام ہے۔

⑭ درود انسانی ضروریات پوری ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

⑮ درود پڑھنے والوں کو رحمتِ الٰہی اور فرشتوں کی دُعا نصیب ہوتی ہے۔

⑯ تزکیہ نفس کا باعث ہے۔

⑰ موت سے پہلے جنت کی بشارت مل جانے کا سبب ہے۔

⑱ قیامت کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے۔

⑲ مجلس پاکیزہ ہوجاتی ہےاورروزِ قیامت ایسی محفل حسرت نہیں ہوگی۔

⑳ درود شریف سے فقروفاقہ ختم ہوجاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(۲۱) درود پڑھنے والے کو بخل سے نجات ملتی ہے۔

(۲۲) رسول اللہ ﷺ کی بددعا سے بندہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۲۳) درود آپ کو جنت کا راہی بناتا ہے۔

(۲۴) حمد و ثنا اور درود سے شروع کیا جانے والا کلام پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

(۲۵) درود برکت کا باعث ہے، ذات میں عمل اور عمر میں اور دیگر اسباب و مصالح میں، درود پڑھنے والا رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لئے برکت کی دعا کرتا ہے۔ یہ دعا بہر حال مستجاب ہے اور جنس کے موافق جزا دی جاتی ہے۔

(۲۶) درود رحمت کا ذریعہ ہے۔ صلوٰۃ کا معنی یا تو رحمت ہے۔ یا رحمت صلوٰۃ کے لوازم و موجبات میں سے ہے، بہر حال اس سے رحمت الٰہیہ درود خواں پر نازل ہوتی ہے۔

درود رسول اللہ ﷺ کی محبت کے دوام و اضافے کا سبب ہے۔ یہ صفت مراتب ایمان میں سے ایک ہے جس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ انسان جس قدر زیادہ محبوب کا ذکر کرے، محبوب اور اس کی خوبیوں کو یاد رکھے گا اور ان مضامین کو جو محبت بھڑکا دینے والے ہیں پیش نظر رکھے گا، اسی قدر محبت بڑھے گی اور شوق کامل ہو گا۔ حتیٰ کہ تمام دل پر چھا جائے گا، لیکن جب ذکر چھوڑ دے اور اس کے محاسن کو دل میں جگہ نہ دے تب محبت کم ہو جاتی ہے۔

جس طرح محبوب کا دیدار آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اسی طرح محبوب کے محاسن کو یاد کرنا، دل کی تسکین کا سبب ہے۔ جب یہ صفت دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے، تو زبان خود بہ خود مدح اور ثنا کرنے لگتی ہے اور محبوب کی تعریف بیان کرتی ہے۔ اس صفت میں کمی و بیشی اصل محبت کی کمی بیشی کے موافق ہے۔ چنانچہ حس و مشاہدہ اس پر شاہد ہے۔

درود خوانی انسان کی ہدایت اور حیات قلب کا سبب ہے۔ جس قدر زیادہ درود پڑھے

www.KitaboSunnat.com

گا اور ذکر مبارک اس کی زبان پر آئے گا۔ اسی قدر محبت بھی دل پر غالب آئے گی۔ یہاں تک کہ دل میں کوئی شے ایسی باقی نہ رہ جائے گی جو آپ کے اوامر کا معارضہ کرے یا آپ کی تعلیم پر شک ہونے دے۔ بل کہ نبی کریم ﷺ کی ہدایات اور تعلیمات اس کے دل پر روشن تحریر کے ساتھ لکھی جاتی ہیں اور جس قدر وہ آپ کے احوال میں غور کرتا ہے۔ اتنا ہی گویا لوح دل کی اس تحریر کو پڑھتا رہتا اور اس سے ہمیشہ ہدایت وفلاح اور انواع علوم کا اقتباس کرتا رہتا ہے۔ اب جس قدر اس کی بصیرت بڑھتی اور قوت معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے، اسی قدر زیادہ درود شریف کو بڑھاتا رہتا ہے۔

اسی لیے اہل علم و عارفین سنت و ہدایت نبوی اور متبعین احکام کی درود خوانی اور ہے، جب کہ عام لوگوں کی درود خوانی اور قسم کی ہے۔ کیوں کہ انہیں جس قدر زیادہ تعلیم نبوی کی معرفت حاصل ہوتی جائے گی، اسی قدر ان کی محبت بڑھتی جائے گی اور اسی قدر ان پر درود کی حقیقت جو اللہ تعالیٰ کا مطلوب ہے کھلتی جائے گی اور اس حقیقت کا عرفان ہوتا جائے گا۔

یہی حال ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کا کہ جس قدر زیادہ بندوں کو عرفان ہوگا اور جس قدر زیادہ اس میں اطاعت اور محبت کا مادہ ہوگا۔ اسی قدر اس کے ذکر کو غافلین کے ذکر سے امتیاز حاصل ہوگا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے صرف خبر سے نہیں۔ دیکھیے، ایک تو وہ شخص ہے جو جوش محبت سے محبوب کی صفات کا ذکر اور اس کی ثناء و تمجید کرتا ہے جس کے دل پر محبت قبضہ کیے ہوئے ہے اور ایک وہ ہے جو صرف قرائن سے ذکر کرتا ہے یا ایسے لفظ بولتا ہے جن کے معنی وہ نہیں جانتا۔ وہ تعریف کرتا ہے مگر زبان کے ساتھ دل موافقت نہیں رکھتا۔ ان دونوں میں جو تفاوت ہو سکتا ہے، وہ ظاہر ہے۔ ٹھیک وہی فرق ہوگا جو اجرت پر رونے والی اور پسر مردہ پر رونے والی میں فرق ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الغرض رسول اللہ ﷺ کا ذکر اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی یاد اور اللہ تعالیٰ کی حمد، اس نعمت پر کہ آپ ﷺ کو ہمارا سردار بنایا اور آپ کی رسالت سے جملہ مخلوقات پر احسان عظیم فرمایا، یہ وجود کی زندگی اور دل کی حیات ہے۔

درود خوانی ایسی سعادت ہے کہ درود خواں کا نام و ذکر نبی کریم ﷺ کے حضور میں کیا جاتا ہے اور اہل ایمان کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ اس دربار عالی میں اس کا نام لیا جائے؟

درود پڑھنا حقوقِ رسول ﷺ میں شامل ہے۔ وہ بات الگ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حقوق کے مقابلے میں یہ انتہائی کم ہے اور اس نعمت کی شکر گزاری میں شمار ہوتا ہے جو بعثت ِ نبوی سے ہمیں ملی ہے۔ گو نبی کریم ﷺ کے حقوق و استحقاق اس قدر ہیں کہ ان پر کوئی شخص علم و قدرت اور ارادہ سے احاطہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے کہ بندوں کی جانب سے اس تھوڑی سی شکر گذاری اور ادائے حق پر خوشنودی کا اظہار فرما دیا ہے۔

سوال: کیا تقلید واجب ہے؟

جواب: تقلید کا مطلب ہے کہ کتاب و سنت کے خلاف کسی امتی کی بات کو دین کا درجہ دینا۔ یہ کفار کا عمل ہے۔ قرآن کی بیسیوں آیات سے تقلید کا رد کیا گیا ہے، کئی احادیث اس کی تردید کرتی ہیں۔ اسلاف امت نے تقلید کی مذمت بیان کی ہے۔ اگر اس میں کوئی خیر ہوتی، تو اسلاف امت اس پر عمل کرتے اور اس سے منع نہ کرتے۔

جب تقلید مذموم اور قبیح ہے، تو اس کو مستحب یا واجب کہنا بھلا کیسے جائز ہے؟

سوال: کیا محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ تکفیری تھے؟

جواب: محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ سلفی المذہب عالم اور مجاہد تھے۔ آپ کفر اور شرک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف ننگی تلوار تھے۔آپ کی کئی مفید کتب ہیں،جن میں ''کتاب التوحید'' نہایت جامع اور مفید ہے، اس پر کئی شروحات بھی لکھی گئیں۔محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے عقائد ان کی کتب میں موجود ہیں،آپ کو تکفیری کہنا بلا دلیل ہے۔نیز کسی معتبر سنی عالم نے آپ کو تکفیری نہیں کہا۔

سوال: کیا کائنات میں کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں سب سے افضل اور اشرف ہیں۔مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر علم، فضل،شرف اور بزرگی کسی کو حاصل نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روز قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔''

(صحیح مسلم : 2278)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انبیا بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، وہ پورا کر دیا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کی نبوت قیامت تک لئے ہے، اس پر قرآن، احادیث متواتر، آثار صحابہ اور اجماع امت دلالت کناں ہیں۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:

''اللہ نے انسانوں کی طرف اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا، آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے، نہ رسول، آپ سب انبیا کے آخر میں آئے ہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر : 3/70)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ظلی یا بروزی نبی نہیں آ سکتا۔امتی نبی یا ظلی و بروزی نبی کا کوئی تصور نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، جیسا کہ قرآن، حدیث، سلف صالحین اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ائمہ لغت کے متفقہ فہم سے ثابت ہے۔فرمایا:

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي .

''میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

نیز فرمایا:

إِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ . ''بلاشبہ میں ہی آخری نبی ہوں۔''

ان احادیث میں خاتم النبیین کی تفسیر لَا نَبِيَّ بَعْدِي اور آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ کے الفاظ سے کی گئی ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا مطلق انکار ہے، کوئی نبی نہیں، ظلی نہ بروزی۔ آپ ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، اب کسی پر وحی نبوت نہیں آسکتی۔

خاتم النبیین کا یہ مطلب صریح باطل ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس پر نبوت کی مہر لگا دیں، وہ امتی نبی ہو گا۔نصوص قرآن وسنت، اجماع امت، علمائے امت اور ائمہ لغت کسی نے اس لفظ کا یہ معنی بیان نہیں کیا، اب اگر کوئی یہ معنی بیان کرتا ہے تو مطلب ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تمام امت کو اس معنی کا ادراک نہیں ہو سکا اور ان صاحب کو ہو گیا ہے، لیکن:

ایں خیال است و محال است و جنوں

❁ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

''اجماع امت نے اس لفظ لَا نَبِيَّ بَعْدِي اور دیگر دلائل سے یہ بات سمجھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد کسی بھی دور میں نبوت یا رسالت کے امکان کی کلی نفی کر دی ہے۔اس میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں کی جا سکتی، اس کا منکر اجماع کا منکر ہے۔'' (الاقتصاد في الاعتقاد : 137)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کو بڑا بھائی کہہ کر پکار سکتے ہیں؟

جواب: نبی امت کے لیے والد کے قائم مقام ہوتا ہے۔ انہیں بڑا یا چھوٹا بھائی کہہ کر پکارنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کو رسول اللہ، نبی اللہ وغیرہ کہہ کر پکارتے تھے۔ البتہ نبی کریم ﷺ عمر کے اعتبار سے صحابہ کرام کو اپنا بھائی، بیٹا، بھتیجا وغیرہ کہہ کر پکارتے تھے۔

سوال: کیا احکام شرعیہ اور ذات باری تعالیٰ کے متعلق نبی کریم ﷺ سے زیادہ علم والا کوئی ہے؟

جواب: نہیں، نبی کریم ﷺ سب سے بڑھ کر احکام شرعیہ اور رب تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق معرفت رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کسی کا علم نہیں۔

سوال: یہ کہنا کہ ابلیس کا علم نبی کریم ﷺ سے زیادہ ہے۔ کیسا ہے؟

جواب: کلمہ کفر ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ابلیس سے موازنہ کرنا آپ ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ ایک مسلمان اس کے تصور سے کانپ جاتا ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر کرنا بدعت ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرنا باعث خیر ہے، بدعت نہیں اور اسے کوئی بھی بدعت نہیں کہتا۔ مگر نبی کریم ﷺ کی ولادت پر جشن منانا اور اسے یوم عید قرار دینا بدعت ہے۔ جشن میلاد نبی کریم ﷺ، عہد صحابہ، عہد تابعین اور خیر القرون میں نہیں منایا جاتا تھا۔ یہ بعد والوں کی ایجاد ہے اور بدعت ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا امکان ہوسکتا ہے؟

جواب: اللہ کی پناہ! اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا امکان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ صدق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفت کمال ہے، باری تعالیٰ صفات کمال کے ساتھ متصف ہے۔ اور جھوٹ صفت نقص ہے اور اللہ تعالیٰ صفات ناقصہ سے منزہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ جھوٹ سے منزہ ہے اور سچ سے متصف ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا﴾ (النّساء : ۸۷)

”اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات میں سچا کون ہو سکتا ہے؟۔“

❀ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا﴾ (النّساء : ۱۲۲)

”اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر قول میں سچا کون ہو سکتا ہے؟۔“

بعض متکلمین نے باری تعالیٰ کے متعلق امکان کذب وغیرہ کے حوالے سے فضول بحوث کیں، جو سراسر اسلاف امت کے منہج سے انحراف کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ شرعی عقائد اور اعمال میں جب بھی بات کریں، تو صحابہ، تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ ہدیٰ کی پیروی میں بات کریں۔

سوال: حدیث: اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب: یہ روایت سنن ابی داود (۳۶۴۱)، سنن ترمذی (۲۶۸۱) میں آتی ہے۔ اس کی سند کثیر بن قیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس کی دیگر اسانید بھی ضعیف ہیں۔

❀ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(علل الدّارقطني : 216/6)

یہ روایت سندا ضعیف ہے، البتہ اس کا معنی ومفہوم درست ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾(فاطر: ٣٢)

''پھر ہم نے اپنے منتخب بندوں کو کتاب کا وارث بنایا۔''

سوال: کیا مسجد کی چھت پر امام مسجد کی رہائش بنائی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، بنائی جا سکتی ہے، کیونکہ مسجد کی چھت مسجد نہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا چت لیٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: غسل خانہ میں برہنہ حالت میں وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: برہنہ حالت میں وضو درست ہے۔

سوال: اگر وضو یا نماز کے دوران ہوا خارج ہونے کی حاجت ہوئی، مگر اسے دبا لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ہوا کو خارج نہ ہونے دیا، تو وضو اور نماز دونوں باقی ہیں۔

سوال: کیا اونگھ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: اعضائے وضو میں سے کوئی عضو خشک رہ گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اعضاء خشک نہیں ہوئے، تو خشک رہ جانے والے حصے کو پانی سے تر کر لے اور اگر اعضائے وضو خشک ہو چکے ہیں، تو دوبارہ وضو کرے۔ (مسلم: ۲۴۳)

سوال: ہوا خارج ہوئی، مگر آواز اور بدبو نہیں آئی، کیا حکم ہے؟

جواب: جب ہوا خارج ہونے کا یقین ہو جائے، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، خواہ آواز یا بدبو نہ بھی آئی۔ مگر جو شخص نفسیاتی مریض ہو اور اسے وہم کی بیماری ہو، اس کے لیے یہ مسئلہ ہے کہ وہ خود کو تب تک باوضو ہی تصور کرے گا، جب تک اسے ہوا خارج ہونے کی بدبو یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آواز نہ آئے۔

سوال: کیا قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے والے پر وضو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔

(سنن الدّارقطني: 174/1، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: دوران نماز کسی زخم سے خون نکل آیا، کیا حکم ہے؟

جواب: خون ناقض وضو نہیں، خون نکل آئے، تو نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

سوال: ایک شخص کو غالب گمان ہے کہ اس کا وضو ہے، مگر دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید وضو نہ ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: شک سے یقین کو زائل نہیں کیا جا سکتا۔ گمان غالب کا لحاظ ہوگا، نہ کہ شک کا۔

سوال: نماز جنازہ کے لیے وضو کیا، کیا وہ اسی وضو سے فرض نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، پڑھ سکتا ہے۔

سوال: وضو کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو دیکھ لیا، کیا حکم ہے؟

جواب: وضو باقی ہے۔

سوال: کیا غسل کرتے وقت غرارہ کرنا چاہیے؟

جواب: جی ہاں، غسل میں غرارہ ضروری ہے۔

سوال: ناک اور منہ میں کتنی بار پانی ڈالنا ضروری ہے؟

جواب: کم از کم ایک بار اور زیادہ سے زیادہ تین بار۔

سوال: عورت نے سر کی مینڈھیاں بنائی ہوئی ہے، غسل کا کیا طریقہ ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: وہ مینڈھیاں نہ کھولے، بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچا دے۔

سوال: ایک تالات میں غیر مسلم غسل کرتے ہیں، اس میں سے غسل کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر پانی کے طاہر ہونے کا غالب گمان ہے، تو غسل جائز ہے، محض شک یا شبہہ سے پانی پلید نہیں ہوتا۔

سوال: داڑھ میں کوئی چیز اٹک جائے، کیا غسل ہو جائے گا؟

جواب: اگر ممکن ہو، تو نکال لینا چاہیے، البتہ غسل درست ہے۔

سوال: غسل کے وقت عارضی دانت نکالنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: عارضی دانت نکالنا ضروری نہیں، بس پانی دانتوں تک پہنچ جانا چاہیے۔

سوال: روزہ کی حالت میں غسل کرتے وقت کلی کرے یا غرارہ؟

جواب: اس طرح منہ میں پانی ڈالے کہ پانی اندر جانے کا خدشہ نہ ہو۔

سوال: پورے جسم پر گندگی لگ جائے، تو کیا غسل واجب ہے؟

جواب: جسم کے بعض یا پورے حصے پر گندگی لگ جائے، تو غسل واجب نہیں ہوتا، گندگی والے حصہ کو دھو لینا کافی ہے۔

سوال: کیا جنابت کے بعد جب تک پیشاب نہ کرے، پاک نہیں ہوگا؟

جواب: یہ بات درست نہیں۔ پاکی کے لیے پیشاب کرنا ضروری نہیں۔

سوال: دانتوں میں لگے کیل کا غسل کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: غسل درست ہے۔

سوال: غسل سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے؟

جواب: وضو اور غسل سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: غسل سے پہلے نیت نہ کی، کیا حکم ہے؟

جواب: غسل نہیں ہوگا۔ ہر عمل میں نیت ضروری ہے۔

سوال: وضو اور غسل کے لیے پانی کی کیا مقدار ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ ایک مد سے وضو فرماتے اور ایک سے سوا صاع پانی سے غسل فرماتے۔ (بخاری: ۲۰۱، مسلم: ۳۲۵) یاد رہے کہ یہ پانی کی کم از کم مقدار ہے، اس سے زائد پانی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، البتہ اسراف نہ کیا جائے۔

سوال: میدان، دریا یا تالاب میں ننگے ہو کر نہانا کیسا ہے؟

جواب: قریب کوئی نہ ہو، تو جائز ہے۔

سوال: بند مکان میں برہنہ نہانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر جاگتے ہوئے منی خارج ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر جوش کے ساتھ منی خارج ہوئی، تو غسل فرض ہے۔

سوال: کیا جماع کے فوراً بعد غسل ضروری ہے؟

جواب: اگر نماز کا وقت نہ ہو، تو جماع کے فوراً بعد غسل ضروری نہیں، کچھ تاخیر بھی کی جا سکتی ہے۔

سوال: نیند میں احتلام ہونے ہی والا تھا کہ جاگ آ گئی، کیا غسل واجب ہے؟

جواب: اگر منی خارج نہیں ہوئی، تو غسل نہیں۔

سوال: کیا عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں، عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: عورت کی شرمگاہ میں انگلی ڈالی، انزال نہیں ہوا، کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں غسل واجب نہیں۔

سوال: اگر غسل کے بعد باقی ماندہ منی خارج ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جوش سے نہیں نکلی، تو صرف استنجاء کرلے، دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔

سوال: ایک عورت جنابت کے فورا بعد حائضہ ہوگئی، تو کیا وہ غسل جنابت کرے گی؟

جواب: جی ہاں، وہ غسل کرے گی، کیونکہ اس پر غسل جنابت فرض ہے، حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی غسل کرے، ایک واجب غسل دوسرے واجب غسل کو کفایت نہیں کرتا۔

سوال: کیا زنا کے بعد غسل واجب ہے؟

جواب: جی ہاں، زنا کے بعد بھی غسل واجب ہے۔

سوال: اگر شرمگاہ میں دوا لگانے کے لیے اس میں انگلی داخل کی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: غسل واجب نہیں۔

سوال: نیند سے جاگنے کے بعض عضو خاص پر تری محسوس کی، مگر یقین ہے کہ وہ منی نہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں غسل واجب نہیں، صرف استنجا کرلے۔

سوال: ایک شخص نے بیوی سے ایک سے زائد مرتبہ جماع کیا، غسل کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک بیوی سے کئی بار یا کئی بیویوں سے جماع کے بعد ایک ہی غسل کافی ہے۔ (بخاری: ۲۶۸، مسلم: ۳۰۹)

سوال: جماع کے دوران ذکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: جماع کے دوران ذکر جائز نہیں۔ البتہ حالت جنابت میں ذکر جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: لید یا گوبر کی آگ سے کھانا پکانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے اور وہ کھانا پاک ہے۔

سوال: استنجا کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر پانی پاک ہے، تو اس سے وضو جائز ہے۔

سوال: بے نمازی کے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کوئی بدعتی پانی دے، تو اس سے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے، البتہ اگر اس پانی کی نسبت کسی بدعت کی طرف ہے، تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے، کہ اس میں بدعت کی حوصلہ افزائی ہے۔

سوال: غسل واجب ہے، پانی ہے، مگر وہ نجس ہے، پاک پانی موجود نہیں، کیا نجس پانی سے غسل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: نجس پانی سے غسل جائز نہیں، جسے پاک پانی نہ ملے، وہ پاکیزہ مٹی سے تیمّم کر لے۔

سوال: سرکاری نہر سے حکومت کی اجازت کے بغیر غسل یا وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جس نہر میں گٹر گرتا ہو، تو اس سے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک غلاظت گرنے سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ میں سے کچھ تبدیل نہیں ہوتا، پانی پاک ہے، اسے پیا بھی جا سکتا ہے اور اس سے وضو غسل بھی کیا جا سکتا ہے۔

سوال: تالاب میں مچھلی بیٹ کر دے، پانی کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: پاک ہے۔

سوال: بارش کا پانی جو گلیوں میں بہتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بارش کا پانی پاک ہے، البتہ اگر اس میں غلاظت ملنے سے اس کا رنگ، بو یا ذائقہ میں سے کچھ بدل جائے، تو ناپاک ہے۔

سوال: کیا حقہ کا پانی پاک ہے؟

جواب: حقہ کا پانی پلید نہیں۔

سوال: حدیث قلتین کیا ہے؟ اور اس کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی کے متعلق سوال ہوا، جس پر جانور اور درندے وارد ہوتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ .

جب پانی دو قلے (مٹکے) ہو، تو (گندگی گرنے سے جب تک اس کا رنگ، بو یا ذائقہ نہ بدلے) ناپاک نہیں ہوتا۔"

(مسند الإمام أحمد : 26/2، سنن أبي داود : 63، واللّفظ لهٗ، سنن النسائي : 52)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۹۲) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۴۹) نے صحیح قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۱۳۲۔۱۳۳) نے امام بخاری و امام مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ امام طبری رحمہ اللہ نے "صحیح" قرار دیا ہے۔

(تہذیب الآثار [مسند ابن عباس] : 736/2)

اس حدیث کو جمہور ائمہ حدیث نے "صحیح" کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ علامہ رافعی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

"اکثر محدثین ان دونوں روایات کو صحیح کہتے ہیں، نیز کہتے ہیں کہ عبداللہ اور عبیداللہ دونوں نے یہ حدیث اپنے والد سے بیان کی ہے۔"

(البدر المنير :409/1)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قلتین والی حدیث کے متعلق اکثر اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن اور قابل حجت ہے۔"

(مجموع الفتاویٰ :41/21)

حافظ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث کے صحیح ہونے کے لیے یہ گواہی کافی ہے کہ زمینی ستاروں کے جیسے محدثین نے اسے صحیح کہا ہے اور اس کے مطابق مذہب بنایا ہے، یہ محدثین قدوہ ہیں اور احکام و مسائل میں انہی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔"

(معالم السنن :36/1)

حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ سند مسلم کی شرط پر ہے۔"

(التلخيص الحبير لابن حجر :36/1)

امام طحاوی حنفی نے "صحیح" قرار دیا ہے۔

(شرح معاني الآثار :16/1)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث صحیح ثابت ہے، اس میں کوئی ضعف نہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(المحلّٰى بالآثار :151/1)

❁ حافظ جوزقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’یہ حدیث حسن ہے۔‘‘

(الأباطيل :321)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’یہ حدیث حسن ثابت ہے۔‘‘

(المجموع شرح المهذب :112/1)

❁ حافظ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

(الأحكام الوسطٰى :155/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’یہ حدیث صحیح ثابت ہے۔‘‘

(البدر المنير :404/1)

❁ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اس حدیث کے متن میں کوئی طعن نہیں، کیونکہ یہ مشہور اور قابل عمل حدیث ہے۔ اس کے رواۃ ثقہ اور عادل ہیں۔ (سند کا) یہ اختلاف موجب ضعف نہیں، کیونکہ اس حدیث کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دو بیٹوں عبداللہ اور عبید اللہ نے ایک ساتھ بیان کیا ہے۔‘‘

(الشافي في شرح مسند الشافعي :80/1)

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ نے بھی ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

(طبقات الشافعية الكبرىٰ للسّبكي :245/2)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ اور کئی اہل علم نے اس حدیث کو قابل حجت قرار دیا ہے۔

سوال: برتن کے بیرونی حصہ پر گندگی لگی ہے، اس میں موجود پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر گندگی پانی میں داخل نہیں ہوئی، تو پانی پاک ہے۔

سوال: مٹکے میں چھپکلی گر کر مر گئی، پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: پانی ناپاک ہے۔

❀ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ایک چوہیا گھی میں گر کر مر گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، تو فرمایا: چوہیا اور اس کے آس پاس کا گھی پھینک دیں اور باقی کھا لیں۔''

(صحيح البخاري : 235-236-5538-5540)

سوال: اعتراض کیا جاتا ہے کہ عہد نبوی میں بئر بضاعۃ سے وضو کیا جاتا تھا، جبکہ اس میں پلید اشیا گرتی تھیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا ہم بضاعہ نامی کنویں سے وضو کر سکتے ہیں، جبکہ اس میں حیض والے کپڑے، کتوں کا گوشت اور گندگی پھینکی جاتی ہے، فرمایا: پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی۔''

(مسند الإمام أحمد : 31/3، سنن أبي داود : 66، سنن النّسائي : 326، سنن التّرمذي : 66، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' (وفی بعض النسخ: حسن صحیح) کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل (تہذیب الکمال للمزی: ۵/ ۴۵) اور امام ابن الجارود رحمہم اللہ (۴۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث صحیح ہے، اسے حفاظ نے صحیح قرار دیا ہے۔“

(خلاصة الأحكام :66/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”(بحث و تحقیق کے بعد) جو بات سامنے آئی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ حدیث مطلقاً صحیح ہے، جیسا کہ متقدمین ائمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، جن میں امام ترمذی، امام احمد، امام یحییٰ بن معین اور امام حاکم رحمہم اللہ شامل ہیں۔ یہ اس فن کے ائمہ ہیں اور (تحقیق حدیث میں) ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔“

(البدر المُنير :387/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

(تنقيح التّحقيق :15/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

”یہ حدیث عام ہے، بعض پانی اس میں شامل نہیں۔ (مثلاً) وہ پانی، جس (کے رنگ، بو یا ذائقہ) میں نجاست گرنے کی وجہ سے تبدیلی آجائے، تو یہ پانی بالاجماع ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ پانی، جس کی مقدار دو مٹکوں سے کم ہو اور اس میں نجاست مل جائے، جیسا کہ امام شافعی، امام احمد اور کئی دیگر ائمہ رحمہم اللہ کا مؤقف ہے۔ امام مالک اور دیگر کچھ ائمہ رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ حدیث بئر بضاعۃ عام ہے اور اس سے مراد وہ کثیر پانی ہے، جس میں نجاست گرنے سے تغیر نہیں آتا، اسے کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔ بئر بضاعۃ بھی ایسا ہی تھا۔ نیز یہ حدیث، حدیث قلتین کے مخالف نہیں ہے، کیونکہ بئر بضاعۃ کا پانی اتنا زیادہ تھا کہ اس میں مذکورہ اشیا گرنے سے کوئی تغیر نہیں آتا تھا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(البدر المُنير :392/1)

حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

”بئر بضاعہ والی حدیث سن کر کئی لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ یہ (گندگی وغیرہ پانی میں پھینکنا) لوگوں کی عادت تھی کہ یہ لوگ ایسا جان بوجھ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ گمان کسی ذمی یا بت پرست کے بارے میں بھی نہیں کیا جا سکتا، چہ جائیکہ کسی مسلمان کے بارے میں کیا جائے، کیونکہ پہلے اور بعد کے مسلمانوں اور کافروں کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ پانی کو نجاستوں سے محفوظ رکھتے تھے، پھر بھلا اس زمانے والوں کہ جو دین کے سب سے اعلیٰ طبقے اور مسلمانوں کی سب سے افضل جماعت سے تعلق رکھتے تھے، کے متعلق یہ گمان کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ ان علاقوں میں پانی اس سے کہیں اہم اور ضروری چیز تھی کہ وہ پانی سے ایسا سلوک کرتے اور اس کو حقیر جانتے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے، جو پانی والی جگہوں پر پیشاب کرے۔ تو اس کا کیا حال ہوگا، جو پانی کے چشموں کو نجاست اور گندگی پھینکنے کی جگہ بنا لے؟ یہ کام صحابہ کرام کی شان کے خلاف ہے۔ دراصل اس گندگی کی وجہ یہ تھی کہ یہ کنواں نشیبی سطح میں واقع تھا اور بارش کی رو گندگی کو رستوں اور ڈھیروں سے بہا کر لے جاتی تھی اور اسے (نشیبی سطح میں موجود) اس کنوئیں میں ڈال دیتی تھی۔ چونکہ کنوئیں میں پانی بہت زیادہ ہوتا تھا، اس لیے ان اشیا کے گرنے سے اس میں تغیر نہیں آتا تھا۔ تو صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا، تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کا پانی پاک ہے یا نجس؟ تو نبی

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو جواب دیا کہ پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔ اس سے آپ ﷺ کی مراد کثیر پانی تھا کہ جس کی مقدار اتنی ہی ہو، جو اس کنوئیں کے کثیر پانی کی تھی، کیونکہ سوال اسی (کثیر) پانی کے متعلق ہوا تھا، لہٰذا جواب بھی اسی کے متعلق دیا۔ یہ قلتین والی حدیث کے مخالف بھی نہیں ہے، کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ بئر بضاعہ کا پانی دو قلوں کو پہنچتا تھا، دونوں حدیثیں ایک دوسری کے موافق ہیں، مخالف نہیں۔ خاص کو عام پر مقدم رکھا جاتا ہے، یہ عام کی وضاحت کرتی ہے، نہ کہ اسے منسوخ کرتی ہے۔‘‘ (مَعالم السّنن: 37/1)

سوال: جس پانی میں بھنگ یا افیون وغیرہ مل جائے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: پانی پاک ہے۔

سوال: مسواک کو تر کرنے کے لیے کسی برتن میں ڈالا، تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ پانی پاک ہے، اس سے وضو کیا جا سکتا ہے۔

سوال: تازہ پانی کے ہوتے ہوئے، باسی پانی سے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: حرام پرندے تالاب میں بیٹ کر دیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: تالاب کا پانی پاک ہے۔

سوال: تالاب میں چڑیا گر کر مر گئی، پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: پاک ہے۔

سوال: غیر مسلموں کے برتن سے وضو کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر ظاہری طور پر کوئی نجاست نہ لگی ہو، تو وضو درست ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: دوائی والے پانی سے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو درست ہے۔

سوال: تالاب میں سانپ مر گیا، کیا حکم ہے؟

جواب: پانی پاک ہے، کہ اس سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہوگا۔

سوال: کنوئیں میں مینڈک مر جائے، تو پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: مینڈک کو باہر نکال دیں، پانی پاک ہے۔

سوال: بکری نے تالاب میں پیشاب کر دیا، کیا حکم ہے؟

جواب: پانی پاک ہے۔

سوال: کچھوا کا کیا حکم ہے؟

جواب: کچھوا حرام ہے، اہل علم اسے خبائث میں شمار کرتے ہیں۔

سوال: خون آلود جانور تالاب میں گرا، پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: پانی پاک ہے۔

سوال: طوائف کے بنائے ہوئے تالاب سے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مٹکے میں انسانی خون گر جائے، کیا حکم ہے؟

جواب: پانی پاک ہے، انسان کا خون نجس نہیں۔

سوال: ناپاک پانی سے گوندی ہوئی مٹی سے برتن بنایا، اس میں وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: خشک ہونے کے بعد ناپاک مٹی پاک ہو جاتی ہے، لہٰذا اس برتن کا استعمال جائز ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کافر تالاب میں گر گیا، پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: پانی پاک ہے۔

سوال: وضو کر کے نماز پڑھی، بعد میں معلوم ہوا کہ پانی ناپاک تھا، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔

سوال: ہاتھی کا جھوٹے پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: پاک ہے۔

سوال: انگریز کا جھوٹا پاک ہے یا نہیں؟

جواب: پاک ہے۔

سوال: سخت سردی میں تیمّم کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر پانی گرم کرنا ممکن نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے مرض کا اندیشہ ہو، تو تیمّم کیا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر نماز کا وقت جا رہا ہو، تو وضو کی بجائے تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: جسم پر نجاست لگی ہے، پانی کا استعمال نقصان دہ ہے، کیا تیمّم کرے؟

جواب: نجاست دور کر کے تیمّم کر لے۔

سوال: کیا پتھر یا لکڑی وغیرہ سے تیمّم درست ہے؟

جواب: پتھر یا لکڑی سے تیمّم درست نہیں۔

سوال: پانی موجود نہیں، مٹی ہے، مگر پاک نہیں، کیا کرے؟

جواب: اگر ایسی صورت بن جائے کہ پانی بھی نہیں ہے، پاک مٹی بھی نہیں، تو بغیر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وضو اور تیمّم کے نماز پڑھ لے، پلید مٹی سے تیمّم نہ کرے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''انہوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار ادھار لیا جو کہ گم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو تلاش کے لیے بھیجا تو وہ مل گیا۔ اسی اثنا میں نماز کا وقت ہو گیا، لیکن ان کے پاس پانی نہ تھا۔ انہوں نے اسی طرح بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرما دی۔''

(صحيح البخاري: 336)

یعنی آیت تیمّم کے نزول سے پہلے پانی نہ ہونے کی صورت میں صحابہ نے نماز ادا کر لی تھی۔ گویا ان کے پاس نہ پانی تھا، نہ مٹی، کیونکہ مٹی کے استعمال کی ابھی اجازت نہیں تھی۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ پانی اور مٹی دونوں نہ ملنے کی صورت میں بھی نماز فرض ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام نے اس موقع پر نماز کو فرض سمجھتے ہوئے ہی اسے ادا کیا تھا۔ اگر ایسی حالت میں نماز ممنوع ہوتی تو نبی اکرم ﷺ ان کو اس سے منع فرماتے۔''

(فتح الباري: 440/1)

سوال: پانی اتنا تھوڑا ہے کہ مکمل غسل نہیں ہو سکتا، کیا تیمّم کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، تیمّم کر سکتا ہے۔

سوال: وضو اور غسل کے تیمّم میں کیا فرق ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: کوئی فرق نہیں۔ وضو اور غسل کا تیمّم ایک جیسا ہے۔

سوال: ایک شخص نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، پھر پانی مل گیا، کیا نماز دہرائے گا؟

جواب: نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔

❀ فقہائے سبعہ فرماتے ہیں:

''جس شخص نے تیمّم کر کے نماز ادا کی، پھر نماز کے وقت ہی میں پانی ملا یا وقت گزرنے پر، اس نماز کو دوہرانا ضروری نہیں۔ ہاں! آئندہ کی نمازوں کے لیے وضو اور غسل کرنا پڑے گا۔ جنابت اور بے وضو ہونے کے تیمّم کا ایک ہی حکم ہے۔''

(السنن الکبریٰ للبیهقي :232/1، تاریخ ابن عساکر : 250/40، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: ایک شخص سفر پر ہے، اس کے پاس پینے کا پانی ہے، اگر وہ اس سے وضو کرے گا، تو پینے کے لیے پانی نہیں بچے گا، کیا وہ تیمّم کر سکتا ہے؟

جواب: اگر کہیں سے پانی نہ مل سکے، تو وہ تیمّم کر سکتا ہے۔

سوال: بخار کی حالت میں تیمّم کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر بخار اس قدر سخت ہے کہ وضو کرنے سے مرض بڑھنے کا خدشہ ہے اور گرم پانی کا حصول ممکن نہیں، تو تیمّم کر سکتا ہے۔

سوال: مرض میں تیمّم کی صورت میں مریض کی طبیعت کا اعتبار ہو گا یا ڈاکٹر کا؟

جواب: مریض کی طبیعت اور ڈاکٹر دونوں کا اعتبار ہو گا۔ اگر ڈاکٹر مشورہ دے کہ مریض کے لیے وضو کرنا نقصان دہ ہے، تو اگرچہ وضو مریض کے لیے گراں نہ ہو، تب بھی تیمّم کر سکتا ہے۔

سوال: عذر کی بنا پر تیمّم کیا، پھر عذر ختم ہو گیا، تو تیمّم کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: عذر ختم ہونے پر تیمّم خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

سوال: پانی موجود ہے، کیا مصحف کو چھونے کے لیے تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: پانی کی موجودگی میں قرآن کو چھونے کے لیے تیمّم جائز نہیں۔

سوال: دودھ پیتے بچے کے لیے ماں کا غسل نقصان دہ ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ماں پر غسل واجب ہے، مگر وہ غسل شیر خوار بچے کے لیے نقصان دہ ہے، تو وہ تیمّم کر سکتی ہے۔

سوال: کیا مٹی کے ڈھیلے سے ایک سے زائد مرتبہ تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا چونے سے تیمّم درست ہے؟

جواب: تیمّم صرف پاک مٹی سے جائز ہے۔ چونا مٹی نہیں۔

قرآن کریم نے پاک مٹی سے تیمّم کا حکم دیا ہے۔

❀ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا، إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ .

”پانی نہ ملے، تو زمین کی مٹی ہمارے لیے طہارت (وضو و غسل کا ذریعہ) بنا دی گئی۔“

(صحيح مسلم : 522)

معلوم ہوا کہ صرف پاک مٹی سے تیمّم ہو سکتا ہے۔

سوال: پانی موجود نہیں، کیا قرآن پکڑنے کے لیے تیمّم جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، جائز ہے۔

سوال: جنگل میں مویشی چرا رہا ہے، پانی اتنی دور ہے کہ اگر وضو کرنے جائے، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مویشی کے گم ہونے کا خطرہ ہے یا کسی کی کھیتی کو کھا جانے کا خطرہ ہے، کیا تیمّم کر سکتا ہے؟

جواب: پانی کی کوئی اور صورت نہ ہو، تو تیمّم کر سکتا ہے۔

سوال: کیا تیمّم والا شخص وضو والے کی امامت کرا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، کرا سکتا ہے۔ تیمّم وضو کے قائم مقام ہے۔

سوال: موزوں پر مسح کا حکم ہے؟

جواب: موزوں پر مسح کرنا جائز اور مشروع ہے۔ اس پر احادیث متواترہ اور اجماع امت دلیل ہیں۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''حفاظ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے صراحت کی ہے کہ موزوں پر مسح کے بارے میں احادیث متواتر ہے۔''

(فتح الباري :306/1)

❀ امام ابو رجاء قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (۲۴۰ھ) فرماتے ہیں:

''یہ ائمہ اسلام اور اہل سنت کا اتفاقی و اجماعی عقیدہ ہے کہ......موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔''

(شِعار أصحاب الحديث للحاكم الكبير، ص 30، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

''موزوں پر مسح کے جواز پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

(شرح صحيح البخاري :304/1)

❀ علامہ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''موزوں پر مسح کا انکار صرف بدعتی کرتا ہے، جو مسلمانوں کی جماعت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارج ہے۔ اس مسئلہ میں حجاز وعراق کے فقہا اور محدثین کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔ اہل علم کا جم غفیر اس کے جواز کا قائل ہے، جس کا غلطی اور جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہے۔ وہ جمہور صحابہ، تابعین اور فقہائے مسلمین ہیں۔ موزوں پر مسح کے جواز پر اہل علم کا اتفاق ہے۔‘‘

(الإقناع في مسائل الإجماع :88/1)

سوال: ایسے بوٹ جو ٹخنوں کے اوپر تک بندھے ہوئے ہیں اور ان کو اتارنا قدرے دشوار ہو، کیا ان پر مسح کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر بوٹ پاک ہیں، تو ان پر مسح کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ انہیں وضو کی حالت میں پہنا ہو۔ یہ موزوں کے قائم مقام ہیں۔

سوال: مسح کی مدت کیا ہے؟

جواب: مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔ (صحیح مسلم:۲۷٦) یہ مدت مسح کی ابتدا سے شروع ہوگی۔

سوال: موزوں یا جرابوں پر مسح کیا اور وضو کی حالت میں انہیں اتار دیا، کیا مسح کی مدت ختم ہو جائے گی؟

جواب: نہیں۔ اگر حالت وضو میں موزے یا جرابیں اتار دیں اور وضو ٹوٹنے سے پہلے پہلے دوبارہ پہن لیں، تو ان پر مسح جائز ہے۔

سوال: مسح پاؤں کے کس حصے کا کیا جائے؟

جواب: پاؤں کے اوپر والے حصہ کا مسح کیا جائے، نیچے والے حصہ کا نہیں۔

(مسند الحميدي : 47، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اگر وضو والے کسی عضو میں زخم ہو اور اسے گیلا کرنا ممکن نہ ہو، تو کیا کرے؟

جواب: اگر وہاں پٹی لگی ہے، تو اس پر مسح کر لے اور اگر زخم کھلا ہے، تو زخم والی جگہ پر اگر مسح ممکن ہو، تو مسح کرے، ورنہ اتنی جگہ چھوڑ دے۔

سوال: حالت حیض میں جماع پر کیا کفارہ ہے؟

جواب: حیض میں جماع کر لے، تو اس پر ایک دینار (4 ماشہ 4 رتی / 4.374 گرام سونا) یا نصف دینار (2 ماشہ 2 رتی 2.187 گرام سونا) کفارہ ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

فطری ایام میں بیوی سے جماع کرنے والے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ، أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ .

”ایک یا آدھا دینار صدقہ کرے۔“

(مسند الإمام أحمد : 229/1، 230، سنن أبي داوٗد : 264، سنن النسائي : 290، سنن الترمذي : 136، سنن ابن ماجه : 640، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل (مسائل أبي داوٗد لأحمد، ص : 177)، امام ابوداوٗد (268، تهذيب السنن لابن القيّم : 1/173)، امام ابن جارود (108)، امام حاکم (171/1، 172)، حافظ ابن قطان (بيان الوهم والإيهام : 227/5)، حافظ ذہبی (تلخيص المستدرك : 172/1)، حافظ ابن دقیق العید (التلخيص الحبير لابن حجر : 166/1)،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن القیم (تهذيب السنن : 173/1)، علامہ ابن ترکمانی حنفی (الجوهر النقيّ : 314/1) اور حافظ ابن حجر (التلخيص الحبير : 166/1) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

یہ حدیث مرفوعاً و موقوفاً دونوں طرح سے ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی۔ موقوف مرفوع کو تقویت دیتی ہے۔

اسلاف امت بھی ماہواری میں جماع کرنے والے پر کفارے کے قائل ہیں:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

②، ③ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی مذہب ہے۔

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 137)

④ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک دینار صدقہ کرے۔'' (سنن الدارمي : 1154، وسندهٔ صحيحٌ)

امام موصوف سے ایک روایت نصف دینار کے بارے میں بھی آتی ہے۔

(سنن الدارمي : 1157، وسندهٔ حسنٌ)

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس پر کوئی کفارہ نہیں، توبہ و استغفار لازم ہے۔ ان کی یہ بات صحیح حدیث اور فہم سلف کے خلاف ہونے کی وجہ سے مرجوح ہے۔

سوال: ایک عورت کو ہمیشہ چھ دن حیض آتا تھا، مگر کچھ ماہ سے اسے کچھ اس طرح خون آتا ہے کہ دو دن خون آیا، پھر کچھ دن خون نہ آیا، پھر دو چار دن خون آتا ہے، اس طرح مہینے میں دو تین بار خون آتا ہے، اس کے حیض کے ایام کیا ہیں؟

جواب: جن دنوں میں خون آتا ہے، اسے حیض شمار کرے گی اور باقی دنوں میں غسل کر کے نماز روزہ کرے گی۔

سوال: حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: ایام حیض کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مدت متعین نہیں، اس کا انحصار فطرت وعادت پر ہے۔ بعض لوگ ماہواری کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن بتاتے ہیں، یہ بے دلیل ہے۔ اس حوالے سے پیش کی جانے والی روایات ثابت نہیں، بلکہ ''موضوع'' یا ''ضعیف'' ہیں۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهَا عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ .

''یہ تمام روایات ضعیف ہیں، ان کے ضعف پر محدثین کا اجماع ہے۔''

(المجموع شرح المهذّب : 383/2)

سوال: حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل سے پہلے جماع جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عورت ماہواری سے پاک ہونے کے بعد جب تک غسل نہ کر لے، خاوند کا اس سے جماع کرنا جائز نہیں۔

❀ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوْا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾(البقرة : ٢٢٢)

''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، فرما دیجئے! حیض ناپاکی ہے، دوران حیض بیویوں سے جماع نہ کریں، ایام مخصوصہ کے اختتام تک ان کے قریب نہ جائیں، وہ غسل حیض سے پاکی حاصل کر لیں، تو حکم الٰہی کے مطابق ان سے مجامعت کر سکتے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ حیض کا خون بند ہونے کے بعد جب تک بیوی غسل نہ کرلے، شوہر کے لیے بیوی سے مقاربت کرنا حرام ہے۔“

(تفسير الطّبري : 732/3)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت حیض رکنے کے بعد اس وقت تک مرد کے لیے حلال نہیں ہوتی، جب تک غسل نہ کرلے یا تیمّم نہ کرلے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ غسل ضروری نہیں سمجھتے۔“

(تفسير القرآن العظيم :350/1)

اس آیت میں ﴿حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ سے مراد خونِ ماہواری کا رکنا اور ﴿فَاِذَا تَطَهَّرْنَ﴾ سے مراد غسل کرنا ہے۔ اسلاف امت کا یہی فیصلہ ہے۔

① امام عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”عورت کا خونِ ماہواری رک جائے، تو جب تک غسل نہ کرلے، اس وقت تک شوہر اس سے جماع نہ کرے، غسل کے بعد حکم الٰہی کے مطابق صحبت کرسکتا ہے۔“(مصنّف ابن أبي شيبة :96/1، 97، وسندهٗ حسنٌ)

② امام مجاہد بن جبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جب تک غسل نہیں کرلیتی، خاوند اس سے صحبت نہ کرے۔“

(سنن الدّارمي : 1117، مصنّف ابن أبي شيبة :96/1، وسندهٗ صحيحٌ)

③ امام مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جب تک غسل نہیں کرلیتی، خاوند اس سے صحبت نہ کرے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/96، وسندهٗ صحيحٌ)

④ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

''نہیں، غسل سے پہلے صحبت جائز نہیں۔''

(سنن الدّارمي : 1127، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ امام طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہمارے علم کے مطابق اس تفسیر (تَطَهَّرْنَ سے مراد غسل) میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔ خون کا رکنا بذات خود پاکی نہیں، کیونکہ خون رکنے سے عورت حیض سے تو نکل جاتی ہے، لیکن خاوند کے لیے اس سے صحبت جائز نہیں ہوتی، اسی طرح نماز اور بیت اللہ کا طواف بھی جائز نہیں ہوتا، جب تک غسل نہ کر لے یا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم نہ کر لے۔''

(أحكام القرآن :1/127)

⑥ امام ابن منذر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''میرا وہی مذہب ہے، جو تمام اہل علم کا ہے کہ مرد اپنی بیوی سے اس کے حیض سے پاک ہونے کے بعد اس وقت تک صحبت نہیں کر سکتا، جب تک وہ غسل کر کے طہارت حاصل نہ کر لے۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والاختلاف :1/215)

⑦ امام احمد بن محمد، ابوبکر، مروذی رحمہ اللہ (م:275ھ) فرماتے ہیں:

''میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں جانتا۔'' (المغني لابن قدامة :1/246)

کسی صحابی یا تابعی سے اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں۔

سوال: اگر حیض کے بعد غسل سے پہلے جماع کر لیا، تو کیا کفارہ ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس پر کفارہ نہیں، یہ گناہ گار ہے، توبہ کرے۔

سوال: کیا عورت ایام مخصوصہ میں تسبیح پڑھ سکتی ہے؟

جواب: عورت حالت ایام میں قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ ہر ذکر کرسکتی ہے۔

سوال: نفاس کے خون کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟

جواب: نفاس کی کم سے کم مدت مقرر نہیں، البتہ زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''نفاس والی چالیس دن نماز روزے سے رُکے گی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 28/4، السنن الكبرٰى للبيهقي :341/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے اہل علم کا اجماع ہے کہ نفاس والی چالیس دن تک نماز نہیں پڑھے گی۔ہاں اس سے پہلے پاک ہوجائے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے گی۔اگر وہ چالیس دن کے بعد بھی خون دیکھے تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہ نماز پڑھتی رہے گی۔اکثر فقہاءِ کرام کا یہی قول ہے۔یہی بات امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے کہی ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 139)

تنبیہ:

اس بارے میں مروی ساری کی ساری مرفوع احادیث ''ضعیف'' ہیں۔البتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتویٰ اور اجماع امت نے ان سے مستغنی کر دیا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: اگر خون چالیس روز سے بھی زائد جاری رہے، تو کیا کرے؟

جواب: چالیس دن تک نفاس شمار کرے، یعنی نماز روزہ سے رکی رہے، بعد کے ایام میں جو خون آرہا ہے، وہ دم فاسد ہے۔ غسل کر کے نماز روزہ جاری رکھے۔

سوال: بچہ پیدا ہونے کے چوتھے روز خون بند ہو گیا، اس کے بعد صرف دھبہ سا لگتا ہے، کتنے روز نفاس شمار کرے؟

جواب: چار دنوں کے بعد جو دھبہ سا لگتا ہے، وہ دم فاسد ہے۔ عورت نفاس سے پاک ہو چکی ہے، اب وہ غسل کر کے نماز روزہ کرے۔

سوال: اگر کسی نے نفاس کے ایام میں جماع کر لے، تو کیا کرے؟

جواب: نفاس کے ایام میں جماع کرنا حرام ہے۔ اس پر توبہ ہے، کفارہ نہیں۔

سوال: ایک عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد بارہ دن تک خون آیا، پھر سفید پانی آنے لگا، کچھ روز بعد پھر خون آنا شروع ہو گیا، وہ کیا کرے؟

جواب: چالیس دن کے اندر اندر اگر ایسا ہو، تو نفاس ہی شمار ہو گا۔

سوال: نماز کا وقت ہے، ابھی نماز ادا نہیں کی کہ حیض آ گیا، تو کیا حیض سے پاک ہونے کے بعد اس نماز کی قضا دے گی؟

جواب: نماز کا وقت موجود ہے، ابھی نماز ادا نہیں کی، کہ حیض آ گیا، تو پاک ہونے کے بعد اس نماز کی قضا نہیں دے گی۔ نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد سستی و کاہلی کی وجہ سے نماز مؤخر کر دی، نماز کا وقت نکل گیا اور ادائیگی سے پہلے ہی حیض آ گیا، تو ماہواری کے بعد اس کی قضائی دینا لازم ہے۔

❀ امام حسن بصری اور امام محمد بن سیرین رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِذَا حَاضَتْ فِي وَقْتِ صَلَاةٍ، فَلَيْسَ عَلَيْهَا قَضَاءُ تِلْكَ الصَّلَاةِ، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ الْوَقْتُ قَدْ ذَهَبَ .

”نماز کے وقت میں ماہواری آ جائے، تو قضائی نہیں، البتہ نماز کا وقت نکل گیا ہو، تو قضائی لازم ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 339/2، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

نماز کا وقت ختم ہونے سے اتنی دیر پہلے ماہواری ختم ہو کہ نماز کے وقت میں غسل اور نماز کی ادائیگی ممکن نہ ہو، تب بھی نماز کی قضائی دینا ضروری ہے۔

سوال: جس شخص کو قطرے آتے ہیں، وہ نماز کے لیے طہارت کیسے کرے؟

جواب: اسے چاہیے کہ ہر نماز کے لیے وضو کرے اور دوران وضو یا نماز بھی قطرات آئیں، تو کوئی حرج نہیں۔ اسے چاہیے کہ زیر جامہ استعمال کرے، اس میں روئی رکھے۔ وہ قطرے روئی میں جذب ہو جائیں گے، اس سے جسم اور کپڑے خراب نہیں ہوں گے۔ اس کا معاملہ استحاضہ والی عورت کی طرح ہے۔

سوال: جس عورت کو استحاضہ کا خون مسلسل تین چار ماہ جاری رہے، وہ حیض کے ایام کس طرح شمار کرے؟

جواب: استحاضہ کا خون مسلسل جاری رہتا ہے، حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق کس طرح ہو سکتا ہے؟ شریعت اسلامیہ نے اس کے تین طریقے بتائے ہیں؛

① ماہواری شروع ہونے کے بعد استحاضہ کا عارضہ لاحق ہو تو ماہواری کے دنوں کا اعتبار ہوگا، جن دنوں ماہواری آتی تھی، ان کے علاوہ آنے والا خون استحاضہ متصور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجہ، سیدہ ام حبیبہ بنتِ جحش رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: جن دنوں آپ کو حیض آتا تھا، ان دنوں کی مقدار رکی رہیں، پھر غسل کر لیں۔''

(صحيح مسلم : 66/334)

② استحاضہ کا خون پہلے جاری ہوا اور حیض کا خون بعد میں آیا، تو دونوں میں فرق خون کی رنگت سے کرے گی، حیض کا خون سیاہی مائل، گاڑھا اور بدبودار ہوتا ہے، جبکہ استحاضہ کا خون سرخی مائل ہوتا ہے، بدبودار اور گاڑھا نہیں ہوتا؛

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام حبیبہ بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہتی ہیں:

''وہ اپنی بہن زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے گھر ایک ٹب میں غسل کرتی تھیں۔ خون کی سرخی پانی پر چھا جاتی تھی۔''(صحيح مسلم : 64/334)

③ اپنے خاندان کی عورتوں سے پوچھے گی، جن دنوں انہیں حیض آتا ہے، ان دنوں خود کو حائضہ سمجھے۔

❁ حماد بن ابی سلیمان اور عطا بن ابی رباح رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

''آغازِ حیض سے ہی مستحاضہ ہو جائے، تو وہ نماز سے اتنے دن رک جائے گی، جتنے دن اس کے خاندان کی کوئی بھی دوسری عورت رکتی ہے۔''

(سنن الدارمي : 875، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کے علاوہ کوئی طریقہ معتبر نہیں۔

سوال: اگر زخم سے مسلسل رطوبت نکلتی رہتی ہے، تو کیا کوئی شخص ایک وضو سے دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمازیں پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، پڑھ سکتا ہے۔خون یا پیپ نجس نہیں ہے۔

سوال: ایک شخص کو ہوا خارج ہونے کا مرض ہے کہ اس پر کنٹرول نہیں رہتا، اس کی طہارت کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: ایسا شخص ہر نماز کے لیے وضو کر لے، دوران وضو یا نماز بھی ہوا خارج ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں۔اس کا معاملہ استحاضہ والی عورت کی طرح ہے۔

سوال: جس شخص کا آپریشن ہوا ہے، کیا وہ اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، وہ اشارے سے نماز پڑھ لے۔اور اگر آپریشن کے دوران اس کی کچھ نمازیں رہ جائیں، تو ان کی قضا دے دے۔

سوال: جو شخص عذر کی بنا پر سجدہ نہ کر سکتا ہو، کیا وہ آگے کوئی چیز رکھ لے؟

جواب: معذور کو چاہیے کہ اشارہ سے سجدہ کر لے، آگے کوئی چیز نہ رکھے۔

سوال: اگر کپڑے کو شراب لگ جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: راجح یہ ہے کہ شراب حرام ہے، نجس نہیں۔

سوال: آبی جانوروں کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

جواب: وہ جانور جن کی زندگی پانی پر موقوف ہے، انہیں آبی جانور کہتے ہیں، یہ حلال ہیں اور حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔

سوال: جس صابون میں حرام جانور کی چربی استعمال کی جائے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس صابون میں حرام جانور کی چربی استعمال کی جائے، اس کا استعمال جائز نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: غیر مسلموں کے رنگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: منی پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: اس میں اہل علم کا اختلاف ہے، ہمارے مطابق منی ناپاک ہے۔

سوال: کیا سانپ یا کسی حرام جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے؟

جواب: حرام جانور کی کھال رنگنے سے پاک نہیں ہوتی۔

سوال: ناپاک تیل سے بنائے گئے صابون کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا استعمال جائز نہیں۔

سوال: کیا نجاست کو دھونے کے لیے اسے ملنا ضروری ہے؟

جواب: نجاست کا اثر زائل کرنا ضروری ہے، چاہے ملنے سے ہو، یا ملنے کے بغیر۔

سوال: ایک عمر رسیدہ شخص جسے پیشاب کرنے میں دشواری ہوتی ہے اور پیشاب کے دوران کچھ چھینٹے کپڑے پر گر جاتے ہیں، ایسے کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یہ معلوم ہو کہ کپڑے کے کس جگہ چھینٹے پڑے ہیں، تو اس جگہ کو دھو لے، ورنہ کپڑے تبدیل کرے۔ اگر معمولی چھینٹے ہیں، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: مذی اور ودی کیا ہے؟

جواب: مذی بوسہ و کنار کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والے پتلے پانی اور ودی پیشاب کے بعد نکلنے والے سفید اور رقیق پانی کو کہتے ہیں۔

مذی اور ودی دونوں نجس اور ناپاک ہیں۔ ان کا حکم پیشاب کا سا ہے۔ جسم اور کپڑے پر لگ جائیں، تو انہیں دھویا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰی نَجَاسَةِ الْمَذِيِّ وَالْوَدْيِ .

''مذی اور ودی کے نجس ہونے پر فقہا کا اتفاق ہے۔''

(شرح السنّة : 90/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰی نَجَاسَةِ الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ .

''مذی اور ودی کے نجس ہونے پر امت کا اجماع ہے۔''

(المَجموع شرح المُهذّب : 552/2)

مذی اور ودی کے خارج ہونے پر غسل نہیں۔

سوال: لیکوریا کا مادہ پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: لیکوریا اس مادہ کو کہتے ہیں، جو کسی عارضہ کی بنا پر بغیر جوش کے عورت کی شرمگاہ سے نکلتا ہے۔ اس کا حکم مذی اور ودی والا ہے، یعنی یہ ناپاک ہے، اس کے خارج ہونے پر کپڑے اور شرمگاہ کو دھویا جائے گا اور وضو کیا جائے گا۔

سوال: انسان کے منہ سے بہنے والی رال کا کیا حکم ہے؟

جواب: انسانی رال پاک ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۶۵۸، وسندہ حسن)

سوال: منی کو دھونے کے بعد کپڑے پر اگر کوئی نشان باقی رہ جائے، کیا اس میں نماز جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، جائز ہے۔ (بخاری: ۲۲۹، مسلم: ۲۸۹)

سوال: جس تالاب میں جانور بٹھائے جاتے ہوں، اس کا پانی پاک ہے یا نہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر حلال جانور ہیں، تو پاک ہے۔

سوال: اگر پیشاب کے قطرات کپڑے کو لگ جائیں، تو کیا کرے؟

جواب: انہیں دھو کر پاک کرلے۔

سوال: کیا شیر خوار بچے کا پیشاب نجس ہے؟

جواب: بچی کا پیشاب دھویا جائے گا اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے، البتہ پیشاب دونوں کا ناپاک ہی ہے۔

سوال: زخم کو دبا کر پیپ نکالی، کیا وضو باقی ہے؟

جواب: پیپ یا خون بہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: غسل کے بعد نجس کپڑا پہن لیا، کیا بدن پاک رہا یا نہیں؟

جواب: اگر نجاست گیلی ہے اور بدن کو لگ گئی ہے، تو بدن کا اتنا حصہ دھویا جائے اور اگر نجاست خشک ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: اگر کپڑے میں نجاست کا شبہ ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: شک یا شبہ کی بنا پر کپڑا نجس نہیں ہوتا، جب تک کپڑے یا بدن کے نجس ہونے کا یقین یا غالب گمان نہ ہو، وہ پاک ہی متصور ہوں گے۔

سوال: مسجد میں کبوتر ہوں، تو انہیں پکڑ کر فروخت کرنا اور ان کی قیمت مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

جواب: کسی اور کی ملکیت نہیں، تو جائز ہے۔

سوال: کسی پاک چیز کو کتے کا جسم لگ گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کتے کا جسم لگنے سے چیز ناپاک نہیں ہوتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: حالت جنابت میں جو پسینہ آتا ہے، کیا اس سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب: جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں۔

سوال: ایک شخص سور کھاتا ہے، اس نے منہ میں قلم ڈالا، پھر وہی قلم ایک مسلمان نے غلطی سے اپنے منہ میں ڈال لیا، کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: شہد کی بوتل میں چوہیا گر گئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس شہد کا استعمال جائز نہیں۔

سوال: جس ڈھیلے سے استنجا کیا، بعد میں اسی ڈھیلے سے استنجا کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر اس پر نجاست ظاہر نہیں، تو کر سکتے ہیں۔

سوال: اگر کسی کپڑے پر خنزیر کا خون لگ جائے، تو اسے کیسے پاک کیا جائے؟

جواب: خنزیر کا خون نجس ہے۔ جس کپڑے پر لگ جائے، اسے اچھی طرح دھو لیا جائے، تو پاک ہو جائے گا۔

سوال: جن ادویات میں الکحل کا استعمال کیا جاتا ہے، ان کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جس برتن میں خنزیر کا گوشت کھایا جائے، وہ کیسے پاک ہو گا؟

جواب: اسے اچھی طرح دھو لیں، تو پاک ہو جائے گا۔

سوال: اگر خنزیر کا جسم کپڑے سے مس کر جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: خنزیر کا جسم کپڑے سے لگ جائے، تو کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جس برتن میں بچہ ناپاک ہاتھ ڈال دے، اس میں کھانا پینا کیسا ہے؟

جواب: وہ برتن دھونے سے پاک ہو جائے گا، اس میں کھانا پینا جائز ہے۔

سوال: جس کپڑے کو نجس پانی میں دھویا جائے، تو خشک ہونے پر اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ ناپاک رہے گا، تا آنکہ اسے پاک پانی سے دھویا جائے۔

سوال: دریا کے کنارے جو کیچڑ وغیرہ ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک اس کیچڑ کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو، وہ پاک ہی متصور ہوگا۔

سوال: جس پانی میں حلال جانور کا گوبر گر گیا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: پانی پاک ہے۔

سوال: کیا حالت جنابت میں برتن چھونے سے ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: گندگی بارش سے بہہ کر تالاب میں گر جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ میں سے کچھ نہ بدلے، تو پانی پاک ہے۔

سوال: کیا کتے کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے سے اس کی کھال پاک ہو جائے گی؟

جواب: کوئی مسلمان یہ کام نہیں کر سکتا۔ کتا نجس العین ہے اور اس کو ذبح کریں یا نہ کریں، یہ ناپاک ہی رہے گا، اس کے کسی جزو سے انتفاع جائز نہیں۔

سوال: دودھ میں کتے نے منہ ڈال دیا، کیا وہ دودھ خادموں کو پلا سکتے ہیں؟

جواب: نہیں۔ البتہ جانوروں کو پلا سکتے ہیں۔

سوال: کیا حرام جانور ذبح کرنے سے پاک ہو جاتا ہے؟

جواب: نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: نجس گلاس میں پانی ڈالا گیا، کیا حکم ہے؟

جواب: وہ پانی بھی ناپاک ہو جائے گا۔

سوال: ہاتھی کا جسم پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: ہاتھی نجس العین نہیں، اس کا جسم پاک ہے۔

سوال: ریشمی کپڑا اگر دھونے سے خراب ہو جائے، تو اس کی نجاست کیسے دور کی جائے؟

جواب: نجاست کو دور کرنے کے لیے بہر حال دھونا ضروری ہے، البتہ دھونے میں زیادہ مبالغہ نہ کیا جائے۔

سوال: ناپاک زمین جب خشک ہونے کے بعد دوبارہ تر ہو جائے، تو کیا وہ دوبارہ ناپاک ہو جاتی ہے؟

جواب: دوبارہ ناپاک نہیں ہوتی۔

سوال: جس گوشت پر دم مسفوح لگا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: راجح قول کے مطابق دم مسفوح نجس ہے، جس گوشت پر لگا ہو، اسے دھو کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوال: روئی دار کپڑا نجس ہو گیا، پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: دھو کر پاک کیا جائے۔

سوال: جو لکڑی پانی جذب کر لیتی ہے، اس کی نجاست کو کس طرح دور کیا جائے؟

جواب: اسے اچھی طرح دھو لیا جائے، تو پاک ہو جائے گی۔

سوال: بیت الخلا کے لوٹے پاک ہیں یا نہیں؟

جواب: جب تک ان پر نجاست لگنے کا یقین نہ ہو، محض وہم اور شبہہ سے ناپاک نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔

سوال: کیا عورتیں بھی ڈھیلے سے استنجا کر سکتی ہیں؟

جواب: جی ہاں، مردوں کی طرح عورتیں بھی ڈھیلے استعمال کر سکتی ہیں۔

سوال: قضائے حاجت کے دوران سلام کہنا یا اس کا جواب دینا کیسا ہے؟

جواب: قضائے حاجت کے دوران سلام کہنا یا سلام کا جواب دینا جائز نہیں، اس دوران کوئی سلام کہے، تو بعد میں جواب دے دے۔

سوال: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ (بخاری: ۲۲۴، مسلم: ۲۷۳)

سوال: قطب تارے کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ کر کے پیشاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: استنجا کرنے کے بعد قطرے آئیں، تو کیا کرے؟

جواب: دوبارہ استنجا کرے اور اگر جسم یا کپڑے کو قطرے لگیں، تو اسے بھی دھو لے۔

سوال: قبلہ کی جانب کے علاوہ کسی اور سمت منہ یا پیٹھ کر کے قضائے حاجت کرنا ممنوع ہے یا نہیں؟

جواب: ممنوع نہیں ہے۔

سوال: عذر کی بنا پر دائیں ہاتھ سے استنجا کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، عذر کی بنا پر دائیں ہاتھ سے استنجا کر سکتا ہے۔

سوال: استنجا میں کتنے ڈھیلے استعمال کرنے چاہیے؟

جواب: کم از کم تین ڈھیلے واجب ہیں۔ (مسلم: ۲۶۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی استعمال کرنا ضروری ہے؟

جواب: ڈھیلے پانی سے کفایت کرتے ہیں، اس کے بعد پانی سے استنجا ضروری نہیں، البتہ اگر پانی استعمال کرلیا جائے، تو بہتر ہے۔

سوال: غیر مسلموں کے استعمال شدہ کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان کپڑوں کو دھولیا جائے، یہ پاک ہیں، ان میں نماز جائز ہے۔

سوال: قضائے حاجت کے بعد استنجا کرنا بھول گیا، وضو کر کے نماز پڑھ لی، بعد میں یاد آیا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: استنجا کر لے، دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: جو شخص والد یا استاذ کے ڈر سے نمازیں پڑھتا ہے، کیا اسے ثواب ملے گا؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: ایک شخص کبھی نماز پڑھ لیتا ہے اور کبھی ترک کر دیتا ہے، جو نمازیں وہ پڑھتا ہے، ان کا اسے ثواب ملے گا؟

جواب: جی ہاں، جتنی نمازیں پڑھتا ہے، ان کا ثواب ملے گا۔

سوال: رشوت خور کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: رشوت لینا اور دینا حرام ہے۔ مگر یہ نماز کی قبولیت میں مانع نہیں، البتہ حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (مسلم: ۱۰۱۵)

سوال: اگر ایک شخص کی اولاد نماز نہیں پڑھتی، کیا اسے گناہ ملے گا؟

جواب: اگر اس نے تربیت نہیں کی، تو گناہ ہوگا۔

سوال: جو شخص نماز کا پابند نہ ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔

سوال: اگر کچھ دوست آپس میں طے کرلیں کہ اگر ہم میں سے کسی نے نماز چھوڑی، تو وہ اتنے اتنے روپے جرمانہ ادا کرے گا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز اور مستحسن ہے۔

سوال: بچوں کو نمازی بنانے کے لیے انعام کا لالچ دینا کیسا ہے؟

جواب: عادی بنانے کے لیے جائز ہے، مگر ساتھ انہیں نماز کی اہمیت سے روشناس بھی کرایا جائے۔ یہ نہ ہو کہ انعام بند ہوتے ہی وہ نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیں۔

سوال: نماز کب فرض ہوئی؟

جواب: پنجگانہ نماز معراج کے موقع پر فرض ہوئی۔ (مسلم: ۱۶۲)

سوال: کیا ذکر اللہ نماز سے بہتر ہے؟

جواب: صوفیا کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر فرض نماز سے بہتر ہے۔ ان کی بات گمراہی پر مبنی ہے۔ حالانکہ نماز بھی ذکر ہے اور حدیث کے مطابق سب سے افضل عمل یہی ہے کہ نماز کو وقت پر ادا کیا جائے۔ (بخاری: ۵۲۷، مسلم: ۸۵)

سوال: نماز فجر کا وقت کیا ہے؟

جواب: نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہوتا ہے۔

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

''امت کا اجماع ہے کہ نماز فجر کا اول وقت صبح صادق ہے اور آخری وقت طلوع آفتاب ہے۔''

(تبيين الحقائق: 79/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نماز فجر غلس (رات کے آخری حصے کے اندھیرے) میں ادا کرتے تھے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔''

(صحيح مسلم : 612)

اس حدیث مبارکہ میں نماز فجر کے ابتدائی اور انتہائی وقت کو بیان کیا گیا ہے۔

سوال: حدیث: ''فجر کو روشن کر کے پڑھیں کہ اس میں زیادہ اجر ہے۔'' کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: یہ روایت منسوخ ہے، اس کی ناسخ حدیث ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک فجر اندھیرے میں پڑھنا بیان کیا ہے۔ اگر اس روایت کو منسوخ نہ بھی مانا جائے، تو امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے نماز فجر کو روشن کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس حکم کی علت اسی کے اندر چھپی ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے اور چاندنی راتوں کی صبح جب آدمی اندھیرے میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرے، تو بسا اوقات اس کی نماز طلوع فجر سے پہلے ہی پڑھی جا سکتی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اتنی دیر روشن کرنے کا حکم دیا، جتنی دیر طلوع فجر کا یقین نہ ہو جائے اور فرمایا: آپ جتنی صبح کریں گے، (اتنا ہی زیادہ اجر ہوگا)، آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ آپ صبح کے طلوع ہونے کا یقین کریں گے، تو یہ کام شک میں نماز ادا کرنے سے اجر میں بڑھ کر ہوگا۔''

(صحيح ابن حبان : 4/356)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا نماز فجر کو روشنی میں پڑھنے پر صحابہ کا اجماع تھا؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز فجر اندھیرے میں پڑھتے تھے، روشنی میں پڑھنا کسی صحابی سے ثابت نہیں، چہ جائیکہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہو۔

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

مَا أَجْمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلٰى شَيْءٍ مَا أَجْمَعَ عَلٰى تَنْوِيرٍ بِالْفَجْرِ .

”اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسئلہ پر اتنا اتفاق نہیں کیا، جتنا فجر کو روشن کرنے پر کیا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :322/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي :193/1)

سند ضعیف ہے۔ سفیان ثوری اور حماد بن ابی سلیمان دونوں مدلس ہیں، انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

شرح معانی الآثار للطحاوی (۱/۱۹۳) کی سند اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: ظہر کا ابتدائی اور انتہائی وقت کیا ہے؟

جواب: امت کا اجماع ہے کہ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (م:۳۱۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ، زَوَالُ الشَّمْسِ .

”اجماع ہے کہ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہو جاتا ہے۔“

(الإجماع : 36)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نیز دیکھیں:(الأوسط لابن المنذر : ٣٢٦/٢، ٣٥٥، الإستذكار لابن عبد البر : ٣٨/١، التّمهيد لابن عبد البر : ٧١/٨، المبسوط للسّرخسي : ١٤٢/١، عارضة الأحوذي لابن العربي : ٢٥٥/١، بدائع الصّنائع للكاساني : ٣٥٠/١، المجموع للنووي : ٢٤/٣، فتح الباري لابن حجر : ٢١/٢، وغيرهم)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ......

”سورج ڈھل جائے،تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔“

(صحيح مسلم : 612)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا:

أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ، إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ .

”زوال کے وقت ظہر کی نماز ادا کریں۔“

(موطأ الإمام مالك :7/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ظہر کا آخری وقت:

ظہر کا وقت ایک مثل سایہ پر ختم ہو جاتا ہے،اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهٖ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ .

”ظہر کا آغاز سورج ڈھلنے سے ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے، جب سایہ قد کے برابر جب ہو جائے،مطلب جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(صحيح مسلم : 612)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۸ھ) فرماتے ہیں:

’’امام شافعی رحمہ اللہ کی بات درست ہے، اسی پر نبی کریم ﷺ کی بہت سی صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں، جس میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کا مضمون کچھ یوں ہے: ظہر کا وقت عصر تک رہتا ہے۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: سست و کاہل وہ ہے، جو اگلی نماز کا وقت آنے تک نماز ادا نہ کرلے۔ اس مسئلہ میں ایک چوتھا قول بھی ہے کہ عصر کا اول وقت اس سے ہوتا ہے، جب سایہ دو مثل ہو جائے اور اس سے پہلے نماز ادا کرنے والے کی نماز ادا نہیں ہوگی، یہ نعمان بن ثابت کا قول ہے، جو سراسر حدیث رسول ﷺ کے مخالف ہے۔ درحقیقت حدیث کا یہ معنی نہیں ہے۔ ہمارے مطابق تو ان سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کی اور ان کے شاگردوں نے بھی اس بات کو تسلیم نہ کیا، لہٰذا ان کا قول میدانِ فقہ میں اکیلا ہی رہ گیا، بالکل بے معنی۔‘‘

(الأوسط في السّنن والإجماع والاختلاف : 30/2)

❀ مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

’’مثلین پر ظہر کا وقت ہونے کے سلسلہ میں عموماً احناف کی طرف سے تین دلیلیں پیش کی جاتی ہیں، لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی حدیث بھی اوقات کی تحدید پر صریح نہیں ہے، اس کے برخلاف حدیث جبریل میں صراحتاً پہلے دن کو مثل اول پر پڑھنے کا ذکر موجود ہے، اس لیے یہ حدیثیں حدیثِ جبریل کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، اس لیے بعض حنفیہ نے مثل اول

www.KitaboSunnat.com

والی روایت کو لیا ہے، کمافی الدرر، اور بعض حنفیہ نے وقت مہمل کو ترجیح دی ہے۔‘‘

(درس ترمذي :1/96)

❀ جناب محمد بن علی نیموی کہتے ہیں:

’’مجھے کوئی حدیث صریح، صحیح یا ضعیف نہیں ملی، جو اس پر دلالت کرے کہ ظہر کا وقت سایہ کے دو مثل ہونے تک ہے۔‘‘

(آثار السّنن، مترجم، ص 28، ح : 199)

ظہر کا وقت زوال کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور ایک مثل سایہ پر ختم ہو جاتا ہے۔

سوال: اگر نماز عصر نہ پڑھی ہو اور سورج بالکل غروب ہونے والا ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسی وقت نماز پڑھ لینی چاہیے۔

سوال: کیا نماز ظہر موسم گرما اور موسم سرما میں ایک ہی وقت ادا کرنی چاہیے؟

جواب: موسم گرما میں زوال آفتاب سے کچھ تاخیر کرنی چاہیے۔

سوال: نماز عشاء کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: نماز عشاء کا مختار وقت نصف رات تک ہے۔ بلا عذر نصف رات سے تاخیر درست نہیں۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ وَقْتَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ يَدْخُلُ بِغَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ، وَالْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ مَشْهُورَةٌ بِذٰلِكَ .

’’اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز عشا کا وقت شفق (سرخی) غائب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے، اس پر صحیح اور مشہور احادیث ہیں۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(تهذيب الأسماء واللّغات : 165/3)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى كَرَاهَةِ تَأْخِيرِهَا عَنْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ .

”امت کا اتفاق ہے کہ عشاء کو مختار وقت سے (بلا عذر) مؤخر کرنا مکروہ ہے۔“

(التّنبيه على مشكلات الهِداية :466/1)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر سے نماز پڑھائی، یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی۔“

(صحيح البخاري : 565، صحيح مسلم :641)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ .

”اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا احساس نہ ہوتا، تو میں نماز عشاء کو نصف رات تک مؤخر کرتا۔“

(سنن أبي داود : 422، سنن النّسائي : 539، سنن ابن ماجه : 693، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۴۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا، تو انہیں نماز عشاء کو تہائی یا نصف رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔"

(سنن التّرمذي : 167، سنن ابن ماجه : 691، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: نماز عشاء سے پہلے سونا کیسا ہے؟

جواب: نماز عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد غیر ضروری باتیں کرنا درست نہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (بخاری:۵۶۸، مسلم:٦٤٧)

سوال: کیا افطاری کی وجہ سے نماز مغرب میں کچھ تاخیر کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، کی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا نماز مغرب میں لمبی قرأت کر سکتے ہیں؟

جواب: کبھی کبھار مغرب کی نماز میں لمبی قرأت کی جا سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک بار نماز مغرب میں سورطور کی تلاوت فرمائی۔ (بخاری:۷٦۵، مسلم:۴٦۳)

سوال: نماز عصر کا مختار وقت کیا ہے؟

جواب: نماز عصر کا مختار وقت ایک مثل سایہ سے شروع ہو جاتا ہے اور دو مثل سایہ پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ ..... ثُمَّ صَلَّى العَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهٖ ....

"جبریل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے قریب دو مرتبہ نماز پڑھائی...... پھر نماز عصر اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا....."

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : ۳۵٤،۳۳۳/۱، مسند عبد بن حمید : ۷۰۳، سنن أبي داود : ۳۹۳، سنن التّرمذي : ۱٤۹، سنن الدّارقطني : ۲۵۸/۱، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ۱۹۳/۱، وسندہٗ حسنٌ)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

مُقْتَضَاهُ أَنْ يَّقُولَ هُنَا بِكَرَاهَةِ تَأْخِيرِ الْعَصْرِ إِلٰى مَا بَعْدَ صَيْرُورَةِ ظِلِّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ .

”اجماع امت کا تقاضا ہے کہ نماز عصر کو دو مثل سائے تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔“

(التّنبیه علی مشكلات الهداية :467/1)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعَصْرِ، وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر ادا فرماتے، جب کہ دھوپ میرے گھر کے صحن میں پڑتی اور ابھی تک سایہ نظر نہیں آیا ہوتا تھا۔“

(صحيح البخاري : ٥٤٦، صحيح مسلم : ٦١١)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ادا فرماتے، سورج ابھی بلند اور روشن ہوتا، جانے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

والا مدینہ کے دور دراز علاقے میں جاتا، وہاں پہنچتا، تو سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔“

(صحيح البخاري : ٥٠، صحيح مسلم : ٦٢١)

❁ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُورُ، فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ، ثُمَّ تُطْبَخُ، فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ .

”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز عصر ادا کرتے، پھر اونٹ ذبح کیے جاتے۔ گوشت دس حصوں میں تقسیم ہوتا، پکایا جاتا اور غروب آفتاب سے پہلے پہلے ہم وہ گوشت کھا لیتے تھے۔“

(صحيح البخاري : ٤٨٥، صحيح مسلم : ٦٢٥)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا إِلٰى قُبَاءٍ، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

”ہم عصر ادا کرتے، پھر جانے والا قبا بستی جاتا، اس کے وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔“

(صحيح البخاري : ٥١، صحيح مسلم : ٦٢١)

❁ نیز بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُحَلِّقَةٌ .

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نماز عصر ادا فرماتے، سورج ابھی صاف چمکدار ہوتا تھا۔“

(مسند الإمام أحمد : ٣١/٣، ١٦٩، ١٨٤، ٢٣٢، وسندهٗ حسنٌ)

اس کے علاوہ بھی کئی دلائل ہیں۔

سوال: نماز مغرب کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب: نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔

سوال: کیا پنجگانہ نماز کے اوقات کا ذکر قرآن میں ہے؟

جواب: جی ہاں، اس کا اشارہ قرآن میں موجود ہے۔ (سورت ھود: ١١٤)

سوال: اگر مسجد میں جماعت مختار وقت سے مؤخر کی جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کو وقت پر ادا کرنا ضروری ہے اور مسلسل مختار وقت سے تاخیر جائز نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”آپ کا ایسے لوگوں سے پالا پڑ سکتا ہے، جو اصل وقت سے ہٹ کر نماز ادا کریں گے، اگر ایسا ہو جائے تو آپ اصل وقت پر گھر میں نماز پڑھ لینا، پھر نفل کی نیت سے ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا۔“

(مسند الإمام أحمد : ٣٧٩/١، سنن ابن ماجه : ١٢٥٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (٣٣١) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (١٦٤٠) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس وقت آپ کا طرز عمل کیا ہوگا، جب امرا نمازیں تاخیر سے ادا کریں گے؟ عرض کیا آپ ہی راہنمائی فرما دیں! فرمایا: نماز اپنے وقت پر ادا کر لیجئے، بعد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں ان کے ساتھ بھی ادا کر لینا، وہ آپ کے لئے نفل ہو جائے گی۔‘‘

(صحیح مسلم : ٦٤٨)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

’’نماز کو مردہ کرنے سے مراد نماز کی تاخیر ہے، یعنی وہ نماز کو بے روح کر دیں گے، تاخیر وقت کا مطلب مختار وقت سے موخر کرنا ہے نہ کہ نماز کا کل وقت ضائع کر کے پڑھنا، کیوں کہ ہر دور کے حکمران نماز کو مختار وقت سے لیٹ کرتے آئے ہیں، ایسا نہیں تھا کہ کل وقت کو ضائع کر کے پڑھتے ہوں۔‘‘

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’میرے بعد جلد ہی امور حکومت ان لوگوں کے ہتھے چڑھ جائیں گے، جو سنتوں کو مٹائیں گے اور بدعات زیر عمل لائیں گے، نماز تاخیر سے ادا کریں گے، عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر میرا ان سے واسطہ پڑ جائے، میرا طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟ فرمایا: ام عبد کی اولاد! مجھ سے پوچھتے ہو! آپ بتلائیں کہ خود کیا کرو گے؟ یاد رکھیو! اللہ کے نافرمان کی اطاعت نہیں ہے۔‘‘

(مسند الإمام أحمد وزوائده : ٣٩٩/١، سنن ابن ماجه : ٢٨٦٥، وسندہٗ حسنٌ)

اس مرفوع صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازوں کو ان کے اوقات سے لیٹ کر کے پڑھنے والا اللہ کا نافرمان ہے، تو نافرمانوں کی اقتدا میں نماز لیٹ نہیں کرنی چاہیے، بلکہ بر وقت ادا کرنی چاہیے۔

سوال: نماز جمعہ کا وقت کیا ہے؟

جواب: نماز جمعہ کا وقت وہی ہے، جو نماز ظہر کا ہے، زوال آفتاب کے بعد۔

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نماز ظہر کے بعد نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، ادا کیے جا سکتے ہیں۔

سوال: کیا نصف رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: عشاء کا مختار وقت نصف رات تک ہے، اس کے بعد فجر تک غیر مختار وقت ہے، جان بوجھ نصف رات سے تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

❀ سیدنا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى .

”کوتاہی یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی نہ ہو، یہاں تک کہ اگلی نماز کا وقت داخل ہو جائے۔“

(صحيح مسلم :681)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز عشاء کا وقت طلوع فجر تک ہے۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْحَائِضَ لَوْ طَهُرَتْ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ الثَّانِي وَجَبَتْ عَلَيْهَا صَلَاةُ الْعِشَاءِ، وَاخْتَلَفُوا فِي وُجُوبِ الْمَغْرِبِ، فَلَوْ لَمْ يَكُنِ الْوَقْتُ بَاقِيًا لَمَا وَجَبَتِ الْعِشَاءُ .

”صحابہ کرام اور تابعین عظام کا اجماع ہے کہ حائضہ اگر طلوع فجر سے پہلے پہلے پاک ہو جائے، تو اس پر نماز عشاء فرض ہے، مغرب کے متعلق اختلاف ہے۔ اگر طلوع فجر تک عشاء کا وقت باقی نہ ہو، تو نماز عشاء کی ادائیگی واجب کیسے؟“

(التّبيه على مشكلات الهداية :458/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ السَّلَفِ أَنَّهُ يَبْقٰى إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ .

”سلف کا اجماع ہے کہ نمازِ عشاء کا وقت طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔“

(تبيين الحقائق: 81/1، درر الحكام لملا خسرو: 51/1)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

مَا إِفْرَاطُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ؟ قَالَ: طُلُوعُ الْفَجْرِ .

”نمازِ عشاء کی ادائیگی میں کوتاہی کیا ہے؟ فرمایا: طلوع فجر۔“

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ نمازِ عشاء کا افضل وقت نصف رات ہے، نصف رات کے بعد بلا عذر تاخیر کرنا کوتاہی شمار ہوگی، البتہ طلوع فجر سے پہلے پہلے نمازِ عشاء پڑھ لی جائے، تو ادائیگی ہو جائے گی، کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ ایک نماز کا وقت دوسری نماز تک ہوتا ہے، سوائے نمازِ فجر کے، اس کا وقت طلوع آفتاب تک ہے۔

سوال: کیا بارش کی صورت میں دو نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں؟

جواب: بارش میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے:

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفْ عُلَمَاءُ الْحِجَازِ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْمَطَرِ جَائِزٌ .

”علمائے حجاز کا اتفاق ہے کہ بارش میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے۔“

(صحيح ابن خُزيمة: 85/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو بغیر کسی خوف اور بارش (ایک روایت میں بغیر کسی خوف اور سفر) کے جمع کیا۔ (سعید بن جبیر کہتے ہیں:) میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر مشقت نہ ہو۔“

(صحيح مسلم : 705)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا جَمِيعًا، وَسَبْعًا جَمِيعًا؛ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ .

”میں نے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعات اور مغرب وعشا کی سات رکعات جمع کر کے پڑھیں۔“

(صحيح البخاري : 543، 1174، صحيح مسلم : 55/705)

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جن دو نمازوں کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے، وہ نہ خوف کی وجہ سے تھیں، نہ بارش کی وجہ سے۔ اس حدیث سے امام احمد رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ خوف اور بارش میں تو بالاولیٰ نمازیں جمع ہوں گی۔ مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان امور میں نمازوں کو جمع کرنا بالاولیٰ جائز ہے۔ یہ تنبیہ بالفعل کی قبیل سے ہے۔ جب خوف، بارش اور سفر کے بغیر درپیش مشقت کو ختم کرنے کے لیے دو نمازوں کو جمع کیا جا سکتا ہے، تو ان اسباب کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مشقت کو ختم کرنا تو بالاولیٰ جائز ہوگا، لہٰذا خوف، بارش اور سفر کی بنا پر نمازوں کو جمع کرنا دیگر امور کی بنا پر جمع کی نسبت اولیٰ ہوگا۔“

(مَجموع الفتاوٰی : 76/24)

❁ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”جب بارش والی رات ہوتی، تو ہمارے امرا مغرب کو تاخیر سے ادا کرتے اور شفق (سرخی) غائب ہونے سے پہلے عشا کے ساتھ جمع کر لیتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے ساتھ ہی نماز پڑھتے تھے اور اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔ عبید اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم اور سالم رحمہما اللہ کو دیکھا کہ وہ دونوں ایسی رات میں امرا کے ساتھ مغرب و عشا کو جمع کرتے تھے۔“

(المؤطّأ للإمام مالك : 331، السّنن الکبرٰی للبیهقي : 168/3، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ ہشام بن عروہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے ابان بن عثمان رحمہ اللہ کو بارش والی رات مغرب و عشا کی نمازوں کو جمع کرتے دیکھا۔ عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہم اللہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شَیبة : 234/2، السّنن الکبرٰی للبَیهقي : 168/3، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو امرا کے ساتھ بارش والی رات میں مغرب و عشا کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شیبة : 234/2، وسندہٗ حسنٌ)

❁ ابو مودود، عبدالعزیز بن ابوسلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”میں نے ابوبکر بن محمد رحمہ اللہ کے ساتھ مغرب وعشا کی نماز پڑھی، انہوں نے بارش والی رات میں دونوں نمازوں کو جمع کیا تھا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 234/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْآثَارُ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْجَمْعَ لِلْمَطَرِ مِنَ الْأَمْرِ الْقَدِيمِ، الْمَعْمُولِ بِهٖ بِالْمَدِينَةِ زَمَنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، مَعَ أَنَّهٗ لَمْ يُنْقَلْ أَنَّ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنْكَرَ ذٰلِكَ، فَعُلِمَ أَنَّهٗ مَنْقُولٌ عِنْدَهُمْ بِالتَّوَاتُرِ جَوَازُ ذٰلِكَ .

”ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا ایسا معاملہ ہے جو شروع سے چلا آ رہا ہے۔ اس پر صحابہ وتابعین کرام کے دور میں مدینہ میں بھی عمل ہوتا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کسی ایک بھی صحابی سے اس پر اعتراض کرنا منقول نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ وتابعین سے بالتواتر اس کا جواز منقول ہے۔“ (مَجموع الفتاوٰی : 83/24)

❁ مولانا عبدالشکور لکھنوی، فاروقی لکھتے ہیں:

”امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سفر میں اور بارش میں بھی دو نمازوں کا ایک وقت میں پڑھ لینا جائز ہے اور ظاہر احادیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، لہٰذا اگر کسی ضرورت سے کوئی حنفی بھی ایسا کرے، تو جائز ہے۔“

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص : 150)

یاد رہے کہ بارش کی صورت میں جمع تقدیم وتاخیر، دونوں جائز ہیں۔ تقدیم میں زیادہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آسانی ہے، نیز جمع صوری کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔

سوال: مسجد کے فرش پر اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا جنبی اذان کہہ سکتا ہے؟

جواب: جنبی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا، البتہ اگر اذان مسجد سے باہر کہی جائے، تو جنبی بھی کہہ سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص ایک مسجد میں اذان کہتا ہے اور دوسری مسجد میں امامت کراتا ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص مسجد میں حاضر نہیں ہو سکتا، کیا وہ گھر میں اذان کہہ کر جماعت کرا سکتا ہے؟

جواب: اگر اذان کی آواز اس کے گھر تک پہنچتی ہے، تو وہی کافی ہے، ورنہ گھر میں اذان کہہ کر جماعت کرا سکتا ہے۔

سوال: کیا جنبی اذان کا جواب دے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، دے سکتا ہے۔

سوال: جس شخص پر غشی طاری ہو، اس کے سامنے اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: اگر شیاطین کی وجہ سے غشی طاری ہے، تو اس کے سامنے اذان کہنا درست ہے، کیونکہ شیاطین اذان کی آواز سے بھاگتے ہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ .

”جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے، تو شیطان پاد مارتے ہوئے اتنی دور بھاگتا ہے، جہاں اسے اذان سنائی نہ دے، جب اذان مکمل ہوتی ہے، تو واپس لوٹ آتا ہے۔“

(صحيح البخاري : 608، صحيح مسلم : 389)

❀ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَحَسَّ بِالْغُولِ أَوْ أَشْرَفَ عَلَى الْمَصْرُوعِ، ثُمَّ أَذَّنَ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ مِنْ ذٰلِكَ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ جب کوئی آدمی جن بھوت محسوس کرے یا کسی ایسے شخص کے قریب ہو، جس میں جن داخل ہو گیا ہو، پھر وہ (اس کے قریب) اذان دے، تو جن بھوت کا اثر جاتا رہے گا۔“

(مستخرج أبي عوانة، تحت الحديث : 977)

سوال: کیا اذان کی طرح اقامت کا بھی جواب دینا چاہیے؟

جواب: اقامت کا جواب نہیں، صرف اسے سننا چاہیے۔

سوال: کیا اقامت کے جواب میں أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہنا جائز ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔ اس بارے میں سنن ابی داود (۵۲۸) میں روایت آتی ہے، اس کی سند ضعیف ہے۔

① محمد بن ثابت عبدی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(المَجموع للنّووي : 2/212)

② رجل من اہل شام مبہم و نا معلوم ہے۔

سوال: بوقت ضرورت ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا اذان بائیں طرف اور اقامت دائیں طرف کھڑے ہو کر کہنے کی کوئی حقیقت ہے؟

جواب: کوئی حقیقت نہیں۔

سوال: کیا مؤذن بارش والے دن اذان میں حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے کلمات کہے گا؟

جواب: بارش والے دن مؤذن حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے کلمات نہیں کہے گا، بلکہ ان کی جگہ اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ، اَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُم، اَلصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ یاصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ کے کلمات کہے گا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش والے دن اپنے مؤذن سے کہا:

إِذَا قُلْتَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَلَا تَقُلْ : حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ : «صَلُّوا فِي بُيُوتِكُم» قَالَ : فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَاكَ، فَقَال : أَتَعْجَبُونَ مِنْ ذَا، قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُوا فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب آپ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ کہہ لیں، تو اس کے بعد حي علی الصلوۃ نہ کہیں، بلکہ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ کہیں۔ لوگوں کو عجیب لگا، فرمایا: یہ کام تو مجھ سے بہتر ہستی نے کیا ہے۔ اگرچہ جمعہ واجب ہے، لیکن میں آپ کو مشقت اور حرج میں نہیں ڈالنا چاہتا کہ آپ کیچڑ اور پھسلن میں چل کر آئیں۔''

(صحيح البخاري: 901، صحيح مسلم: 699)

سوال: اگر بغیر اقامت کے جواب کرا دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو جائے گی، اعادہ نہیں۔

سوال: کیا خشک سالی یا طاعون کے موقع پر اذان دینا جائز ہے؟

جواب: خشک سالی، طاعون یا کسی وبا کی صورت میں انفرادی یا اجتماعی اذان کا کوئی ثبوت نہیں۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کی زندگیوں میں اس کا ذکر نہیں، لہٰذا یہ بدعت ہے۔ فقہائے احناف بھی اس سے ناواقف ہیں۔

اس حوالے سے کچھ عمومی احادیث بھی بیان کی جاتی ہیں، مگر وہ ساری کی ساری ضعیف اور غیر ثابت ہیں۔

سوال: قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اذان شروع ہو جائے، تو کیا کرے؟

جواب: اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔

سوال: اذان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کہنا کیسا ہے؟

جواب: اذان کا جواب دینا مشروع و مستحب ہے۔ جو جواب نہیں دے رہا، وہ نبی کریم ﷺ کا نام سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کہے گا۔ اذان سننے والے کو چاہیے کہ اذان کا جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے اور آخر میں درود پڑھے۔

سوال: اذان کے بعد درود شریف اور دعا پڑھتے وقت ہاتھ اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔ بغیر ہاتھ اٹھائے پڑھنا چاہیے۔

سوال: نماز شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔ تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دے۔

سوال: اگر کوئی شخص قبلہ کے علاوہ کسی اور سمت کی طرف متوجہ ہو کر اذان کہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اذان ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: کیا اذان سن کر فوراً مسجد کی طرف چلنا ضروری ہے؟

جواب: جلدی مسجد کی طرف جانا مستحب ہے، البتہ جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص اذان سن کر کچھ تاخیر سے مسجد جاتا ہے، مگر جماعت میں شامل ہو جاتا ہے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

سوال: کیا دوسری صف والا شخص اقامت کہہ سکتا ہے؟

جواب: اقامت کسی صف سے بھی کہی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا جمعہ کی پہلی اذان کے بعد بھی درود اور دعا پڑھی جائے گی؟

جواب: جی ہاں۔ دونوں اذانوں کے بعد درود اور دعا پڑھی جائے گی۔

سوال: نابینا آدمی کا اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: جب نابینا امامت کرا سکتا ہے، تو اذان اور اقامت بالاولیٰ کہہ سکتا ہے، بشرطیکہ اسے کوئی وقت کی راہنمائی کرنے والا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۵)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: جس شخص کو اذان کا معنی معلوم نہیں، کیا اس کی اذان معتبر ہے؟

جواب: اذان کا معنی، مفہوم اور اس کے کلمات کی حقیقت سے آشنا ہونا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی اذان کے معنی و مفہوم کو نہیں جانتا، اس کی اذان معتبر ہے۔

سوال: سہارے سے کھڑا ہو کر اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جماعت کے لیے نقارہ بجانا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے۔ اذان کی اہمیت ختم کرنے والا عمل ہے۔ اذان کا مقصد لوگوں کو نماز کے وقت کی آگاہی دینا ہوتا ہے۔ نسل در نسل مسلمانوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔

سوال: کیا جیل میں اذان دی جائے گی؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: ایک مسجد کے دو مؤذن ہیں، دونوں میں بغض و عناد پایا جاتا ہے، کئی دفعہ دونوں ہی اذان نہیں دیتے اور جماعت کرادی جاتی ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو جائے گی، مگر اذان ترک کرنے پر دونوں کو گناہ ہو گا۔

سوال: ننگے سر اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اقامت کہہ کر نماز شروع کی، مگر نماز فاسد ہو گئی، کیا دوبارہ نماز پڑھنے کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اقامت کہنا ضروری ہے؟

جواب: دوبارہ اقامت کہنی چاہیے۔

سوال: کیا کسی نفل نماز کے لیے اذان یا اقامت کہی جاسکتی ہے؟

جواب: اذان صرف فرض نماز کے لیے مشروع ہے۔

سوال: اگر کوئی امام قد قامت الصلاۃ کے بعد نماز شروع کر دیتا ہے، اقامت پوری نہیں سنتا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسے مکمل اقامت سننی چاہیے، مگر نماز ہو جائے گی۔

سوال: مخنث کی اذان اور اقامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مخنث میں مردوں کی مشابہت پائی جاتی ہے، تو اس کی اذان اور اقامت معتبر ہے اور اگر عورتوں کی مشابہت پائی جاتی ہے، تو عورتوں کی طرح وہ بھی اذان اور اقامت نہیں کہہ سکتا۔

سوال: ایک محلے میں صرف شیعہ کی امام بارگاہ ہے، اہل سنت کی کوئی مسجد نہیں، کیا نماز کے لیے شیعہ کی اذان کافی ہے؟

جواب: شیعہ کی اذان کا کوئی اعتبار نہیں۔ جماعت کے لیے اپنی اذان کہی جائے۔

سوال: اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہنا کیسا ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبھی کبھار ”حی علی الفلاح“ کے بعد حَيَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ کے الفاظ کہہ دیتے تھے۔

(السنن الکبریٰ للبیھقي :424/1، وسندہٗ صحیحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کلمات کو کبھی کبھار بطور تثویب ادا کر لیتے تھے، شعار نہیں

www.KitaboSunnat.com

بناتے تھے، نہ ہی انہیں اصل اذان کا مستقل جزو سمجھتے تھے، ان کلمات کو بطور شعار ادا کرنا عہد نبوی اور اسلاف امت کے زمانہ میں نہیں ملتا۔

❀ امام زین العابدین، علی بن حسین رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَقُولُ فِي أَذَانِهِ إِذَا قَالَ : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ : حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ وَيَقُولُ : هُوَ الْأَذَانُ الْأَوَّلُ .

”آپ رحمہ اللہ اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کے الفاظ کہتے تھے۔ نیز فرماتے تھے کہ یہ پہلی اذان ہے۔“

(السنن الکبریٰ :425/1، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ اللَّفْظَةُ لَمْ تَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا عَلَّمَ بِلَالًا وَأَبَا مَحْذُورَةَ وَنَحْنُ نَكْرَهُ الزِّيَادَةَ فِيهِ .

”یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اذان میں ثابت نہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال اور سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہما کو سکھائی تھی۔ ہم اذان کے کلمات میں زیادتی کو مکروہ سمجھتے ہیں۔“

(السنن الکبریٰ :425/1)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ صَارَتْ سِمَةً وَّشِعَارًا لِّلْإِمَامِيَّةِ .

”(اذان میں یہ الفاظ اب) امامیہ (روافض) کی نشانی اور شعار بن چکے ہیں۔“

(المهذّب في اختصار السّنن الكبير :419/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: بلند آواز والے کی موجودگی میں پست آواز والے کا اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، آج کل لاؤڈ اسپیکر ہیں، پست اور بلند آواز کا کچھ خاص فرق نہیں پڑھتا، البتہ بہتر یہی ہے کہ اذان وہی دے، جس کی آواز اونچی ہو اور خوبصورت ہو۔

سوال: جمعہ کی پہلی اذان ایک شخص نے دی اور دوسری اذان دوسرے شخص نے، جمعہ کی جماعت کے لیے اقامت کون کہے؟

جواب: کوئی بھی کہہ سکتا ہے۔ اقامت مؤذن کے علاوہ کوئی شخص بھی کہہ سکتا ہے۔

سوال: اذان یا تکبیر غلط ہوگئی، کیا اس کو لوٹایا جائے گا؟

جواب: اگر غلطی معمولی ہے، تو کوئی حرج نہیں، ورنہ لوٹانا بہتر ہے۔

سوال: جوتے پہن کر اذان یا تکبیر کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اقامت کے بعد امام کسی کام میں مشغول ہوگیا، کیا فارغ ہونے کے بعد دوبارہ اقامت کہی جائے گی؟

جواب: دوبارہ اقامت کی ضرورت نہیں۔ اقامت اور نماز کے درمیان فاصلہ کیا جا سکتا ہے۔(بخاری:٦٤٢، مسلم:٣٧٦)

سوال: مقرر مؤذن کی اجازت کے بغیر اذان کہہ دی گئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مقرر مؤذن کی اجازت کے بغیر اذان نہیں کہنی چاہیے، البتہ اگر کہہ دی گئی ہے، تو اذان معتبر ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: جنگل بیابان میں بھی اذان کے ساتھ نماز پڑھی جائے گی؟

جواب: جنگل بیابان میں بھی اذان کہی جائے گی۔ (بخاری:٦٠٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اذان ہو رہی ہے، کیا قضائے حاجت کے لیے جا سکتا ہے؟

جواب: بہتر ہے کہ اذان کا جواب دے اور ختم ہونے کا انتظار کرے۔ اگر ایسا نہیں کرتا، تو دوران اذان قضائے حاجت کے لیے جا سکتا ہے۔

سوال: جس گھاس پر حلال جانوروں نے پیشاب کیا ہو، اس پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے، لہٰذا نماز جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ سے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنا ثابت ہے۔ (بخاری: ۲۳۴، مسلم: ۵۲۴)

سوال: ناپاک تیل کی مالش کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ ناپاکی دور کر کے نماز پڑھی جائے۔

سوال: ململ اور لٹھے کے لباس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مذی لگے کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذی ناپاک ہے، اگر کپڑوں کو لگے ہو، تو اسے دھونا ضروری ہے۔ اگر بھول کر پڑھ لی، تو نماز ہو جائے گی۔

سوال: غیر مسلموں کی تیار کردہ چٹائی پر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر پاک ہے، تو نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال: اگر کپڑے پر تمباکو کے دھبے ہوں، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: تمباکو ناپاک نہیں، لہٰذا نماز جائز ہے۔

سوال: چوری کی گئی چٹائی پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: چوری کرنا گناہ کبیرہ ہے، خواہ چٹائی کی ہو یا کسی اور چیز کی۔ البتہ ایسی چٹائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پر نماز ہو جائے گی۔

سوال: ننگے پاؤں چلنے والا کیا بغیر پاؤں دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: اگر اس کے پاؤں پر گندگی نہیں لگی، تو پڑھ سکتا ہے۔

سوال: معذور کا چارپائی پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: معذور کے لیے چارپائی پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے منبر پر نماز پڑھی اور نیچے اتر کر سجدہ کیا۔ (بخاری: ۳۷۷، مسلم: ۵۴۴)

سوال: کافر کے گھر میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جگہ پاک ہے، تو نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: ہسپتال میں ناپاک ادویات اور اشیا کے چھینٹے کپڑوں پر پڑتے رہتے ہیں اور خشک ہو جاتے ہیں، ان کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ناپاک کپڑوں میں نماز جائز نہیں۔

سوال: کیا عورت پاؤں ننگے کر کے نماز پڑھ سکتی ہے؟

جواب: اگر ٹخنے ڈھانپے ہوئے ہیں، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: بعض علاقوں میں عورتیں دھوتی باندھتی ہیں، دھوتی میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: دھوتی اگر ٹخنوں وغیرہ کو ڈھانپتی ہے، تو اس میں نماز جائز ہے۔

سوال: عورت کے لیے باریک کپڑے میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو یا نماز کے علاوہ، عورت کے لیے اتنا باریک اور تنگ لباس پہننا جائز نہیں کہ اس سے جسم کے خدوخال ظاہر ہوں۔

سوال: جان بوجھ کر غیر قبلہ منہ کر کے نماز پڑھی، کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(جواب): نماز نہیں ہوئی۔ اسے جائز سمجھنے والا کافر مرتد ہے۔

(سوال): ایک امام اپنے کسی مقتدی سے کہتا ہے کہ تم میرے پیچھے نماز نہ پڑھنا، مگر مقتدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے، کیا حکم ہے؟

(جواب): امام کے لیے ایسا کہنا مناسب نہیں، البتہ نماز ہو جائے گی۔

(سوال): امام کے بالکل قریب کھڑے ہونے کا حق کسے ہے؟

(جواب): پہلی صف میں امام کے بالکل پیچھے اہل علم، اہل تقویٰ، اہل صلاح اور بالغ وعاقل کھڑے ہوں، تاکہ امام کو غلطی پر متنبہ کر سکیں، اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے یا کوئی اور مسئلہ درپیش ہو، تو امام کی نیابت کر سکیں، مگر افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں کرتا۔ ہمارے ہاں غیر سنجیدہ لوگ، مثلا داڑھی منڈوانے والے یا علم دین سے جاہل لوگ بھی امام کے پیچھے آ کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

❀ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ.

”میرے قریب عقل وبینش والے کھڑے ہوں، پھر جوان سے کم ہو، پھر جوان سے کم ہوں۔“ (صحیح مسلم: 432)

❀ علامہ خطابی رحمہ اللہ (م:۳۸۸ھ) لکھتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ امام کے قریب اہل دانش کھڑے ہوں تاکہ وہ امام کی نماز کو سمجھ سکیں، نیز امام کو نماز میں کوئی مسئلہ درپیش ہو، تو اس کی نیابت کر سکیں۔ اسی طرح امام کو غلطی لگے، تو اس کی اصلاح کر سکیں، یا اس طرح کا کوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور معاملہ پیش آئے، تو سنبھال لیں۔" (معالم السنن : 1/184)

سوال: کیا عورتوں کے لیے تکبیر تحریمہ ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں، مردوں کی طرح عورتوں کے لیے تکبیر تحریمہ ضروری ہے۔

سوال: اگر نماز میں دوران قیام پاؤں کا انگوٹھا ہل جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، معمولی حرکت سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سوال: کیا عورتیں کے لیے بھی نماز میں کھڑا ہونا ضروری ہے؟

جواب: بغیر عذر عورت بھی فرض نماز کھڑے ہو کر ادا کرے گی۔

سوال: نماز کے آخری تشہد میں اونگھ آ گئی، امام نے سلام پھیر دیا، جاگ آنے پر کیا کرے؟

جواب: جب جاگ آئے، تو اپنا تشہد مکمل کرے اور بعد میں سلام پھیرے۔

سوال: سجدوں میں دونوں پاؤں اوپر اٹھ جائیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: سجدے میں دونوں پاؤں ملا کر پنجوں کے بل کھڑے رکھنے چاہیے، اگر اوپر اٹھ جائیں، تو نماز ہو جائے گی۔

سوال: جو شخص سارا دن چلتا پھرتا ہے، کیا اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اگر وہ کھڑا ہو سکتا ہے، تو فرض نماز میں اس کے لیے کھڑا ہونا ضروری ہے۔

سوال: کیا نوافل میں قعدہ اولیٰ واجب ہے؟

جواب: نماز میں قعدہ اولیٰ سنت ہے۔

سوال: کیا نماز میں التحیات پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں، نماز میں التحیات پڑھنا ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): جو نمازیں بغیر تعدیل ارکان پڑھی گئی ہوں، ان کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ان کے متعلق اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ کے لیے توبہ کرلے۔

(سوال): کیا رکوع وسجود کی تسبیحات صرف طاق عدد میں کہنی چاہیے؟

(جواب): کم از کم تین بار کہیں، زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ طاق عدد کی قید ثابت نہیں۔

(سوال): تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع الیدین کا کیا ثبوت ہے؟

(جواب): رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کرتے تھے، یہ آپ کی مبارک سنت اور نماز کا حسن ہے۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام اور ائمہ محدثین اس پر عمل کرتے رہے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں رفع الیدین ترک نہیں کیا، بلکہ مسلسل عمل کرتے رہے۔

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا ...... وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ.

”رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت کندھوں تک رفع الیدین کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اسی طرح رفع الیدین کرتے تھے ......سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري: 735، 736، 738، صحيح مسلم: 390)

❀ مذکور حدیث کے بارے میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’امام علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ حدیث انسانوں پر حجت ہے، جو بھی اسے سنے، اس پر لازم ہے کہ اس پر عمل کرے، کیونکہ اس کی سند میں کوئی خرابی نہیں۔ مزید فرماتے ہیں: میں بچپن سے اس پر عمل کرتا آرہا ہوں۔ امام ابوسعید عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ امام ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم پر اس پر عمل کرتے ہیں۔ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں بھی اس پر عمل کرتا ہوں۔‘‘

(الخِلافيّات للبيهقي : 331/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا .

’’انہوں نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ نماز پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے، تو رفع الیدین کرتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔‘‘

(صحيح البخاري : 737، صحيح مسلم :391)

صحابی رسول سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے حکم کے مطابق رفع الیدین کرتے ہیں اور بیان کررہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی یہی تھا۔

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیکھا، آپ نے نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کیا اور اللہ اکبر کہا، پھر کپڑا لپیٹا، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، رکوع کا ارادہ کیا، تو دونوں ہاتھ کپڑے سے باہر نکالے، پھر رفع الیدین کیا اور اللہ اکبر کہا، جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا، تو رفع الیدین کیا، سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان کیا۔

(صحيح مسلم :401)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَلَهٗ مَنْ فَعَلَهٗ وَتَرَكَهٗ مَنْ تَرَكَهٗ .

’’یہ نبی کریم ﷺ کی نماز ہے، جس نے پڑھی، سو پڑھی اور جس نے چھوڑ دی، سو چھوڑ دی۔‘‘ (المُزكّيات لأبي إسحاق، ص ٦٥، وسندهٗ صحيحٌ)

واضح رہے کہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ ہجری میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے۔

(عُمدة القاري للعيني : 274/5)

❁ ایک وقت کے بعد موسم سرما میں بھی آئے اور رفع الیدین کا مشاہدہ کیا۔

(سنن أبي داوٗد : 728، وسندهٗ حسنٌ)

تو اس سے یہ احتمال بھی ختم ہو جاتا ہے کہ آقائے کریم ﷺ نے آخر عمر میں رفع الیدین ترک کر دیا ہوگا۔

❁ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نماز پڑھی، نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کیا، تو دس کے دس صحابہ کرام نے بیک زبان کہا:

” محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صَدَقْتَ، هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سچ، نبی کریم ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 424/5، سنن أبي داوٗد : 730، سنن التّرمذي : 304، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے، جبکہ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (علل الحدیث: ۲/۳۹۰) امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۷)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۹۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۸۶۵) اور حافظ خطابی رحمہ اللہ (معالم السنن: ۱/ ۱۹۴) نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام: 353/1)

❁ علامہ عینی حنفی نے اس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(نُخب الأفكار : 150/4)

اس حدیث کے متعلق:

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

''یہ حدیث صحیح ہے، اسے امت نے صحت و عمل کے لحاظ سے قبول کیا ہے، اس میں کوئی علت نہیں، ہاں! ایک قوم نے ایسی علت کے ساتھ معلول کہا ہے، جس سے اللہ نے ائمہ حدیث کو بری کر دیا ہے، ہم ان کی بیان کردہ علتیں ذکر کریں گے، پھر اللہ کی توفیق و مدد سے ان کا فساد اور بطلان واضح کریں گے۔''

(تهذيب السّنن : 416/2)

❁ امام محمد بن یحییٰ ذہلی ابو عبداللہ، نیسابوری رحمہ اللہ (۲۵۸ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ سَمِعَ هٰذَا الْحَدِيثَ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ يَعْنِي إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَصَلَاتُهُ نَاقِصَةٌ.

''جوشخص یہ حدیث سننے کے بعد، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کرے، اس کی نماز ناقص ہے۔''

(صحيح ابن خزيمة :298/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کے علاوہ بھی کئی مرفوع اور موقوف روایات ہیں، جو رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کی دلیل ہیں۔

سوال: کیا رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے رفع الیدین کی احادیث متواتر ہیں؟

جواب: رفع الیدین کی احادیث کے متعلق ائمہ اسلام نے جو تصریحات کی ہیں، ان کو دیکھنے سے یہ بات مکمل طور پر کھل جاتی ہے کہ رفع الیدین کی روایات متواتر منقول ہے۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

''یہ احادیث صریح اور متواتر ہیں، جو سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابوحمید ساعدی، سیدنا ابوقتادہ، سیدنا وائل بن حجر، سیدنا مالک بن حویرث، سیدنا انس بن مالک اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔''

(المحلّٰی بالآثار : ۹/۳)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) نے رفع الیدین کو ''سنت متواترہ'' کہا ہے۔

(سِيَر أعلام النُّبلاء : ۲۹۳/۵)

❁ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

أَحَادِيثُ الرَّفْعِ تَكَادُ تَبْلُغُ التَّوَاتُرَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”رفع الیدین کی احادیث متواتر ہیں۔“

(التّنبيه على مُشكلات الهِداية :567/2)

❁ علامہ زرکشی (۷۹۴ھ) لکھتے ہیں:

”یہ دعویٰ محل نظر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین کی احادیث درجہ تواتر تک نہیں پہنچیں، جزء رفع الیدین میں امام بخاری کی کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ احادیث متواتر ہیں۔“

(المُعتبر في تخريج أحاديث المِنهاج والمُختصر : ١٣٦)

❁ علامہ فیروز آبادی رحمہ اللہ (۸۱۶ھ) فرماتے ہیں:

”ان تین مقام پر رفع الیدین ثابت ہے، راویوں کی کثرت کی بنا پر درجہ تواتر تک پہنچتا ہے۔ اس بارے میں چار سو احادیث اور آثار ثابت ہیں۔ اسے عشرہ مبشرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رفع الیدین کرتے رہے، یہاں تک کہ اس جہان سے رحلت فرما گئے۔ اس کے برخلاف کچھ ثابت نہیں۔“

(سفر السّعَادة، ص ٣٤)

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

”حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ کا یہ دعویٰ محل نظر ہے کہ نماز کے شروع والا رفع الیدین متواتر ہے، رکوع والا متواتر نہیں، سوائے کچھ راویوں کے ہر راوی جس نے پہلی رفع الیدین بیان کی، اس نے دوسری رفع الیدین بھی بیان کی ہے۔“

(مُوافقة الخُبر الخَبَر : ٤٠٩/١)

❁ علامہ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) نے بھی رفع الیدین کو متواتر قرار دیا ہے۔

(الأزهار المُتناثرة في الأحاديث المتواترة، ص ١٦)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الرَّفْعَ مُتَوَاتِرٌ إِسْنَادًا وَّعَمَلًا، وَلَا يُشَكُّ فِيهِ، وَلَمْ يُنْسَخْ وَلَا حَرْفٌ مِنْهُ.

''رفع الیدین سند اور عمل کے لحاظ سے متواتر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا، نیز اس میں سے ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا۔''

(نيل الفرقدين في رفع اليدين، ص ٢٢)

سوال: حدیث: ''صرف سات مواقع پر رفع الیدین کیا جائے......'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ: إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَأَى الْبَيْتَ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَفِي عَرَفَاتٍ، وَفِي جَمْعٍ وَعِنْدَ الْجِمَارِ.

''سات مقامات پر رفع الیدین کیا جائے: نماز کے لیے کھڑا ہو، جب بیت اللہ کو دیکھے، کوہِ صفا اور کوہِ مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور جمرات کے پاس۔''

(مُصنّف ابن أبي شيبة: ٢/٢٣٥-٢٣٦)

① سند ''ضعیف'' ہے، عطاء بن السائب (حسن الحدیث) ''مختلط'' ہیں اور ابن فضیل نے ان سے اختلاط کے بعد روایت لی ہے۔

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عطاء بن سائب ''مختلط'' ہیں۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: ٦/٣٣٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل، امام ابو حاتم الرازی (الجرح والتعدیل: ۶/ ۳۳۴) اور امام دارقطنی (العلل: ۱۸۶/۵، ۲۸۸/۸) رحمہم اللہ نے انہیں "مختلط" قرار دیا ہے۔

امام ابو حاتم رازی فرماتے ہیں:

"عطاء بن سائب سے جو کچھ ابن فضیل نے روایت کیا ہے، اس میں غلطیاں اور اضطراب ہے۔" (الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: ٣٣٤/٦)

یہ جرح مفسر ہے، لہٰذا سند "ضعیف" ہے، اس قول میں قنوت وتر اور عیدین کے رفع الیدین کا بھی ذکر نہیں ہے، وہ کیوں کیا جاتا ہے؟

② ابوحمزہ (عمران بن ابی عطاء القصاب ثقہ عندالجمہور) رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ.

"میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا۔"

(مُصنّف ابن أبي شيبة: ٢٣٩/١، وسندهٗ حسنٌ)

اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(ا) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نماز میں رفع الیدین کے قائل تھے۔

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا رفع الیدین کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہے۔

فائدہ:

یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے، لیکن اس کی سند بھی "ضعیف" ہے، اس میں ابن ابی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیلیٰ راوی جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف، سی ءالحفظ'' ہے۔

(سوال): رفع الیدین میں ہاتھ کہاں تک اٹھانے چاہییں؟

(جواب): رفع الیدین میں ہاتھ کندھوں کے برابر یا کانوں کے برابر یا کانوں کی لَو کے برابر اٹھانے چاہییں۔

❁ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا:

إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

''آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے۔''

(صحيح البخاري : 736، صحيح مسلم : 390)

❁ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ''اللہ اکبر'' کہتے، تو رفع الیدین کرتے، یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ کانوں کے برابر ہو جاتے۔'' (صحيح مسلم : ٣٩١)

❁ صحیح مسلم کے اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ .

''یہاں تک کہ آپ اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھاتے۔''

(صحيح مسلم :391)

نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے وقت انگوٹھے کے ساتھ کانوں کی لَو کو مس کرنا (چھونا) بدعت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا ثقہ امام سے ثابت نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا مردوں اور عورتوں کے رفع الیدین کے طریقہ میں فرق ہے؟

جواب: مردوں اور عورتوں کے ہاتھ اٹھانے میں کوئی فرق نہیں، مردوں کا ہمیشہ کانوں تک اور عورتوں کا کندھوں تک رفع الیدین کرنا، کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ بعض احباب کہتے ہیں کہ عورت کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے گی اور چادر کے اندر ہی ہاتھ اٹھائے گی، ان کی یہ بات بے دلیل ہے۔

رفع الیدین کرتے ہوئے کسی صحابیہ یا تابعیہ کا چھاتی تک ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

سوال: کیا حدیث میں رفع الیدین کرنے کو شریر گھوڑوں کی دم ہلانے سے تشبیہ دی گئی ہے؟

جواب: سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ .

''نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا ہے کہ میں آپ کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھتا ہوں، نماز میں سکون اختیار کریں۔'' (صحيح مسلم : ٤٣٠)

(۱) اس ''صحیح'' حدیث میں رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی نہیں ہے، بلکہ محدثین کرام کا اجماع ہے کہ اس کا تعلق تشہد اور سلام سے ہے، نہ کہ قیام کے ساتھ۔

کیونکہ یہی روایت اختصار کے ساتھ مسند الامام احمد (۵/ ۹۳) میں بھی موجود ہے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

جس میں وَهُمْ قُعُودٌ (آپ ﷺ نے یہ فرمان اس حال میں جاری فرمایا کہ صحابہ کرام تشہد میں بیٹھے ہوئے تھے) کے الفاظ ہیں، اس کی وضاحت و تائید دوسری روایت میں سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے:

''ہم رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھتے، تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے، راوی حدیث نے ہاتھ کے ساتھ دونوں جانب اشارہ کیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوں اشارہ کیوں کرتے ہو، جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہوں؟ آپ کے لئے کافی ہے کہ ہاتھ اپنی ران پر رکھیں، پھر اپنے بھائی (ساتھ نماز پڑھنے والے) پر دائیں اور بائیں سلام کہیں۔''

(صحیح مسلم :431)

اس حدیث نے اوپر والی حدیث کا مطلب واضح کر دیا، محدثین کا فہم سونے پر سہاگہ ہے، اس سے رفع الیدین کی منسوخیت کا دعویٰ درست نہیں، کیوں کہ کسی محدث نے یہ حدیث عدم رفع الیدین کے لیے پیش نہیں کی، نیز یہ کہ مومن کیسے تسلیم کر لے کہ جو کام نبی کریم ﷺ پہلے خود کرتے رہے، وہی کام صحابہ کو کرتے دیکھا، تو سرکش گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دے دی؟

✿ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم والی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ اٹھانے سے منع فرمایا اور نماز میں سکون کا حکم فرمایا، نیز یہ کہنا کہ نماز میں سکون کا حکم رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے منافی ہے، یہ استدلال قوی نہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے، ہم (صحابہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھتے تھے، ہم سلام پھیرتے تو ہاتھوں سے (اشارہ کرکے) السلام علیکم کہتے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا تو فرمایا، کیا بات ہے آپ ہاتھوں کے ساتھ ایسے اشارہ کرتے ہیں، جیسے شریر گھوڑوں کی دُمیں ہوں، سلام پھیریں تو (ساتھ والے) بھائی کی طرف منہ کرکے پھیریں، ہاتھ سے اشارہ نہ کریں۔ اسی طرح ہمیں یہ بھی تسلیم نہیں کہ نماز میں سکون کا حکم رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی کرتا ہے، کیونکہ سکون سے مراد یہ نہیں کہ نماز میں بالکل حرکت ختم کردی جائے، بلکہ نماز کے منافی حرکت کی نفی ہے، دلیل ہے کہ رکوع، سجدہ، تکبیر تحریمہ، قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین مشروع ہے (وہ بھی تو حرکت ہے)۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ حرکت دلیل کے ساتھ (ممانعت سے) خارج ہوگئی، تو اسے کہا جائے گا کہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین بھی دلیل کے ساتھ (ممانعت سے) خارج ہوگئی ہے۔ معلوم ہوا کہ اس (صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ) سے مراد سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔''

(التّنبیه علی مشکلات الهِدایة : 2/571-572)

اہل علم اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ جوڑتے ہیں، کسی امام، محدث نے اسے رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعت سے اٹھتے وقت رفع الیدین کی ممانعت پر دلیل نہیں بنایا۔ فہم حدیث میں محدثین کا فہم ہی حجت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا عورت بھی سجدہ اور جلسہ میں پاؤں کھڑا رکھے گی؟

جواب: جی ہاں، مرد کی طرح عورت بھی پاؤں کھڑا رکھے گی۔ رکوع اور سجدے کا جو طریقہ مرد کے لیے ہے، وہی عورت کے لیے ہے، فرق پر کوئی دلیل نہیں۔

❁ فرمان نبوی ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي ''میری طرح نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري: 631)

آپ ﷺ کا یہ فرمان عام ہے، ہر مرد و عورت کو شامل ہے، کسی صحیح مرفوع یا موقوف روایت میں بھی مرد و عورت کے طریقۂ نماز میں فرق ثابت نہیں ہے۔ شریعت نے نماز کے بعض مسائل میں عورتوں کے لیے مخصوص احکام صادر کیے ہیں، مثلاً لباس، امام کو لقمہ دینے کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارنا، امامت کی صورت میں صف کے درمیان کھڑے ہونا، صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ صورتیں شرعی دلائل کی روشنی میں مستثنیٰ کی گئی ہیں، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ان کا طریقۂ نماز سے کوئی تعلق نہیں۔

❁ حنفی مذہب کی معتبر ترین کتاب میں لکھا ہے:

''ہر ایک حکم، جو مردوں کے لیے ثابت ہو، وہی حکم عورتوں کے لیے بھی ثابت ہوتا ہے، کیونکہ عورتیں مردوں کی نظائر ہیں، سوائے اس حکم کے، جس پر کوئی (خاص) نص وارد ہو جائے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(البحر الرائق لابن النجيم الحنفي :43/1)

سوال: روایت: ”جو بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو، وہ رکوع اور سجود میں اپنی سُرین نہ اٹھائے، کیونکہ رکوع وسجود میں سرین کو اٹھانا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔“ کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ روایت بے سند و بے اصل ہے، کسی معتبر کتاب میں اس کا ذکر نہیں۔

سوال: سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت کا حصہ ہے۔ (مسلم: ۴۰۰) جب بھی کوئی سورت ابتدا سے تلاوت کی جائے گی، تو اس سے پہلے بسم اللہ بھی پڑھی جائے گی۔

سوال: آمین بالجہر کا کیا حکم ہے؟

جواب: جہری نمازوں میں امام اور مقتدی کے لئے اونچی آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔ اس کے ثبوت پر متواتر احادیث، آثار صحابہ اور ائمہ محدثین کی تصریحات شاہد ہیں۔

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کے بعد باآواز بلند آمین کہا۔“

(سنن التّرمذي : 248، سنن الدارقطني :334/1، ح : 1269، شرح السّنة للبغوي : 586، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی اور حافظ بغوی (۵۸۶) نے ”حسن“ امام دارقطنی رحمہ اللہ (۱۲۶۷) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (اعلام الموقعین: ۳۹۶/۲) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تغلیق التعلیق : ۲۳۶/۱) نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَلَهُمْ رَجَّةٌ فِي مَسَاجِدِهِمْ بِآمِينَ، إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ (الفاتحة: ٧).

''میں نے دیکھا کہ لوگ مسجد میں آمین کہتے ہیں۔ آمین کہتے وقت ان کی آواز کی گونج سنی۔ یہ اس وقت ہوتا، جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 425/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام مسلم رحمہ اللہ (۲۶۱ھ) فرماتے ہیں:

''اس بارے میں روایات متواتر ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بالجہر کہی۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث اسی پر دلالت کناں ہے۔''

(التّمييز، ص 181)

❁ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں امام ہوتے، تو اس طرح آمین کہتے کہ مقتدی سن لیتے، یہی سلف کا عمل ہے۔''

(المحلّي بالآثار: 294/2)

بھائیو! سنت کی محبت میں جیو۔ اسی میں دنیا و آخرت کا فائدہ ہے۔ مذہبی تعصب کی آڑ میں سنتیں رد کرنا بدنصیبی ہے۔

سوال: التحیات میں انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: التحیات میں انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنانا اور انگشت شہادت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ کرنا سنت ہے۔(سنن ابی داود: ۹۵۷،نسائی: ۱۲۶۵،ابن ماجہ: ۹۱۲، وسندہ حسن)

سوال: مقتدی رکوع سے اٹھتے وقت ''ربنا لک الحمد'' سے پہلے ''اللھم'' کہے گا؟

جواب: اللھم ربنا لک الحمد کہنا بھی سنت ہے۔(بخاری: ۷۹۶، مسلم: ۴۰۹)

سوال: سلام پھیرتے ہوئے اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے اگر مقتدی کا سانس ٹوٹ جائے،تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: سجدہ کرتے ہوئے ران اور پنڈلی کو کتنا کشادہ کرنا چاہیے؟

جواب: کم از کم اتنا کہ ران پیٹ یا کہنیوں سے نہ ملے اور پنڈلی سرین سے نہ ملے۔

سوال: عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی کریں گے یا بچھائیں گے؟

جواب: مردوں کی طرح عورتیں بھی سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی رکھیں گے، سجدہ کے طریقہ میں مردوزن میں کوئی فرق حدیث سے ثابت نہیں۔

سوال: کیا امام ثناء پڑھ کر مقتدیوں کا انتظار کرے یا قرأت شروع کردے؟

جواب: قرأت شروع کردے۔

سوال: امام کے سلام پھیرنے کے وقت جو شخص جماعت میں شامل ہو، کیا وہ تشہد مکمل پڑھے یا کھڑا ہو جائے؟

جواب: اسے تشہد پورا پڑھنے کی ضرورت نہیں، امام کے سلام کے بعد کھڑا ہو جائے، کیونکہ یہ تشہد اس پر ضروری نہیں۔

سوال: کیا رکوع میں سبحان ربی العظیم وبحمدہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب: رکوع میں سبحان ربی العظیم وبحمدہ نہیں پڑھنا چاہیے، کیونکہ ان الفاظ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی دعا حدیث میں وارد نہیں ہوئی، البتہ رکوع میں ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھنا ثابت ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 343/5؛ وسندہٗ حسنٌ)

سوال: درود میں لفظ ''سیدنا'' کا اضافہ کیسا ہے؟

جواب: درود میں ''سیدنا'' کے الفاظ وارد نہیں ہوئے، اس لیے نماز میں درود کے وہی صیغے پڑھنے چاہیے، جو حدیث میں ثابت ہیں۔ البتہ نماز کے علاوہ درود میں ''سیدنا'' کے الفاظ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: جماعت کے بعد اجتماعی ہیئت میں باآواز بلند ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے۔ اسلاف امت ایسا نہیں کرتے تھے۔ جماعت کے بعد مسنون اذکار آہستہ آواز سے اور انفرادی ہیئت سے کرنے چاہیے۔

سوال: کیا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکوع میں تطبیق کرتے تھے؟

جواب: جی ہاں، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکوع میں تطبیق یعنی دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں کے درمیان کر لیتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۵۳۴) یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کیا کرتے تھے، بعد میں منسوخ ہو گیا اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا سنت ہوا۔ (مسلم: ۵۳۵) ممکن ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نسخ کا علم نہ ہوا ہو اور وہ پہلے طریقہ پر عمل کرتے رہے ہوں۔

سوال: رکوع کی تسبیح میں ''سبحان ربی العظیم'' کی بجائے ''سبحان ربی الکریم'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ دعا کے وہی الفاظ کہنے چاہیے، جو وارد ہوئے ہیں۔

سوال: کیا دو سجدوں کے درمیان دعا ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں، اس مقام پر ''رب اغفر لی رب اغفر لی'' پڑھنا مسنون ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داود : 874، سنن النّسائي : 1070، سنن ابن ماجه : 897، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا دو سجدوں کے درمیان دعا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي ...... ثابت ہے؟

جواب: یہ روایت سنن ابی داود (۸۵۰) وغیرہ میں آتی ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے، حبیب بن ابی ثابت مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔ البتہ صحیح مسلم (۲۶۹۷) میں اس کا ایک شاہد ہے۔ معلوم ہوا کہ دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: نماز پڑھی، دل میں وسوسے آئے، کیا نماز کا اعادہ کر سکتا ہے؟

جواب: نماز کا اعادہ نہ کرے۔ آئندہ نماز میں خیالات سے اجتناب کرے، اگر وسوسہ پیدا ہو، تو تعوذ پڑھ کر تین بار بائیں جانب دھتکار دے۔ (مسلم: ۲۲۰۳)

سوال: کیا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آہستہ آمین کا ذکر ہے؟

جواب: مسند الامام (۴/۳۱۶) سنن الترمذی (۲۴۸) مسند الطیالسی (۱۰۲۴) سنن الدارقطنی (۱/۳۳۴، ح: ۱۲۵۶) المستدرک علی الصحیحین (۲/۲۳۲) وغیرہم میں امام شعبہ رحمہ اللہ نے ''واخفی بہا صوتہ'' کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ یہ الفاظ امام شعبہ کی خطا ہیں، جبکہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے ''مد بہا صوتہ'' (بلند آواز سے آمین کہی) کے الفاظ بیان کئے ہیں، یہی درست ہیں، انہیں بوجوہ ترجیح حاصل ہے۔

وجہ اول:

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں امام ابوزرعہ رحمہ اللہ سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا:

''اس مسئلہ میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کی حدیث اصح ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنن الترمذي تحت الحديث : ٢٤٨)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اس حدیث کے متن میں امام شعبہ رحمہ اللہ کی خطا واضح ہے۔“

(السنن الکبری : ٥٧/٢)

❁ اسی لئے تو حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اس حدیث میں ائمہ حدیث امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔“

(إعلام الموقعين : ٢٨٦/٢)

❁ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”امام شعبہ نے جو یہ کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز پست کی، یہ امام شعبہ رحمہ اللہ کی خطا ہے۔“

(التمييز، ص : ٤٨)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”حدیث کا علم رکھنے والے متفق ہیں کہ شعبہ اور سفیان میں اختلاف ہو جائے، تو سفیان ثوری رحمہ اللہ کی بات ہی مانی جائے گی۔“

(الخلافيات : ٦٤/٤، مختصره)

❁ نیز فرماتے ہیں:

”امام بخاری رحمہ اللہ جیسے حفاظ کا اتفاق ہے کہ امام شعبہ رحمہ اللہ نے یہ حدیث بیان کرنے میں خطا کی ہے۔ یہی روایت علاء بن صالح اور محمد بن سلمہ بن کہیل رحمہما اللہ نے بھی بیان کی ہے اور وہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے ہم نوا ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(معرفة السنن والآثار : ٢/٣٦٠)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”حفاظ حدیث متفق ہیں کہ امام شعبہ رحمہ اللہ کو اس حدیث میں غلطی لگی ہے۔“

(خلاصة الأحكام : ١/٣٨١)

❀ امام شعبہ رحمہ اللہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے:

”سفیان مجھ سے بڑے حافظ تھے۔“

(سنن أبي داوٗد : ٣٣٣٩، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اگر سفیان ثوری سے کسی کا اختلاف ہو جائے، تو سفیان ثوری کو ترجیح حاصل ہوگی۔ میں نے کہا: شعبہ اختلاف کریں تب بھی؟ فرمایا: جی ہاں، تب بھی۔“

(تاريخ يحيىٰ بن مَعين برواية الدوري : ٣/٣٦٤، ت : ١٧٧١)

❀ امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مجھے شعبہ سا محبوب کوئی نہیں۔ میں کسی کو ان کا ہم پلہ نہیں مانتا، مگر جب شعبہ اور سفیان ثوری کا اختلاف ہو تو میں سفیان ثوری کا قول لیتا ہوں۔“

(تقدمة الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ١/٦٣، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ خود امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا خَالَفَنِي سُفْيَانُ فِي حَدِيثٍ فَالْحَدِيثُ حَدِيثُهٗ .

”سفیان حدیث میں میری مخالفت کریں، تو انہی کی بات قبول ہوگی۔“

(تقدمة الجرح والتعديل : ١/٦٣، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وجہ ثانی:

❀ ابو الولید طیالسی رحمہ اللہ امام شعبہ رحمہ اللہ سے سفیان والی روایت کے موافق الفاظ بیان کرتے ہیں، سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ صَلَّى خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَالَ : وَلَا الضَّالِّينَ، قَالَ آمِينَ، رَافِعًا بِهَا صَوْتَهُ.

''انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی جب آپ نے 'ولا الضالین' کہا، تو بلند آواز سے آمین کہا۔''

(السنن الکبرٰی للبیهقي : ۲/۵۸، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(معرفة السنن والآثار : ۲/۳۹۰)

❀ نیز فرماتے ہیں:

''ممکن ہے امام شعبہ رحمہ اللہ کو اپنی خطا کا علم ہو گیا ہو اور انھوں نے متن میں درستی کر لی ہو۔''

(الخلافیات : ۲/۶۵، مختصره)

❀ امام شعبہ رحمہ اللہ سے ان کے دو شاگردوں وہب بن جریر رحمہ اللہ اور عبد الصمد بن عبد الصمد رحمہ اللہ نے یہ حدیث بیان کی، تو اس میں ''خفض'' یا ''اخفی'' کے الفاظ بیان نہیں کیے، بلکہ قال : آمین 'نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی۔' کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

(صحیح ابن حبّان : ۱۸۰۵، وسندهٗ صحیحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس پر ''باب ان تجهر بآمين'' باندھا ہے۔ واضح رہے کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

سفیان کی روایت کے دوشواہد ہیں۔شعبہ کی روایت کا کوئی شاہد نہیں۔

❁ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''شعبہ یہاں خطا کھا گئے ہیں۔وہ حفظ سے بیان کرتے تھے،کتاب کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔اس کے ساتھ ساتھ روایت بالمعنی کرتے تھے،الفاظ حدیث بیان نہیں کرتے تھے،کیوں کہ وہ فقیہ نہیں تھے،اس لئے جب کسی حدیث کا معنی سمجھنے سے عاجز آ جائیں تو اہل فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے، جیسا کہ امام مالک اور امام سفیان ثوری ہیں۔''

(شرح مشكل الآثار : ٦/٤، وفي نسخة : ١٧١/٧)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی دو راویوں نے متابعت بھی کر رکھی ہے،جبکہ شعبہ کی کوئی متابعت نہیں کی گی۔اسی لئے نقاد محدثین نے بالجزم سفیان ثوری رحمہ اللہ کی روایت کو اصح قرار دیا ہے۔''

(التلخيص الحبير : ٢٣٧/١)

سوال:عدم رفع الیدین کے متعلق سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث کیسی ہے؟

جواب:سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے،تو اپنے کانوں کے قریب تک رفع الیدین کرتے،پھر دوبارہ نہ کرتے۔''

(سنن أبي داوٗد : ٧٤٩، سنن الدّارقُطني : ٢٩٣/١، مسند أبي يعلٰى : ١٦٩٠)

اس کی سند''ضعیف''ہے،حفاظ محدثین کا اس حدیث کے''ضعف''پر اجماع و اتفاق ہے،اس کا راوی یزید بن ابی زیاد جمہور کے نزدیک''ضعیف وسیء الحفظ''ہے،نیز یہ

www.KitaboSunnat.com

''مدلس'' اور ''مختلط'' ہے، تلقین بھی قبول کرتا تھا۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ، كَبِرَ، فَتَغَيَّرَ وَصَارَ يَتَلَقَّنُ وَكَانَ شِيعِيًّا .

''یہ ضعیف ہے، بڑی عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور یہ تلقین قبول کرنے لگا تھا، یہ شیعہ بھی تھا۔'' (تقریب التّهذيب : ٧٧١٧)

❀ نیز لکھتے ہیں:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰى تَضْعِيفِ حَدِيثِهٖ .

''جمہور محدثین اس کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔''

(هدى السّاري، ص ٤٥٩)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ لَا سِيَّمَا وَقَدْ خَالَفَ بِرِوَايَتِهِ الثِّقَاتَ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے، خصوصاً جب ثقات کی مخالفت کرے۔''

(شرح النّووي : ٣٠٦/١، ٨/٧)

متعدد اہل علم اور ماہر اہل فن نے اس پر سخت جرح کی ہے۔

لہٰذا امام یعقوب بن سفیان فسوی رحمہ اللہ (المعرفۃ والتاریخ : ٨١/٣)، امام عجلی رحمہ اللہ (تاریخ العجلی : ٢٠١٩) اور امام ابن سعد رحمہ اللہ (الطبقات الکبریٰ : ٣٤٠/٦) کا اس کو ''ثقہ'' کہنا اور امام ابن شاہین کا ''الثقات (١٥٦١)'' میں ذکر کرنا جمہور کی تضعیف کے مقابلے میں قبول نہیں۔ نیز یہ توثیق سیء الحفظ اور تلقین سے پہلے پر محمول ہے۔ یہ روایت سیء الحفظ ہونے اور تلقین قبول کرنے کے بعد کی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

① یہ حدیث باتفاقِ محدثین ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحِ الْإِسْنَادِ .

''اس حدیث کی سند ثابت نہیں۔''

(المَعرفة والتّاريخ للفَسوي : ٨١/٣)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عَنْهُ هٰذَا الْحَدِيثُ . ''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص ٨١، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا رَوٰى هٰذِهِ الزِّيَادَةَ يَزِيدُ، وَيَزِيدُ يُزِيدُ .

''الفاظ کی یہ زیادتی یزید (بن ابی زیاد) نے بیان کی ہے۔ یزید زیادتی کرتا ہے۔''

(التّلخيص الحبير لابن حجر : ٢٢١/١)

❁ امام محمد بن وضاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الَّتِي تُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ ثُمَّ لَا يَعُودُ، ضَعِيفَةٌ كُلُّهَا .

''وہ روایات، جن میں نبی کریم ﷺ سے شروع میں رفع الیدین کا ثبوت اور بعد میں ترک مروی ہے، سب کی سب ضعیف ہیں۔''

(التّمهيد لابن عبد البر : ٢٢١/٩، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اس صحیح روایت میں ''قلب'' یزید کی طرف سے ہے۔''

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص ٨١)

❁ حافظ منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهِ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ ...... وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ .

''اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے۔۔۔۔۔۔اس کی حدیث نا قابل حجت ہے۔''

(مختصر السّنن : ٣٦٩/١)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(المُغني : ٣٥٦/١)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنْهُ حَدِيثُ الْبَرَاءِ . ''حدیث براء رضی اللہ عنہ ثابت نہیں۔''

(زاد المَعَاد في هَدي خَير العِباد : ٢١٩/١)

② یہ روایت ''ضعیف'' ہونے کے ساتھ ساتھ عام بھی ہے، جبکہ رکوع والے رفع الیدین کی دلیل خاص ہے، لہٰذا خاص کو عام پر مقدم کیا جائے گا۔

③ یزید بن ابی زیاد ''مدلس'' بھی ہے۔ سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا روایت ''ضعیف'' ہے۔

④ یہ الفاظ مدرج ہیں، اہل کوفہ کی تلقین کرنے پر شامل ہوئے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ وہ حدیث ہے، جس سے اہل عراق نے نماز میں رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی پر دلیل لی ہے، حالانکہ حدیث میں ثُمَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لَمْ يَعُدْ (پھر دوبارہ نہ کیا) کے الفاظ نہیں تھے، یہ زیادت یزید بن ابی زیاد کو آخر عمر میں اہل کوفہ نے تلقین کی تھی، اس نے تلقین قبول کر لی، جیسا کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پہلے دور میں مکہ میں اسے یہ حدیث بیان کرتے سنا تھا، اس وقت اس نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے تھے، جو آدمی فنِ حدیث کا اہل نہ ہو، اس کے لیے اس طرح کی ضعیف روایات بطورِ دلیل ذکر کرنا درست نہیں ہے۔" (كتاب المَجروحين : ٣/١٠٠)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے یہ حدیث ثُمَّ لَمْ يَعُدْ (پھر دوبارہ نہ کیا) کے الفاظ کی زیادتی کے بغیر ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

هٰذَا هُوَ الصَّوَابُ. "درست یہی ہے۔"

(سنن الدّارقطني : ١/٢٩٤)

❀ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سفیان رحمہ اللہ کا میلان ہے کہ وہ یزید کو اس حدیث میں غلط قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: لگتا ہے کہ اسے یہ آخری الفاظ تلقین کیے گئے ہوں اور اس نے قبول کر لیے ہوں۔ نیز سفیان رحمہ اللہ اس حدیث میں یزید کو حافظ نہیں سمجھتے تھے۔"

(إختلاف الحديث، ص ١٢٨)

❀ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"(تکبیر تحریمہ کے بعد) دوبارہ رفع الیدین کا ترک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، یزید بن ابی زیاد اس حدیث کو جب پہلے پہل بیان کرتا تھا، تو یہ الفاظ ذکر نہیں کرتا تھا، پھر اس کا حافظہ خراب ہو گیا، تو کوفیوں نے اسے ان الفاظ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلقین کی، اس نے قبول کر لی اور متن کے ساتھ ملا دیا۔‘‘

(الفَصل للوَصل المُدْرَج في النّقل : ٣٩٤/١)

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’حفاظ محدثین کا اتفاق ہے کہ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ (پھر دوبارہ نہ کیا) کے الفاظ اس حدیث میں مدرج ہیں، یہ یزید بن ابی زیاد کی اپنی بات ہے۔‘‘

(التّلخيص الحبير : ٢٢١/١)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء کے طریق سے محفوظ الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تکبیر تحریمہ کہی اور پہلی ہی مرتبہ رفع الیدین کیا۔ ......اس حدیث میں بعض رواۃ کا ثُمَّ لَا يَعُودُ (پھر دوبارہ نہ کرتے) کے الفاظ کی زیادتی نقل کرنا محدثین کے ہاں خطا ہے۔‘‘

(التمهيد لما في الموطأ من المَعاني والأسانيد : ٢٢٠/٩

❁ امام دارمی رحمہ اللہ اس حدیث کا ضعف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

’’اگر سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے (بفرض محال) صحیح بھی مان لیا جائے کہ وہ فرماتے ہیں: ’’رسول اللہ ﷺ نے صرف پہلی مرتبہ ہی رفع الیدین کیا۔‘‘ دیگر صحابہ کہیں کہ آپ ﷺ نے دوبارہ رفع الیدین کیا ہے، تو دونوں حدیثوں میں اولیٰ یہ ہے کہ اس کی حدیث کو معتبر سمجھا جائے، جس نے دیکھا ہے، کیونکہ آگے تب ہی بیان کیا جا سکتا ہے، جب صحیح طرح دیکھا ہوا اور یاد ہو۔ جس نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا، ممکن ہے کہ وہ لوٹ آیا ہو اور آپ کو رفع الیدین کرتے نہ دیکھا ہو۔‘‘

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

(مَعْرِفة عُلوم الحديث للحاكم، ص ۸۰)

نوٹ:

سنن ابی داود (۷۵۲) وغیرہ والی سند بھی ''ضعیف'' ہے، اس میں ابن ابِی لیلیٰ مشہور فقیہ قاضی کوفہ، ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (۱۴۸ھ) جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف اور سئی الحفظ'' ہے۔

اہل علم نے اس سند کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔

❀ اس حدیث کے تحت امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ . ''یہ حدیث صحیح نہیں۔''

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ضعیف ہونے پر حفاظ محدثین کا اجماع ہے، مثلاً ائمہ سفیان بن عیینہ، شافعی، شیخ بخاری عبداللہ بن زبیر حمیدی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، بخاری رحمہم اللہ اور دیگر متقدمین وغیرہم۔ یہ سب ارکان حدیث ہیں اور اسلام کے ائمہ حدیث ہیں۔ متاخرین حفاظ میں سے جنہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، ان کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ مثلاً ائمہ ابن عبد البر، بیہقی، ابن الجوزی رحمہم اللہ وغیرہم۔ سبب ضعف یہ ہے کہ یہ روایت یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء ہے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔ مذکورہ اور دیگر تمام ائمہ کرام کا اجماع ہے کہ اس حدیث میں یزید بن ابی زیاد کو غلطی لگی ہے۔ اس نے پہلی صرف یہ الفاظ بیان کیے تھے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے۔'' امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بعد میں میں کوفہ گیا، وہاں اسے یہی حدیث بیان کرتے سنا، تو اس نے ثُمَّ لَا یَعُودُ ''پھر دوبارہ ایسا نہیں کیا۔'' کے الفاظ بڑھا دیے۔ میں نے گمان کیا کہ لازما اسے شاگردوں نے تلقین کیے ہوں گے۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں: ہمارے ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ یزید بن ابی زیاد کا حافظہ بگڑ گیا ہے، یا یہ سیء الحفظ ہو گیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام سفیان رحمہ اللہ کا میلان ہے کہ وہ یزید کو اس حدیث میں غلط قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: لگتا ہے کہ اسے یہ آخری الفاظ تلقین کیے گئے ہوں اور اس نے قبول کر لیے ہوں۔ نیز امام سفیان رحمہ اللہ اس حدیث میں یزید کو حافظ نہیں سمجھتے تھے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ثُمَّ لَا یَعُودُ ''پھر دوبارہ ایسا نہیں کیا۔'' کی زیادتی کو مدرج کی بحث میں ذکر کر کے فرمایا: یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ یزید بن ابی زیاد کو آخری عمر میں تلقین کی گئی، تو اس نے تلقین قبول کر لی۔ یزید بن ابی زیاد سے اس زیادتی کے بغیر امام سفیان ثوری، امام شعبہ اور ہشیم رحمہم اللہ نے روایت کی ہے۔'' (البدر المنیر: ٣/٤٨٧)

سوال: کیا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کا ترک ثابت ہے؟

جواب: اسود تابعی رحمہ اللہ سے منقول ہے:

رَأَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِي أَوَّلِ تَکْبِیرَةٍ ثُمَّ لَا یَعُودُ.

''میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کیا، دوبارہ نہ کیا۔''

www.KitaboSunnat.com

(مُصنّف ابن أبي شيبة : ۲۳۷/۱، شرح معاني الآثار للطّحاوي : ۲۲۷/۱)

یہ روایت ''ضعیف'' ہے۔اس میں ابراہیم نخعی رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح ثابت نہیں، لہٰذا ناقابل قبول ہے۔بعض الناس کو یہ روایت مفید بھی نہیں، کیونکہ وہ قنوت وتر اور عیدین کی تکبیرات میں رفع الیدین کرکے خود اس کی مخالفت کرتے ہیں، یہ تضاد کیوں ہے؟

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ رِوَايَةٌ شَاذَّةٌ لَّا تَقُومُ بِهَا الْحُجَّةُ .

''یہ روایت شاذ ہے، اس سے دلیل نہیں لی جاسکتی۔''

(الخِلافيّات للبيهقي، تحت الحديث : ۱۷۴۸)

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت ہے؟

جواب: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشَّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ .

''ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔''

(زوائد مسند الإمام أحمد : 110/1، سنن أبي داود : 756، سنن الدارقطني : 286/1، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 31/2، مصنف ابن أبي شيبة : 391/1)

یہ روایت ضعیف ہے۔اس میں عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی، واسطی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

(تقريب التهذيب : 198، فتح الباري : 523/13)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 224/2)

❁ نیز علامہ انور شاہ کشمیری صاحب نے بھی اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(العرف الشذي :68/1)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ .

''یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(شرح النووي : 115/4)

❀ علامہ زیلعی حنفی، حافظ نووی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ، فَإِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ إِسْحَاقَ ضَعِيفٌ بِالْإِتِّفَاقِ .

''یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے، اس کا راوی عبد الرحمٰن بن اسحاق بھی بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(نصب الراية :314/1، خلاصة الأحكام للنووي :255/1، شرح النووي :173/1)

سوال: کیا مرد اور عورت ایک چٹائی پر برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر الگ الگ پڑھ رہے ہیں، تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ اگر با جماعت ہیں، تو عورت مرد کے برابر کھڑی نہیں ہو سکتی، بلکہ پچھلی صف میں اکیلی کھڑی ہو جائے۔

سوال: سورت فاتحہ اور اگلی سورت کے مابین بسم اللہ بلند آواز سے پڑھی جائے یا آہستہ آواز سے؟

جواب: سری نمازوں میں آہستہ ہی پڑھی جائے اور جہری نمازوں میں امام اونچی اور آہستہ دونوں طرح پڑھ سکتا ہے۔

سوال: امام نے سورت فاتحہ کے بعد کچھ دیر خاموشی اختیار کی، پھر قرأت شروع

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں کچھ حرج واقع نہیں ہوا۔

سوال: کیا امام اور مقتدی کے لیے فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں، فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، کیونکہ بسم اللہ سورت فاتحہ کی آیت ہے۔ (سنن دار قطنی: ۱۱۹۰، وسندہ حسن)

سوال: تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھنے سے پہلے چھوڑنے چاہیے یا نہیں؟

جواب: چھوڑنے نہیں چاہیے، تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی ہاتھ باندھ لینے چاہیے، چھوڑنے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا یہ بات درست ہے کہ جب تک امام کے پیچھے دس یا چند متعین تعداد میں مقتدی نہ ہوں، تو وہ نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف گھوم کر نہ بیٹھے؟

جواب: بے دلیل ہے۔

سوال: دوسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت ہاتھوں سے سہارا لینا کیسا ہے؟

جواب: دوسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت زمین پر سہارا لے کر اٹھنا سنت سے ثابت ہے۔ (بخاری: ۸۲۴)

سوال: کیا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر کوئی حدیث ثابت ہے؟

جواب: ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے بارے میں جتنی مرفوع یا موقوف روایات ہیں، سب کی سب ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا قرآن میں مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں کہیں بھی مقتدی کو سورت فاتحہ کی قرائت سے منع نہیں کیا گیا، جو لوگ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں، وہ سورت اعراف کی آیت (۲۰۴) پیش کرتے ہیں، اس استدلال پر مختصر اور تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(الأعراف : ٢٠٤)

”جب قرآن کی تلاوت کی جائے، تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحمت ہو۔“

اس آیت سے فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز پر استدلال درست نہیں؛

① خیر القرون میں کسی نے اس آیت سے مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے منع نہیں کیا۔

② یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی، اس کے باوجود آپ ﷺ نے مقتدی کو جہری نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے، کبھی منع نہیں کیا۔

④ آیت کریمہ عام ہے۔ قرآن کے عمومی حکم سے حدیث استثنیٰ کر سکتی ہے۔ مقتدی کے لیے مطلقاً قرائت کرنا منع ہے، لیکن فاتحہ کو حدیث نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے بارے میں کوئی وعید آئی ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی وعید ثابت نہیں، جتنی روایات پیش کی جاتی ہیں، سب کی سب ضعیف وغیر ثابت ہیں، ملاحظہ ہو۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِيءَ فُوهُ تُرَابًا .

”کاش کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں مٹی دی جائے۔“

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 1310)

اس اثر کی سند ضعیف ہے۔

① ابو اسحاق سبیعی مدلس اور مختلط ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔

② حدیج بن معاویہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے، نیز اس کا ابو اسحاق سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہیں۔

❀ اس اثر کی ایک اور سند بھی ہے۔

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :1311)

یہ سند بھی ضعیف ہے۔ اس میں ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

اگر اس اثر کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو اس میں مقتدی کو سورت فاتحہ سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ قرأت سے روکا گیا ہے۔ قرأت سے مراد جہری نمازوں میں فاتحہ کے مابعد قرأت ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

لَيْتَ فِي فَمِ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ حَجَرًا .

”کاش کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں پتھر دیا جائے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مؤطأ الإمام محمد، ص 98)

سند جھوٹی ہے۔

① صاحب کتاب محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے۔

② محمد بن عجلان صغار تابعین میں سے ہیں، ان کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع ہے۔

③ اس میں فاتحہ کا ذکر نہیں۔ قرأت کا ذکر ہے، اس سے جہری نمازوں میں فاتحہ کے مابعد قرأت مراد ہو سکتی ہے۔

④ یزید بن شریک تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: آپ قرأت کیجئے، میں نے عرض کیا: اگرچہ میں آپ کے پیچھے (مقتدی) ہوں؟ فرمایا: جی ہاں، اگرچہ آپ میری اقتدا میں ہوں اور میں قرأت کر رہا ہوں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3748، شرح مَعاني الآثار : 218/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ جَمْرَةٌ.

''کاش کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں انگارا دیا جائے۔''

(مؤطأ الإمام محمد، ص 98)

سند جھوٹی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے مرسل اور ضعیف قرار دیا ہے۔

(جزء القراءة خلف الإمام، ص 13)

① صاحب کتاب محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

② بعض ولد سعد مبہم و نا معلوم ہے۔

③ اس میں فاتحہ کا ذکر نہیں۔

فائدہ: اس بارے میں مرفوع حدیث بے اصل ہے۔

(التّعليق المُمَجَّد لعبد الحي الحنفي، ص 101)

❀ علامہ عبدالحیٔ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ لَمْ يَرِدْ فِي حَدِيثٍ مَّرْفُوعٍ صَحِيحِ النَّهْيُ عَنْ قِرَاءَ ةِ الْفَاتِحَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، وَكُلُّ مَا ذَكَرُوهُ مَرْفُوعًا فِيهِ، إِمَّا لَا أَصْلَ لَهٗ، وَإِمَّا لَا يَصِحُّ .

''کسی صحیح مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہوئی، اس سلسلہ میں جتنی بھی مرفوع روایات فقہا نے ذکر کی ہیں، وہ یا تو بے اصل ہیں یا غیر ثابت۔''

(التّعليق المُمَجَّد، ص 101، حاشية :1)

سوال: حدیث: ''جب امام قرأت کرے، تو آپ خاموش رہیں۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا . ''جب امام قرأت کرے، تو آپ خاموش رہیں۔''

(صحيح مسلم معلقًا، تحت الحديث : 404)

صحیح مسلم میں یہ روایت معلق ہے، یعنی اس کی مکمل سند ذکر نہیں، یوں یہ صحیح مسلم کے اصول سے خارج ہے، نیز روایت کے مذکورہ الفاظ غیر محفوظ ہیں، راوی کا وہم و تخلیط ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علل حدیث کے کبار ائمہ ان الفاظ کو خطا قرار دیتے ہیں۔ بشرطِ صحت ان الفاظ کو فاتحہ کے بعد والی قرأت پر محمول کیا جائے گا۔

سوال: روایت: ’’جس کا امام ہو، تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔‘‘ کی تحقیق درکار ہے؟

جواب: روایت: مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَ ةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَ ةٌ (جو امام کی اقتدا میں ہو، تو امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔) کی کئی سندیں ہیں، سب کی سب ضعیف ہیں۔

① امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ وَغَيْرِهِمْ لِإِرْسَالِهٖ وَانْقِطَاعِهٖ .

’’یہ حدیث حجاز اور عراق وغیرہ کے اہل علم کے ہاں ثابت نہیں، کیونکہ یہ مرسل اور منقطع روایت ہے۔‘‘

(جزء القراءة، ص 8)

② علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۳ھ) نے اس روایت کو ’’ساقط‘‘ قرار دیا ہے۔

(المحلّٰى بالآثار: 273/2)

③ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ ...... وَلِهٰذَا الْحَدِيثِ طُرُقٌ ...... لَيْسَ فِيهَا مَا يَثْبُتُ .

’’یہ حدیث ثابت نہیں۔ ...... اس کی کئی سندیں ہیں۔...... ان میں کوئی بھی ثابت نہیں۔‘‘ (العِلَل المُتناهية: 431/1)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

④ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) نے اسے ’’ضعیف‘‘ کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام: 377/1)

⑤ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْحُفَّاظِ .

’’یہ حدیث محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔‘‘

(فتح الباري: 242/2)

✿ نیز فرماتے ہیں:

لَهٗ طُرُقٌ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَكُلُّهَا مَعْلُولَةٌ .

’’اس حدیث کی کئی سندیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، ساری کی ساری معلول (ضعیف) ہیں۔‘‘

(التّلخيص الحَبير: 569/1)

⑥ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ طُرُقٍ، كُلُّهَا ضِعَافٌ .

’’اس حدیث کی کئی سندیں ہیں، سب ضعیف ہیں۔‘‘

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية: 592/2)

⑦ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلْجَمِيعُ مِنَ الدَّارَقُطْنِيِّ وَاهِيَةٌ .

’’امام دارقطنی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔‘‘

(تَنقيح التّحقيق: 155/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

⑧ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(إعلام المؤقعين : 235/2)

⑨ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ طُرُقٍ، وَلَا يَصِحُّ شَيْءٌ مِّنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے، لیکن نبی ﷺ سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(تفسير ابن كثير :109/1، ت سلامة)

⑩ علامہ مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ ضَعِيفٌ مِنْ سَائِرِ طُرُقِهٖ.

''یہ حدیث تمام سندوں سے ضعیف ہے۔''

(فيض القدير : 208/6)

⑪ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه :278/1)

⑫ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) نے اس روایت کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التنوير شرح الجامع الصّغير : 370/10)

سوال: عدم رفع الیدین کے متعلق سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت سنن ابی داود (۷۴۸)، سنن نسائی (۱۰۵۸) اور سنن ترمذی (۲۵۷) وغیرہم میں آتی ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے، سفیان ثوری بالاجماع ''مدلس'' ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سماع کی تصریح ثابت نہیں۔

② یہ ''ضعیف'' روایت عام ہے، جبکہ رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے متعلق احادیث خاص ہیں، خاص کو عام پر مقدم کیا جاتا ہے، حدیث ابن مسعود نے پہلی رفع الیدین کے علاوہ ساری نماز کو رفع الیدین سے خالی کر دیا، بخاری ومسلم وغیرہما کی متواتر احادیث نے رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا اثبات کیا ہے۔ صحیح احادیث میں جن مقامات پر اثبات ہے، وہاں اثبات اور باقی مقامات پر نفی ہوگی۔ لہٰذا یہ حدیث عدم رفع الیدین پر دلیل نہیں بن سکتی۔

③ مانعینِ رفع الیدین خود وتروں اور عیدین میں پہلی تکبیر کے علاوہ رفع الیدین کر کے یہ ثبوت فراہم کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ اہل فن کی نظر میں:

① عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ عِنْدِي حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ .

''میرے نزدیک حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ثابت نہیں۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ٢٥٦، سنن الدّارقطني : ٣٩٣/١، السّنن الكبرٰى للبيهقي : ٧٩/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

② امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(التّمهيد لابن عبد البرّ : ٢١٩/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

③ امام ابوداود رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں۔“

④ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَطَأٌ . ”یہ غلطی ہے۔“(العِلَل : ۹۶/۱)

⑤ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ قَوْلُ مَنْ قَالَ : ثُمَّ لَمْ يَعُدْ مَحْفُوظًا .

”جس نے دوبارہ رفع الیدین نہ کرنے کے الفاظ کہے، اس کی روایت محفوظ نہیں۔“

(العِلَل : ۱۷۳/۵)

⑥ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ فِي الْحَقِيقَةِ أَضْعَفُ شَيْءٍ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ، لِأَنَّ لَهٗ عِلَلًا تُبْطِلُهٗ .

”درحقیقت یہ ضعیف ترین روایت ہے، بعض اس پر اعتماد کرتے ہیں، حالانکہ اس میں کئی علتیں ہیں، جو اسے باطل قرار دیتی ہیں۔“

(التّلخيص الحبير لابن حجر : ۲۲۲/۱)

⑦ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ حدیث براء بن عازب اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذَانِ حَدِيثَانِ مَعْلُولَانِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ .

”یہ دونوں احادیث محدثین کے نزدیک معلول (ضعیف) ہیں۔“

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : ۲۱۵/۹)

⑧ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے اسے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(المُغني : ۳۵۸/۱)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔اہل علم جانتے ہیں کہ امام رحمہ اللہ کی مراد اس سے اصطلاحی ''حسن'' نہیں، بلکہ ایسی ضعیف حدیث جس کی ایک ہی سند ہو، اسے بھی حسن کہہ دیتے ہیں، یہ امام رحمہ اللہ کا خاص صنیع ہے، جو کہ اسی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

❀ علمائے احناف لکھتے ہیں:

''ابن دحیہ نے اپنی کتاب ''العلم المشھور'' میں کہا ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں کتنی ہی موضوع (من گھڑت) اور ''ضعیف'' سندوں والی احادیث کو ''حسن'' کہہ دیا ہے۔''

(نصب الرّاية للزّيلعي : ٢/٢١٧، البِناية للعيني : ٢/٨٦٩، مقالات الکوثری:۳۱۱،صفائح اللجین از احمد رضا خان بریلوی:۲۹)

سوال:بعض لوگ آہستہ آمین پر آیت:﴿اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ ''اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور آہستہ سے پکارو۔'' کو دلیل بناتے ہیں، یہ استدلال کہاں تک درست ہے؟

جواب:یہ استدلال غیر درست ہے۔ یہ آیت عام ہے، جس میں دعا کے آداب بیان ہوئے ہیں کہ عاجزی ودرماندگی کے ساتھ مانگی جائے اور آہستہ آواز میں مانگی جائے۔ اگرچہ سورت فاتحہ اور آمین بھی دعا ہے، مگر

① آمین اونچی کہنے پر احادیث میں دلیل قائم ہو چکی ہے، آمین بالجہر پر دلائل خاص ہیں اور مذکورہ آیت عام ہے۔خاص کو عام پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

② یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اونچی آمین کہا کرتے تھے، صحابہ کرام بھی اونچی آمین کہتے تھے، جیسا کہ دلائل سے ثابت ہے، اگر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

یہ آیت آہستہ آمین پر دلیل ہوتی، تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ اونچی آمین نہ کہتے۔

③ کسی ثقہ امام یا محدث نے مذکورہ آیت کو آہستہ آمین پر دلیل نہیں بنایا۔

سوال: روایت: امام تعوذ، تسمیہ اور آمین کو آہستہ کہے۔'' کی تحقیق درکار ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

يُخْفِي الْإِمَامُ ثَلَاثًا، التَّعَوُّذَ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَآمِينَ .

''امام تین چیزیں آہستہ آواز سے کہے گا، تعوذ، بسم اللہ اور آمین۔''

(المحلّٰى بالآثار لابن حزم : ٢/٢٨٠، مسئله نمبر : ٣٦٣)

سند ''ضعیف'' ہے۔ ابوحمزہ اعور قصاب کے بارے میں علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضُعْفِهٖ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔''

(عمدة القاري : ٨/٢٣٧)

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ وَّذَاهِبُ الْحَدِيثِ .

''حدیث میں ضعیف ہے۔''

(العلل الكبير للترمذي : ٣٢٢)

اسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ضعیف الحدیث کہا ہے۔

(العلل و معرفة الرجال : ٤٥٢٨)

اس پر امام ترمذی، حافظ عقیلی، امام ابوحاتم، امام ابن حبان رحمہم اللہ سمیت کئی اہل علم کی جروح ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”خاص ابراہیم سے اس کی راویت کی متابعت تو ناممکن ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال : ١٥٦/٨)

یہ روایت بھی ابراہیم نخعی سے ہے۔ابراہیم اس روایت میں مدلس ہیں۔

تنبیہ:

ابو معمر (البنایہ فی شرح الہدایۃ للعینی :٢/٢٢٦) اورعبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ (المحلی بالاثار لابن حزم:٢/٢٨٠،مسئلہ:٣٦٣) میں ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ : يُخْفِي الْإِمَامُ أَرْبَعًا، التَّعَوُّذُ، وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ، وَآمِينَ ، وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ .

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، امام تعوذ،بسم اللہ، آمین اور ربنا ولک الحمد، ان چاروں کو آہستہ پڑھے گا۔“

یہ بے سند قول ہے،لہٰذا قابل التفات نہیں۔

سوال: جلسہ استراحت کا کیا حکم ہے؟

جواب: دو سجدوں کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اُٹھنے سے پہلے کچھ بیٹھنا،جلسہ استراحت کہلاتا ہے۔جلسہ استراحت سنت ہے۔

① سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ طاق رکعت میں ہوتے، تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے، جب تک سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جاتے۔“

(صحيح البخاري : ٨٢٣)

② نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے شخص کو، جو نماز صحیح طرح نہیں پڑھ رہا تھا، نماز کا طریقہ بتلایا اور اسے فرمایا:

ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا .

”پھر (دوسرے سجدے سے) سر اٹھائیں، اور اطمنان سے بیٹھ جائیں۔“

(صحيح البخاري : ٦٢٥١)

تنبیہ: صحیح بخاری (٦٦٦٧) میں ہے:

ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا .

”پھر سر اٹھائیں، اور کھڑے ہو جائیں۔“

ان الفاظ کی وضاحت اوپر والے الفاظ سے ہو جاتی ہے۔ ان سے جلسہ استراحت کی نفی نہیں ہو رہی، بلکہ جلسہ استراحت کے بعد والے عمل کا بیان ہے۔

③ ابو قلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں تشریف لائے اور ہمیں اس مسجد میں نماز پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز پڑھانے کا ارادہ نہیں ہے، بلکہ صرف دکھانا چاہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ نماز کیا تھا؟ ایوب سختیانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے استاذ ابو قلابہ رحمہ اللہ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ کی نماز کیسی تھی؟ فرمایا: ہمارے اس شیخ یعنی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طرح۔ ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ شیخ تکبیر کو مکمل کہا کرتے تھے اور جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے، تو بیٹھ جاتے اور زمین پر ٹیک لگاتے، پھر کھڑے ہوجاتے۔''

(صحيح البخاري : ٨٢٤)

سوال: سلام کے بعد اگر امام دعا کرا رہا ہو، تو کیا مقتدیوں کا اس میں شریک ہونا ضروری ہے؟

جواب: دعا میں شامل ہونا بہتر ہے، ضروری نہیں۔

سوال: اگر کوئی شخص التحیات میں دائیں ہاتھ کی انگلی نہ اٹھا سکتا ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص التحیات میں دائیں ہاتھ کی انگلی نہ اٹھا سکتا ہو، تو کوئی حرج نہیں، بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھانے کی ضرورت نہیں۔

سوال: کیا امام اونچی آواز سے دعا مانگ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، امام اونچی آواز سے دعا مانگ سکتا ہے، مقتدی امام کی دعا پر آمین کہیں گے۔ اس پر سورت یونس کی آیت (۸۹) سے استدلال لیا گیا ہے۔

سوال: اگر مقتدی سلام پھیرتے وقت امام سے پہلے منہ پھیر دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے، امام کی اقتدا چاہیے، البتہ اس صورت میں نماز ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ سلام پھیرنے کے بعد امام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے صرف ان نمازوں میں بیٹھے گا، جن کے بعد کوئی سنتیں نہ ہوں اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، ان سے سلام پھیرنے کے بعد امام رو بہ قبلہ ہو کر ہی بیٹھے گا، کیا یہ تقسیم درست ہے؟

جواب: حدیث میں عام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کے بعد صحابہ کی طرف چہرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

انور کر کے بیٹھتے تھے۔(بخاری:۸۰۱، مسلم:۵۷۲) سنتوں اور غیر سنتوں والی نمازوں کی تقسیم بلا دلیل ہے۔

سوال: کیا نماز سے سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا چاہیے یا ''برکاتہ'' کے الفاظ بھی ثابت ہیں؟

جواب: نماز سے سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا چاہیے، البتہ اگر کوئی ''وبرکاتہ'' کے الفاظ بھی کہہ دے، تو کوئی حرج نہیں، یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔(سنن ابی داود:۹۹۷، وسندہ حسن)

سوال: کیا نماز میں ثناء، درود، دعائے قنوت وغیرہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے؟

جواب: نہیں کہنی چاہیے۔

سوال: فرض نماز کے بعد دعا لمبی ہونی چاہیے یا مختصر؟

جواب: اگر اجتماعی ہے، تو مختصر ہونی چاہیے، انفرادی ہو، تو جو جتنی لمبی مانگنا چاہتا ہے، مانگ سکتا ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرض نماز اور سنت کے درمیان ''اللھم انت السلام ......'' کی مقدار سے زیادہ نہیں بیٹھنا چاہیے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: یہ بات درست نہیں، اس کا مطلب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد امام رو بہ قبلہ اتنا وقت بیٹھے گا کہ اللھم انت السلام والی دعا پڑھ لے، بعد میں مقتدیوں کی طرف منہ پھیر لے گا۔

سوال: رکوع میں اپنے ٹخنوں کو باہم ملا لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، قیام اور رکوع میں دوسروں کے پاؤں سے پاؤں اور ٹخنوں سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ٹخنے ملانا سنت ہے۔

سوال: نماز کی تکبیرات میں ''اللہ اکبر'' کے بجائے صرف ''اللہ'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز اور خلاف سنت ہے۔

سوال: تشہد میں انگلیوں کا حلقہ کب بنانا چاہیے اور کب چھوڑنا چاہیے؟

جواب: تشہد میں انگلیوں کا حلقہ التحیات کے شروع سے سلام تک رکھنا چاہیے۔

سوال: کیا صف بندی میں ٹخنے سے ٹخنا ملانا سنت ہے؟

جواب: جی ہاں، صف میں جیسے ساتھی کے پاؤں سے پاؤں ملانا سنت ہے، اسی طرح ٹخنے سے ٹخنا ملانا بھی سنت ہے۔

❀ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رُخِ انور ہماری طرف پھیرا اور فرمایا: صفیں قائم کیجیے! تین مرتبہ یہی بات دہرائی، پھر فرمایا: صفوں کو قائم کر لیں، وگرنہ اللہ تعالیٰ آپ کے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اس کے بعد ایک شخص دوسرے ساتھی کے کندھے سے کندھا، گھٹنے سے گھٹنا اور ٹخنے سے ٹخنا چپکا لیتا تھا۔''

(مسند الإمام أحمد: 276/4؛ سنن أبي داوٗد: 662؛ وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: کیا جلسہ استراحت والی حدیث حالت عذر یا بڑھاپے پر محمول ہے؟

جواب: بعض لوگ جلسہ استراحت والی حدیث کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلسہ استراحت اس وقت کیا، جب آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ یہ مفہوم صحابہ اور اہل علم کے فہم کے خلاف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَا رَوَاهُ مَحْمُولٌ عَلٰى حَالَةِ الْكِبَرِ .

''جلسہ استراحت کے ثبوت میں مروی روایات بڑھاپے پر محمول ہیں۔''

(الهداية : ١/١١٠)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''یہ کہنا کہ (حدیث مالک بن حویرث) بڑھاپے پر محمول ہے، محتاج دلیل تاویل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو واپس جاتے ہوئے فرمایا تھا: 'میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا۔' کوئی استثنائی بات نہیں کی، لہٰذا حدیث اس فعل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر واضح دلیل ہے۔''

(الدّراية : ١/١١٠)

✿ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (۹۷۰) لکھتے ہیں:

''رہی صحیح بخاری کی وہ روایت کہ جس میں ہے: 'سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب طاق رکعت میں ہوتے، تو (دوسرے سجدہ سے فارغ ہوکر) جب تک سیدھا نہ بیٹھ جاتے، کھڑے نہ ہوتے۔' یہ بڑھاپے پر محمول ہے، جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اس کا رد یہ ہے کہ اسے بڑھاپے پر محمول کرنے کی کیا دلیل ہے؟ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو واپس جاتے ہوئے فرمایا تھا: 'میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا۔' کوئی استثنا نہیں فرمائی۔ یوں یہ حدیث امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل بنتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اسے جواز پر محمول کیا جائے۔ واللہ اعلم شاید اسی لیے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

'فتاویٰ ظہیریہ' میں ہے کہ شمس الأئمہ حلوانی نے فرمایا: اختلاف افضلیت میں ہے، لہٰذا مذہب شافعی کی طرح اگر کوئی ایسے کر بھی لیتا ہے، تو حرج نہیں۔''

(البحر الرائق بشرح كنز الدّقائق : ١/٣٤٠)

❁ شارح ہدایہ، علامہ عینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

''یہ تاویل قبول نہیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی عمر (تقریباً) تریسٹھ سال ہے اور اس عمر میں بیماری یا زخم وغیرہ کا عارضہ لاحق نہ ہو، تو کوئی بھی سیدھا اٹھنے سے قاصر نہیں رہتا۔''

(البِناية شرح الهداية : ٢/٢٥٢)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

''علامہ طحاوی رحمہ اللہ کا یہ جواب دینا کہ یہ عذر کی بنا پر تھا، میرے نزدیک درست نہیں ہے۔'' (فيض الباري : ٢/٢٦٤)

سوال: حدیث ابی ہریرہ: ''نبی کریم ﷺ نماز میں پنجوں کے بل اٹھتے تھے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلٰى صُدُورِ قَدَمَيْهِ .

''نبی کریم ﷺ نماز میں پنجوں کے بل اٹھتے تھے۔''

(سنن التّرمذي : 288)

سند ''ضعیف'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① خالد بن ایاس جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الحَدِيثِ .

''محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

② صالح مولی التوأمہ ''مختلط'' ہیں۔ خالد ان میں سے نہیں، جنھوں نے آپ سے قبل از اختلاط سماع کیا ہے۔

سوال: نماز سے سلام پھیرتے وقت صرف منہ پھیرنا چاہیے یا سینہ بھی؟

جواب: صرف چہرہ پھیرنا چاہیے۔

سوال: سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے؟

جواب: سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا بالاجماع سنت ہے، اگر کوئی نہ ملائے، تو نماز ہو جائے گی، اعادہ نہیں۔

سوال: کیا نماز کے بعد جب تک امام مصلیٰ پر بیٹھا رہے، مقتدی بھی بیٹھیں گے؟

جواب: نہیں، مقتدی جا سکتے ہیں۔

سوال: اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے، تو نگاہ کہاں رکھے؟

جواب: بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص تشہد کے علاوہ ہر رکن میں نگاہ سجدے والی جگہ پر رکھے، مگر تشہد میں شہادت والی انگلی پر رکھے۔

سوال: کیا فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کوئی دعا پڑھنا مسنون ہے؟

جواب: فرض نماز کے بعد بہت سے مسنون اذکار موجود ہیں، مگر کسی ذکر کے وقت سر پر ہاتھ رکھنا مسنون نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر ''بسم اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم ......'' پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اپنا دایاں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ کر یہ دعا پڑھتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ، أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ .

''اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اے اللہ! میرے سارے دکھ درد دُور فرما دے۔''

(عمل اليوم والليلة لابن السنّي : 113، حلية الأولياء لأبي نعيم الأصفهاني : 301/2)

یہ جھوٹی سند ہے۔

① سلام طویل ''متروک'' ہے۔

(تقريب التهذيب لابن حجر: 2702)

② زید عمی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''یہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(نتائج الأفكار : 253)

❁ اس کی ایک اور سند بھی ہے۔

(المعجم الأوسط للطبراني :3178، الدعاء للطبراني :658، الكامل لابن عدي : 2084-2085/6، تاريخ بغداد للخطيب : 480/12)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس میں کثیر بن سُلَیم، ابوسلمہ، مدینی سخت ''ضعیف'' ہے۔

❀ اس سے ملتی جلتی ایک روایت تاریخ اسلم واسطی (ص 161) میں یوں آتی ہے:

جب نبی کریم ﷺ نماز سے سلام پھیرتے، تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ کر یوں دعا فرماتے تھے: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، اللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ.

''اس اللہ کے نام کے ساتھ، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو غیب و حاضر کو جاننے والا اور رحمٰن و رحیم ہے۔ اللہ! غم اور پریشانی کو مجھ سے دُور فرما دے۔''

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① عنبسہ بن عبدالواسطی کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔

② عمرو بن قیس تابعی ہیں اور وہ بلا واسطہ نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے بھی ''ضعیف'' ہے۔

اس روایت جیسی ایک اور روایت امام ابونعیم اصبہانی کی اخبار اصفہان (104/2) میں بھی آتی ہے۔ اس کی سند بھی موضوع (من گھڑت) ہے۔

① داؤد بن محبر ''متروک و کذاب'' ہے۔

② عباس بن رزین اسلمی کا بھی کوئی اتا پتا نہیں۔

ثابت ہوا کہ اس حدیث کی تمام سندیں سخت ''ضعیف'' ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا جمعہ کی فجر میں سورت سجدہ اور سورت دہر پڑھنا سنت ہے؟

جواب: جی ہاں۔ جمعہ کی فجر میں سورت سجدہ اور سورت دہر کی قرأت کرنا مسنون ہے۔ (بخاری: ۸۹۱، مسلم: ۸۸۰)

سوال: کیا پہلی کی بہ نسبت دوسری رکعت میں لمبی قرأت کرنا مکروہ ہے؟

جواب: مکروہ نہیں، البتہ مسنون یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قرأت لمبی ہو۔ (بخاری: ۷۵۹، مسلم: ۴۵۱)

سوال: کیا عورت جہری قرأت کرسکتی ہے؟

جواب: کرسکتی ہے۔

سوال: کیا فرض نماز میں بھی امام کو لقمہ دیا جاسکتا ہے؟

جواب: فرض نماز میں بھی اگر امام قرأت بھول جائے، تو اسے لقمہ دینا چاہیے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً، فَقَرَأَ فِيهَا فَلُبِسَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأُبَيٍّ : أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَمَا مَنَعَكَ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فجر کی) نماز پڑھائی، قرأت کی، تو آپ کو لقمہ لگا۔ نماز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے فارغ ہوئے، تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے نماز ہمارے ساتھ نہیں پڑھی؟ کہنے لگے: جی ہاں، فرمایا: پھر لقمہ کیوں نہیں دیا۔"

(سنن أبي داود: 907، المعجم الكبير للطّبراني: 313/12، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۲۴۲) نے "صحیح" قرار دیا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع: ۴/ ۲۴۱) نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

طبرانی کے الفاظ ہیں:

فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَفْتَحَ عَلَيَّ؟

"مجھے لقمہ کیوں نہ دیا۔"

سوال: ایک جگہ سے قرأت شروع کی، بھول گیا، تو دوسری جگہ سے قرأت شروع کر دی، کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: سورت فاتحہ کے بعد کم از کم کتنی قرأت ہونی چاہیے؟

جواب: جتنی میسر ہو، کم از کم تین آیات کی قید بلا دلیل ہے۔

سوال: کیا سری نماز میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنی چاہیے؟

جواب: نماز سری ہو، یا جہری، ہر ایک میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں۔

سوال: کیا کسی صحابی یا تابعی سے رفع الیدین کا ترک ثابت ہے؟

جواب: کسی صحابی یا تابعی سے باسند صحیح رفع الیدین کا ترک ثابت نہیں۔

سوال: جان بوجھ کر خلاف ترتیب سورتوں کی قرأت کی، کیا نماز کا اعادہ واجب ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: سورتوں کی ترتیب وار قرأت مستحسن ہے، واجب نہیں، اگر بغیر ترتیب کے قرأت کی، تو نماز بلا کراہت جائز ہے، اعادہ نہیں۔

✿ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا ترتیب سورتوں کی قرأت بھی ثابت ہے۔

(صحيح مسلم : 772)

سوال: قرأت کرتے ہوئے ایک سورت کے بعد دوسری سورت کو چھوڑ دیا، پھر تیسری سورت کی قرأت کی، کیا ایسا کرنا مکروہ ہے؟

جواب: کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: اگر کوئی شخص سجدہ والی سورت میں آیت سجدہ سے پہلے تک قرأت کرے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا نماز میں قرآن کی کوئی بھی قرأت تلاوت کی جا سکتی ہے؟

جواب: قرآن کی جتنی متواتر قرأتیں ہیں، ان میں سے کوئی بھی قرأت نماز میں کی جا سکتی ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سورت فاتحہ کی سات جگہ سکتہ نہیں کرے گا، تو شیطان کا نام پیدا ہو جاتا ہے، اس کے بارے کیا کہتے ہیں؟

جواب: یہ قول فاسد، باطل اور لغو ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص نماز میں قرآن کی جگہ اس کا ترجمہ پڑھے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز باطل ہے اور ایسا کرنے والا سخت گناہ گار ہے۔ اگر وہ ترجمہ کو قرآن ہی سمجھتا ہے، تو اس پر کفر کا اندیشہ ہے، کیونکہ قرآن کے حروف اور معانی اللہ تعالیٰ کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نازل کردہ ہیں، جو کسی ایک کا بھی انکار کرے، وہ کافر ہے۔

سوال: فرض نماز کی ہر رکعت میں قرأت کے آخر میں سورت اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز اور مستحب ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی قیادت میں لشکر بھیجا۔ وہ صاحب جب نماز پڑھاتے، تو اپنی قرات سورت اِخلاص پر ختم کرتے۔ لشکر واپس آیا، تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معمول کا ذکر کیا، فرمایا: ان سے پوچھیں، وہ ایسا کیوں کرتے رہے؟ لوگوں نے دریافت کیا، تو انہوں نے جواب دیا: یہ رحمٰن کی صفات پر مشتمل ہے، لہٰذا میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں آگاہ کر دیں کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔''

(صحيح البخاري: 7375؛ صحيح مسلم: 813)

مکروہ کہنے والوں کا قول مکروہ ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں قرآن کا ایک رکوع اور دوسری رکعت میں چھوٹی سورت کی تلاوت کرے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کبھی کبھار نماز فجر میں چھوٹی سورتوں کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

❀ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار تھامے آگے آگے چلا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقبہ! آپ کو دو بہترین سورتیں نہ سکھلاؤں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے سورت فلق اور سورت ناس سکھائیں۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ میں نے یہ سورتیں سیکھ کر کوئی زیادہ خوشی محسوس نہیں کی۔ نماز فجر کے لئے تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے یہی دو سورتیں تلاوت فرمائیں۔ نماز سے فارغ ہوئے، تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: عقبہ! کیسا لگا؟''

(سنن أبي داود : 1462؛ سنن النّسائي : 5438؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۳۵) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ نبی کریم ﷺ نے فجر کی دونوں رکعتوں میں سورت زلزال کی تلاوت فرمائی۔

(سنن أبي داود : 816، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: پہلی رکعت میں سورت مزمل کا حصہ تلاوت کیا اور دوسری میں سورت بقرہ کا حصہ تلاوت کیا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کرنا جائز ہے۔ نماز میں سورتوں کی ترتیب ضروری نہیں۔

سوال: ایک شخص قرأت کی ابتدا آیت کے درمیان سے کرتا ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو جائے گی، البتہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: (اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) سے کیا مراد ہے؟

جواب: پہلے مکمل روایت ملاحظہ ہو:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ، فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ : إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

”جس نے سورت فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی، وہ نماز ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، مکمل نہیں ہے۔تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں؟ فرمایا: سورت فاتحہ آہستہ سے پڑھیں۔“

(مؤطأ الإمام مالك: 84/1، صحيح مسلم: 395)

اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ کا معنی:

احادیث محدثین کی ہیں۔ وہی ان کے الفاظ ومعانی کے امین ہیں۔ عافیت اسی میں ہے کہ محدثین کے معانی ومفاہیم پر اکتفا کیا جائے۔

محدثین کرام اس حدیث سے مقتدی پر سورت فاتحہ کی قرأت کو لازم قرار دیتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگ محدثین کی روایات کو اپنا معنی پہناتے ہیں، یہ کسی طرح درست نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ منفرد کے بارے میں ہیں، یا سری نمازوں کے بارے میں ہیں، یا تدبر و تفکر پر محمول ہیں، ذیل میں ہم ثابت کریں گے کہ یہ تمام مفاہیم مبنی بر خطا ہیں اور درست معنی وہی ہے جو ائمہ ومحدثین نے لیا ہے۔

① جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں، کیا ہم فاتحہ پڑھیں گے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ فاتحہ آہستہ آواز میں پڑھیں۔ جب سوال ہی مقتدی کے بارے میں ہے، تو پھر جواب بھلا منفرد کے بارے میں کیونکر ہوسکتا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ ان الفاظ کا تعلق مقتدی کے ساتھ ہی ہے۔ ائمہ حدیث کا فہم اس کی تائید کرتا ہے۔

② ان الفاظ کا تعلق سری نمازوں سے جوڑنا درست نہیں، کیونکہ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

www.KitaboSunnat.com

إِنِّي أَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ ....

''میں امام کی قرأت سن رہا ہوتا ہوں ......۔''

(مسند الحُميدي : 1004، صحيح أبي عَوانة : 1680)

یہ تو ظاہری بات ہے کہ امام کی قرأت سری نمازوں میں نہیں سنی جاتی، لہٰذا اس اثر کو صرف سری نمازوں پر محمول کرنا درست نہ ہوا۔ صحابہ کرام جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کے قائل تھے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ بِهَا وَاسْبُقْهُ .

''جب امام سورت فاتحہ پڑھے تو آپ بھی پڑھیے اور امام سے سبقت لے جائیے۔''

(جزء القراءة للبخاري : 146، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ نیموی حنفی نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(آثار السّنن : 358)

اسی طرح سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی جہری نماز میں امام کے پیچھے قرأت کرنے کا فتویٰ دیتے تھے۔

❁ یزید بن شریک تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، فَقَالَ لِي : اقْرَأْ قَالَ : قُلْتُ : وَإِنْ كُنْتُ خَلْفَكَ؟ قَالَ : وَإِنْ كُنْتَ خَلْفِي قَالَ : وَإِنْ قَرَأْتُ .

''میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال کیا، فرمایا: آپ قرأت کیجئے، میں نے عرض کیا: اگرچہ میں آپ کے پیچھے (مقتدی) ہوں؟ فرمایا: جی ہاں، اگرچہ آپ میری اقتدا میں ہوں اور میں قرأت کررہا ہوں۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة: 3748، شرح مَعاني الآثار: 218/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے:

اِقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

"آپ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھیے۔"

(الأوسط لابن المُنذر: 1324، وسندهٗ صحيحٌ)

احناف بتائیں کہ وہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ کیوں نہیں پڑھتے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتویٰ ترک کرنے کی وجہ؟

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

"ہم (صحابہ) ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ اور مزید کوئی سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھتے تھے۔"

(سنن ابن ماجه: 843، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بھی ظہر و عصر میں امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :219/1، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام ابونضرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ، عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَالَ: فَاتِحَةَ الْكِتَابِ.

''میں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے گا؟ فرمایا: سورت فاتحہ پڑھے گا۔''

(القراءة خَلفَ الإمام للبخاري : 27، القراءة للبيهقي : 224، وسندہٗ حسنٌ)

کسی صحابی سے سری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت ترک کرنا ثابت نہیں۔

③ اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ کا معنیٰ تدبر اور غور وفکر کرنا بھی کسی طور درست نہیں، اہل علم نے اس کا معنیٰ کچھ یوں بیان کیا ہے:

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول: اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ سے مراد یہ ہے کہ سورت فاتحہ کو سراً پڑھا جائے، اونچی آواز سے نہ پڑھا جائے۔ ان الفاظ کو دل میں فاتحہ پڑھنے اور زبان سے ادا نہ کرنے پر محمول نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اہل لغت کا اجماع ہے کہ دل میں پڑھنے کو قرأت نہیں کہا جاتا، نیز اہل علم کا اجماع ہے کہ فاتحہ کو دل سے پڑھنا اور زبان سے ادا نہ کرنا نہ (نماز کی شرائط میں سے کوئی) شرط ہے اور نہ ہی مسنون عمل ہے، لہٰذا اس روایت کو ایسے معنیٰ پر محمول کرنا جائز نہیں، جس کا نہ کوئی قائل ہو اور نہ لغت عرب اس کا ساتھ دے۔''

(كتاب القراءة خَلفَ الإمام، ص31)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یہ روایت امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کی دلیل ہے، (جو کہتے ہیں:) امام، مقتدی اور منفرد پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ مقتدی کیلئے وجوب کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ کا یہ فتویٰ بھی ہے: اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ ''آہستہ آواز میں سورت فاتحہ پڑھیے۔'' اس کا معنی ہے کہ اتنی مخفی آواز میں پڑھیے کہ آپ خود کو سنا سکیں۔ بعض مالکیہ وغیرہ نے ان الفاظ سے مراد تدبر کرنا اور یاد دہانی لیا ہے، یہ معنی قبول نہیں، کیونکہ قرأت کا اطلاق تب ہی ہوسکتا ہے، جب زبان کو اتنی حرکت دی جائے کہ خود کو آواز سنائی دے۔ اسی طرح اہل علم کا اتفاق ہے کہ جنبی شخص اگر قرآن میں دل سے تدبر کرے اور زبان کو حرکت نہ دے، تو اسے قرآن پڑھنے والا اور حالت جنابت میں قرأت کرنے پر گناہ کا مرتکب قرار نہیں دیا جاتا۔''

(شرح مسلم: 103/4)

✿ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب کہتے ہیں:

أَمَّا مَا قَالَ الْمُدَرِّسُونَ مِنْ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْقِرَاءَةِ فِي نَفْسِهِ التَّدَبُّرُ وَالتَّفَكُّرُ فَلَا يُوَافِقُهُ اللُّغَةُ .

''(بعض حنفی) مدرسین کا کہنا کہ الْقِرَاءَةِ فِي نَفْسِهٖ سے مراد تدبر اور تفکر ہے، (درست نہیں، کیونکہ) اس معنی کی لغت موافقت نہیں کرتی۔''

(العَرف الشّذي: 78/1)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ جب امام دوران خطبہ سورت احزاب کی آیت نمبر ۵۶ پڑھے، تو:

يُصَلِّي السَّامِعُ فِي نَفْسِهٖ . ''سننے والا آہستہ سے درود پڑھے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الهِداية : 123/1)

❁ اس کا مفہوم ''الکفایۃ شرح ہدایہ'' میں یوں بیان ہوا ہے:

أَيْ فَيُصَلِّي بِلِسَانِهِ خَفِيًّا .

''یعنی زبان سے مخفی آواز میں درود پڑھے۔''

(تُحفة الأحوذي : 206/2، مِرعاة المَفاتيح : 113/3)

❁ علامہ مُظہری حنفی صاحب لکھتے ہیں:

''فِي نَفْسِكَ کا مطلب ہے کہ اتنی آواز میں پڑھیں کہ آپ اپنے آپ کو سنا سکیں، اتنا اونچا نہ پڑھیں کہ ساتھ والے نمازی کو تشویش میں ڈال دیں۔ جو اپنی قرأت نہ سن سکے، اس کی قرأت درست نہیں۔''

(المَفاتيح شرح المَصابيح : 126/2)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : (فِي نَفْسِكَ) أَيْ سِرًّا .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان: فِي نَفْسِكَ کا معنی ہے: سراً قرأت کرنا۔''

(حاشية السّندهي علي سنن ابن ماجه : 277/1)

❁ علامہ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : (قَالَ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) أَيْ سِرًّا بِحَيْثُ تُسْمِعُ نَفْسَكَ .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان: (اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) کی مراد ہے کہ اتنی آہستہ قرأت کریں کہ خود کو سنائی دے۔''

(لمعات التّنقيح في شرح المَصابيح : 583/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي نَفْسِكَ .

”امام کے پیچھے ہر رکعت میں چپکے چپکے سورت فاتحہ پڑھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :374/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

”امام کو چاہیے کہ جیسے شروع نماز میں تکبیر اولیٰ کے بعد سکتہ کرے اور سورت فاتحہ کی قرأت بعد بھی سکتہ کرے، تاکہ مقتدی سورت فاتحہ پڑھ لے۔ اگر امام سکتہ نہ کرے، تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے ساتھ ساتھ ہی سورت فاتحہ پڑھ لے اور جلدی پڑھ لے، پھر غور سے امام کی قرأت سنے۔“

(القراءة خلفَ الإمام للبيهقي، ص71، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: روایت: ”لوگ جہری نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرأت کرنے سے رک گئے۔“ کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد فرمایا:

هَلْ قَرَأَ مَعِي مِنْكُمْ أَحَدٌ؟، فَقَالَ رَجُلٌ : نَعَمْ أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنِّي أَقُولُ : مَا بَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ؟

”کیا کسی نے میرے ساتھ قرأت کی؟ ایک شخص نے کہا: جی ہاں، میں نے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں بھی کہوں کہ مجھ پر قرآن پڑھنا مشکل کیوں ہو رہا ہے؟“

(مسند الحميدي : 983، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ اس حدیث کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے:

فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَ ةِ، فِيمَا جَهَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”جہری نماز میں لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرأت کرنے سے رک گئے۔“

یہ امام زہری رحمہ اللہ کا مدرج قول ہے۔اس کا معنی یہ ہے کہ اس حدیث کے بعد صحابہ کرام جہری نمازوں میں فاتحہ کے بعد والی قرأت کرنے سے رک گئے۔اس سے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کا استدلال کرنا درست نہیں۔

تنبیہ:

قَالَ الزُّهْرِيُّ : قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : فَانْتَهَى النَّاسُ .

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ (جہری نمازوں میں فاتحہ کے بعد قرأت کرنے سے) رک گئے۔“

(سنن أبي داود، تحت الحديث : 827)

یہ قول منقطع ہے،امام زہری نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَا يَدْخُلُ عَلٰى مَنْ رَأَى الْقِرَاءَ ةَ خَلْفَ الْإِمَامِ، لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ الَّذِي رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيثَ .

”اس حدیث میں ان کے خلاف کوئی دلیل نہیں کہ جو کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سورت فاتحہ کی) قرأت کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس حدیث نبوی کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں (جو امام کے پیچھے فاتحہ کی قرأت کا فتویٰ دیتے تھے)۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: 312)

سوال: قرأت میں واحد کے صیغہ کو جمع اور جمع کو واحد پڑھ دیا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جان بوجھ کر ایسا کرنا قطعاً ناجائز وحرام ہے، نماز بھی باطل ہے۔ البتہ اگر بھول کر ہوا ہے، تو نماز ہو جائے گی، اعادہ نہیں۔

سوال: اگر کوئی شخص امام سے درخواست کرے کہ آج نماز میں فلاں فلاں سورت کی تلاوت سنا دیجئے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ درخواست کی بھی جا سکتی ہے اور اسے پورا بھی کیا جا سکتا ہے۔ کسی خاص سورت کی فرمائش کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا سورت اعراف (۲۰۴) سے فاتحہ خلف الامام کی نفی ہوتی ہے؟ نیز اس بارے وارد چند اقوال صحابہ کی تحقیق درکار ہے؟

جواب: جو لوگ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں، وہ سورت اعراف کی آیت (۲۰۴) پیش کرتے ہیں، اس استدلال پر مختصر اور تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(الأعراف: ٢٠٤)

''جب قرآن کی تلاوت کی جائے، تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحمت ہو۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائزہ:

① خیر القرون میں کسی نے اس آیت سے مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے منع نہیں کیا۔

② یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی، اس کے باوجود آپ ﷺ نے مقتدی کو جہری نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے، کبھی منع نہیں کیا۔

④ آیت کریمہ عام ہے۔ قرآن کے عمومی حکم سے حدیث استثنیٰ کر سکتی ہے۔ مقتدی کے لیے مطلقاً قرأت کرنا منع ہے، لیکن فاتحہ کو حدیث نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت اعراف کے بارے فرماتے ہیں:

يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ .

''یعنی فرض نماز میں۔'' (القراءة للبيهقي، ص 88)

روایت ضعیف ہے۔

① علی بن ابی طلحہ کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

② عبداللہ بن صالح، کاتب لیث کثیر الغلط راوی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے فرماتے ہیں:

فِي الصَّلَاةِ . ''یہ نماز کے بارے میں ہے۔''

(القراءة للبيهقي، ص 87)

سند سخت ضعیف ہے۔

۱۔ ابو مقدام ہشام بن زیاد ''ضعیف و متروک'' ہے۔

۲۔ حسن بصری مدلس و کثیر الارسال ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِذَا قَرَأَتْ أَئِمَّتُهُمْ جَاوَبُوهُمْ فَكَرِهَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ قَالَ : ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَأَنْصِتُوا﴾ .

”جب بنی اسرائیل کے ائمہ قرأت کرتے تھے، تو مقتدی بھی ساتھ پڑھتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ عمل اس امت کے لیے ناپسند کیا اور فرمایا: ”جب قرآن پڑھا جائے، تو غور سے سنو اور خاموش رہو۔“

(الدُّرّ المَنثور للسّيوطي : 3/156)

بے سند روایت ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مقتدیوں سے فرمایا:

لَعَلَّكُمْ تَقْرَؤُونَ؟ قُلْنَا : نَعَمْ، قَالَ : أَلَا تَفْقَهُونَ؟ مَا لَكُمْ لَا تَعْقِلُونَ؟ ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الأعراف : ٢٠٤)

”شاید آپ قرأت کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: جی ہاں، فرمایا: آپ سمجھتے کیوں نہیں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الأعراف : ٢٠٤) ”جب قرآن کی تلاوت کی جائے، تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحمت ہو۔“

(تفسير ابن أبي حاتم : 1775، وسندهٗ حسنٌ)

www.KitaboSunnat.com

اس میں یہ ذکر نہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے مقتدیوں کو فاتحہ سے روکا ہے، اس میں مطلق قرأت کا ذکر ہے، یہ فاتحہ کے بعد والی قرأت پر محمول ہے۔

سوال: ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے، پہلی میں سورت الاعلیٰ، دوسری میں کافرون اور تیسری میں اخلاص، فلق اور ناس پڑھتے تھے۔''

(سنن الدار قطني : 35/2، ح : 1660، المستدرك للحاكم :305/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي :285/1، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: اگر امام جہری نماز میں بھول کر سورت فاتحہ کی کچھ آیات آہستہ پڑھ لے، تو یاد آنے پر کیا کرے؟

جواب: یاد آنے پر یا لقمہ دینے پر دوبارہ سورت فاتحہ اونچی آواز میں پڑھے، اس بھول پر سجدہ سہو نہیں ہے۔

سوال: کیا کسی صحابی سے نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا ثابت ہے؟

جواب: کسی صحابی سے نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا ثابت نہیں۔

سوال: منفرد شخص جہری قرأت کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے۔

❀ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات باہر تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گزرے، وہ آہستہ آواز سے قراءت کر رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو وہ اونچی آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ جب وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! میں آپ کے پاس سے گزرا، آپ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! جس ذات سے سرگوشی کر رہا تھا، اسے میں نے اپنی بات سنا دی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرا آپ کے پاس سے گزر ہوا، آپ بلند آواز سے قراءت کر رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اس سے سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! آپ اپنی آواز قدرے بلند کیجیے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ اپنی آواز کو تھوڑا سا پست کیجیے۔‘‘

(سنن أبي داوٗد : 1329، سنن التِّرمِذي : 447، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1161) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (733) نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (1/310) نے مسلم کی شرط پر ’’صحیح‘‘ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سنن ابی داوٗد کی ایک روایت (1330، وسندہٗ حسنٌ) میں ہے:

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال! میں نے آپ کو کچھ آیات ایک سورت سے اور کچھ دوسری سورت سے پڑھتے سنا ہے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا سارا کلام ہی طیب ونفیس ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ایک حصے کو دوسرے کے ساتھ ملاتا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی درست۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”مسجد میں اعتکاف کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کو دیکھا، وہ بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے کا پردہ ہٹا کر فرمایا: آپ اپنے رب سے مناجات کر رہے ہیں، ایک دوسرے کو تکلیف مت پہنچائیں، قرأت میں یا نماز میں ایک دوسرے سے آواز بلند نہ کریں۔“

(مصنّف عبد الرزّاق : 4216، مسند الإمام أحمد : 94/3، سنن أبي داوٗد : 1332، فضائل القرآن للنّسائي : 117، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1162) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (311/1) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: نماز میں مختلف پاروں سے قرأت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، قرأت میں ترتیب ضروری نہیں۔

سوال: کیا جمعہ کی نماز میں سورت جمعہ اور سورت منافقون کی قرأت مسنون ہے؟

جواب: مسنون ہے۔ (مسلم: ۸۷۷)

سوال: کیا وتر کی تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت ملانی چاہیے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتروں کی پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص کی تلاوت فرماتے تھے۔

(مسند الإمام أحمد : 406/3، سنن النّسائي : 1734، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 392/1، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے آہستہ آمین ثابت ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): کسی صحیح ثابت حدیث میں رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی سے آہستہ آمین کہنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی تمام روایات غیر ثابت اور ضعیف ہیں۔ اس کے برعکس اونچی آمین پر کئی احادیث اور آثار صحابہ دلالت کناں ہیں۔

❀ اسحاق کوسج رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا؟

"کیا آمین اونچی کہی جائے گی؟ فرمایا: جی ہاں، اللہ کی قسم امام و مقتدی آمین اونچی کہیں گے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی کہی کہتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: اونچی آمین نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر جائے، یہ امام پر زیادہ لازم ہوتی ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ اتنی اونچی کہے کہ کم از کم قریب والے سن لیں، اگر صف کے آخر تک سنا دے، تو کیا بات ہے! حتی کہ مردوں کے پیچھے کھڑی عورتوں کو بھی سنا دے۔ لوگ چھوڑ بھی دیں کوئی امام یا مقتدی اس سنت کو نہ چھوڑے۔ شرم محسوس کر کے یا کسی خوف سے یا کسی مجبوری کے ڈر سے بھی نہ چھوڑے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتے۔"

(مسائل أحمد وإسحاق بن راهويه برواية الكوسج: 138/1)

(سوال): شرمگاہ کو ہاتھ لگ گیا، درمیان میں کپڑا حائل نہیں تھا، تو وضو کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اس صورت میں وضو مستحب ہے، واجب نہیں۔

(سوال): نماز میں چھینک آئی اور ناک سے نزلہ نکل آیا، کیا حکم ہے؟

(جواب): کوئی حرج نہیں، نماز جاری رکھے۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اپنے محلّہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسرے محلّہ کی مسجد میں جانا کیسا ہے؟

جواب: جایا جا سکتا ہے۔

سوال: سختی بیماری کی صورت میں جماعت ترک کرنا کیسا ہے؟

جواب: بیماری عذر شرعی ہے، اس صورت میں جماعت ترک کی جا سکتی ہے، گھر میں ہی بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھ لے۔ شریعت نے بیماری کی کوئی حد مقرر نہیں کی، یہ معاملہ ایمان پر چھوڑا ہے۔

سوال: کیا فرض نماز بیوی کے ساتھ با جماعت پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: اگر بوجہ مسجد کی جماعت میں شامل ہونا ممکن نہ ہو، تو گھر میں بیوی کے ساتھ فرض نماز کی جماعت کرائی جا سکتی ہے۔ اس صورت میں بیوی خاوند کے پیچھے اکیلی کھڑی ہو گی، وہ اکیلی صف متصور ہو گی۔

سوال: ایک شخص کو بیماری ہے کہ اس کے منہ سے سخت بدبو آتی ہے، کیا اس کے لیے جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے؟

جواب: جس شخص کے منہ سے اتنی سخت بدبو آتی ہو کہ ساتھ کھڑے ہونے والے اذیت محسوس کریں، تو اسے چاہیے کہ علاج معالجہ کرے، تب تک اس کے لیے جماعت ترک کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا جماعت میں شامل ہونا واجب ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): راجح یہی ہے کہ جماعت میں شامل ہونا واجب ہے، بلا عذر جماعت ترک کرنے والا شخص گناہ گار ہے۔ ترک جماعت پر وعید سنائی گئی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا ہے کہ لکڑی اکٹھی کرنے کا حکم دوں اور انہیں جلا دیا جائے، پھر میں نماز کے لیے کہوں، اذان کہی جائے، پھر میں کسی شخص کو امامت کرانے کے لیے کہوں اور میں ان مردوں کا پیچھا کروں (جو جماعت میں شامل نہیں ہوئے) میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں ......۔''

(صحيح البخاري : 644، صحيح مسلم :651)

(سوال): صحیح العقیدہ مسلمانوں کی مسجد گھر کے ساتھ ہے، پھر بھی مسلسل مسجد کی جماعت ترک کر کے گھر میں جماعت کرائی جاتی ہے، کیا حکم ہے؟

(جواب): جماعت میں شامل ہونا واجب ہے، بلا وجہ مسجد کی جماعت ترک کرنا ناجائز ہے۔ البتہ اگر کچھ لوگ مسجد کی جماعت چھوڑ کر اپنی جماعت کراتے ہیں، تو باوجود گناہ گار ہونے کے ان کی نماز ہو جائے گی۔

(سوال): کتنے مقتدی ہوں، تو جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے؟

(جواب): ایک مقتدی بھی ہو، تو جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے، البتہ جتنے مقتدی زیادہ ہوں گے، اتنا ثواب زیادہ ہوگا۔

(سوال): مقتدی امام سے کتنے فاصلے پر کھڑے ہوں؟

(جواب): اتنا فاصلہ ہو، کہ بآسانی سجدہ ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مسلمان بھنگی جماعت میں شامل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر حالت نشہ میں نہیں ہے، تو ہوسکتا ہے۔

سوال: جس شخص کو متعدی مرض لاحق ہے، کیا وہ جماعت ترک کرسکتا ہے؟

جواب: اس کے لیے جماعت ترک کرنا ضروری ہے۔

سوال: اگر مقتدی صرف نابالغ بچے ہوں، تو جماعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب بچے کی امامت جائز ہے، تو اس کا مقتدی ہونا بالاولیٰ جائز ہے۔

سوال: علم دین سیکھنے میں مشغول ہے، کیا جماعت ترک کرسکتا ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ علم دین سیکھنے کا مقصد بھی دین پر عمل کرنا اور دوسروں کو اس کی دعوت دینا ہے۔ جب خود ہی فرائض و واجبات کا تارک ہوگا، تو دوسروں کو کیا دعوت دے گا؟ اس لیے علم دین سیکھنے کے لیے جماعت ترک کرنا جائز نہیں۔

سوال: تکبیر اولی کے ساتھ جماعت میں شامل ہونے کا کیا ثواب ہے؟

جواب: اس کے خاص ثواب اور اجر کے بارے میں تو کوئی صحیح حدیث مروی نہیں ہے، جو روایات مروی ہیں، وہ ضعیف و غیر ثابت ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ جو جتنا جلدی جماعت میں شامل ہوگا، اس کا ثواب اتنا زیادہ ہوگا، بہ نسبت اس شخص کے کہ جو تکبیر اولیٰ کے بعد یا دوسری، تیسری رکعت میں شامل ہوتا ہے۔

سوال: جماعت کا وقت ہو چکا ہے، کوئی مقتدی نہیں آیا، کچھ انتظار کے بعد امام نے اکیلے نماز ادا کرلی، بعد میں کچھ مقتدی آئے، تو دوبارہ جماعت کرائی جائے؟

جواب: امام کی فرض نماز ادا ہوچکی ہے، اب اگر وہ چاہے، تو انہیں جماعت کرا سکتا ہے، مقتدیوں کی فرض نماز ہوگی اور امام کی نفل ہوجائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): جس شخص کی امامت سے فساد کا خدشہ ہو، اسے امامت سے روکنا کیسا ہے؟

(جواب): اگر تو دین میں فساد کا خدشہ ہے، تو امامت سے روکنا ضروری ہے اور اگر بعض افراد کے ذاتی فساد کا خدشہ ہے، تو صورت حال کے مطابق امام کو بھی روکا جا سکتا ہے اور مقتدیوں کو بھی۔

(سوال): جو شخص بلا عذر شرعی جان بوجھ کر جماعت سے الگ ہو کر اکیلے نماز پڑھے، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اس کی نماز ادا ہو جائے گی، مگر جماعت ترک کرنے کا گناہ ہو گا، کیونکہ جماعت میں شامل ہونا واجب ہے۔

(سوال): جو لوگ جماعت میں شامل نہیں ہوتے، ان کے گھر جلانے کا فتویٰ دینا کیسا ہے؟

(جواب): یہ فتویٰ علم پر مبنی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا تھا، وہ تہدید و وعید کے لیے فرمایا تھا، پھر آپ ﷺ نے کسی کے گھر کو جلایا بھی نہیں۔

(سوال): اگر کوئی شیعہ اہل سنت کی جماعت میں شامل ہو جائے، تو جماعت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جماعت صحیح ہے، شیعہ کے شامل ہونے سے دوسروں کی نماز میں کوئی فرق نہ آئے گا، صف کے درمیان یہ شخص ستون کے قائم مقام ہو گا۔

(سوال): ایک مسجد میں جماعت نہ مل سکے، تو کیا دوسری مسجد کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے؟

(جواب): ہو سکتا ہے۔

(سوال): باہر پڑے سامان کی حفاظت کرنے کی وجہ سے جماعت ترک کرنا کیسا ہے؟

(جواب): کبھی کبھار ایسا ہو، تو گنجائش ہے، مسلسل یا بار بار ایسا کرنا درست نہیں۔

(سوال): کیا مسجد میں نماز تراویح کی جماعت میں عورتیں شریک ہو سکتی ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: باپردہ انتظام ہو، تو ہو سکتی ہیں۔

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم فلاں کو امام مقرر کریں، بعض کہتے ہیں کہ ہم کسی اور کو امام مقرر کریں گے، اس اختلاف میں کس کو امام مقرر کیا جائے؟

جواب: انتظامیہ مسجد کو چاہیے کہ جو امامت کے زیادہ لائق ہے، اسے امام مقرر کر لے، اگر دونوں برابر حیثیت کے ہیں، تو جسے زیادہ لوگ پسند کرتے ہیں، اسے امام مقرر کر دیا جائے۔ البتہ اس صورت میں دوسرے لوگوں کو بھی اعتماد میں لینا چاہیے، ورنہ جماعت میں بے جا اختلاف وانتشار پیدا ہو جائے گا۔

سوال: مسجد کا مقرر امام موجود ہے اور مسجد میں ایک بڑے قاری اور عالم موجود ہیں، امامت کا حق کسے حاصل ہے؟

جواب: امامت کا حق دار وہی ہے، جو امام راتب ہے، خواہ مسجد میں اس سے بڑا قاری اور عالم بھی موجود ہو۔

❀ سیدنا ابوسعید رحمہ اللہ مولیٰ ابواُسَید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے شادی کی تو بہت سے صحابہ رُخصتی کی رات میرے پاس موجود تھے۔ نماز کا وقت آیا، تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں، لیکن سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا: گھر والا نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے۔ انہوں نے سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا ایسا ہی ہے؟ فرمایا: جی ہاں! ابوسعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، حالانکہ میں اس وقت غلام تھا۔“

(الأوسط لابن المنذر: 156/4، وسندهٗ صحيحٌ، مصنّف ابن أبي شيبة: 217/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اگر امام راتب اجازت دے،تو بڑا عالم بھی امامت کرا سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے مسجد میں برسوں امامت کرائی، اسی مسجد میں امامت کراتے فوت ہو گیا، کیا اس کے بیٹے امامت کا استحقاق رکھتے ہیں؟

جواب: انتظامیہ کو چاہیے کہ اگر امام کا کوئی بیٹا امامت کے لائق ہے، تو اسے امام مقرر کر دیں، ورنہ کسی اور کو امام مقرر کریں۔ صرف امام کا بیٹا ہونے سے امامت کا استحقاق نہیں ہوتا، اصل چیز اہلیت ہے۔ اہلیت ہے، تو ترجیح امام کے بیٹے کو دینی چاہیے۔

سوال: امام راتب کی اجازت کے بغیر کوئی شخص امامت کرا دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: امام راتب کی جازت کے بغیر کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا عالم یا قاری ہو، امامت نہیں کرا سکتا۔ ایسا کرنے والا گناہ گار ہے، البتہ اس صورت میں پڑھی گئی نماز ادا ہو جائے گی۔

سوال: دو میں سے ایک کو امام مقرر کرنا ہے، دونوں قرأت اور علم میں برابر ہیں، مگر ان میں سے ایک نابینا ہے، کس کو امام مقرر کیا جائے؟

جواب: اگرچہ نابینا کی امامت بلا کراہت جائز ہے، مگر جب بینا اور نابینا قرأت، علم اور دیگر شرائط امامت میں برابر ہوں، تو نابینا پر بینا کو ترجیح حاصل ہو گی، واللہ اعلم!

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں سوائے سادات کے کوئی امامت کا مستحق نہیں، یہ بات کیسی ہے؟

جواب: یہ بات سراسر غلط ہے، امامت کا استحقاق قرأت، علم اور دیگر اُمور کی بنا پر ہوتا ہے، نسب کو اس میں کچھ دخل نہیں۔ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں کتنے ہی ایسے افراد کو امام مقرر کیا گیا، جو نبی کریم ﷺ یا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان سے نہ تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا عدالت کسی قوم میں ان کی مرضی کے بغیر امام مقرر کر سکتی ہے؟

جواب: امام کے انتخاب کا حق اہل علاقہ کو حاصل ہے، عدالت یا کوئی محکمہ اہل علاقہ کی مرضی کے خلاف کسی کو زبردستی امام مقرر نہیں کر سکتا۔

سوال: کیا اذان اور امامت کا فریضہ ایک ہی شخص ادا کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے۔

سوال: جو شخص فرض نماز سے پہلے سنن مؤکدہ ادا نہ کر سکا، کیا وہ اس نماز کی امامت کرا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، کرا سکتا ہے، اس سے مقتدیوں کی نماز میں کچھ خلل نہ آئے گا۔

سوال: اگر کوئی شخص ائمہ اربعہ کو جاہل اور فاسق کہتا ہے، اس کی اقتدا میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص گمراہ ہے، امامت کے اہل نہیں۔ اسے سمجھانا چاہیے، سمجھ جائے، تو درست، ورنہ امامت سے فارغ کر دینا چاہیے۔

سوال: حلالہ کرنے والے امام کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: حلالہ زنا ہے اور زانی کو امام مقرر کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر وہ اعلانیہ توبہ کر لے اور اس میں امامت کا کوئی اور مانع سبب نہیں، تو اس کی امامت درست ہے۔

سوال: شطرنج کھیلنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شطرنج جوا ہے اور جوا حرام ہے۔ اعلانیہ فاسق کو امام مقرر نہیں کیا جا سکتا، تاوقتیکہ وہ قولی و عملی توبہ کر لے۔

سوال: بواسیر والے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: بواسیر ایک بیماری ہے، اس کی وجہ سے امامت پر کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

سوال: ایک شخص جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وہ اپنی جہالت کی وجہ سے کرتا ہے اور معلوم ہونے پر تائب ہو جاتا ہے، تو اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں اور اگر ایسا جان بوجھ کرتا ہے، یا معلوم ہونے پر بھی رجوع نہیں کرتا، تو ایسا شخص سخت گناہ گار ہے، اس کی امامت جائز نہیں۔

❀ متواتر حدیث میں ہے:

''میرے متعلق جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والا اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔''

(صحیح البخاري : 110، صحیح مسلم : 3)

سوال: جس شخص کو رعشہ کی بیماری ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

سوال: ایک امام ایسی دعوتوں میں شریک ہوتا ہے، جہاں شراب پی جاتی ہے، مگر خود نہیں پیتا، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے مجلسوں میں شریک ہونا ناجائز ہے، اگر امام توبہ کر لے، تو درست، ورنہ اسے امام بنانا درست نہیں، اس میں دین کا نقصان ہے۔

سوال: قادیانیوں کو مسلمان کہنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ امام گمراہ ہے، اس کی امامت جائز نہیں۔

سوال: کیا متنفل کی اقتدا میں مفترض نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: متنفل کی اقتدا میں مفترض کی نماز بلاشبہ جائز ہے۔ اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، فہم سلف بھی اسی کا مؤید ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرتے، پھر آ کر اپنی قوم کی امامت فرماتے۔ایک رات انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں عشا کی نماز ادا کی اور اپنی قوم کو آ کر یہی نماز پڑھائی اور سورت بقرہ کی قرأت شروع کر دی۔ ایک آدمی نماز توڑ کر پیچھے پلٹا اور اکیلے اپنی نماز ادا کر کے چلا گیا۔ دوسرے صحابہ نے کہا: اے فلاں! کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے جواباً کہا: اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے، البتہ میں یہ قصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار ضرور کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سارا دن اونٹوں کے ذریعے کھیت سیراب کرتے ہیں۔ معاذ نے آپ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی اور ہمارے پاس آ کر سورت بقرہ شروع کر دی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: معاذ! کیا آپ لوگوں کو دین سے متنفر کرتے ہیں؟ فلاں فلاں سورت پڑھا کیجیے۔''

(صحيح البخاري: 700؛ صحيح مسلم: 465، واللّفظ لهٗ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''ہمارے اصحاب (محدثین) کا اسی پر عمل ہے، جن میں امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ شامل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب ایسا آدمی فرضوں میں لوگوں کی امامت کرے، جو خود اس سے پہلے وہی نماز پڑھ چکا ہو، تو اس کی اقتدا کرنے والوں کی نماز جائز ہے۔ انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ کے قصہ والی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لی ہے۔''

(سنن التّرمِذي، تحت الحديث: 583)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ سندھی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”یہ حدیث واضح دلالت کرتی ہے کہ متنفل کی اقتدا مفترض کے لئے جائز ہے۔ گو کہ ناقص جوابات اس کے احناف نے دیئے ہیں، لیکن اس کا جواب بہت ہی مشکل ہے۔“ (حاشية السندي على النسائي : 103/2)

❁ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

يُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ، هِيَ لَهُ نَافِلَةٌ، وَلَهُمْ فَرِيْضَةٌ .

”سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو وہی نماز پڑھاتے، جو ان کے لئے نفل ہوتی اور قوم کے لئے فرض۔“

(السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 86/3، الأم للشافعي : 173/1، سنن الدّارقطني : 374/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 409/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ابن جریج رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔ دوسرے راویوں کی طرف سے ان الفاظ کا عدمِ ذکر عدمِ وجود پر دلالت نہیں کرتا، ثقہ کی زیادت بالاتفاق مقبول ہے، کیوں کہ یہ ثقات کی مخالفت نہیں ہے۔

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ ...... فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَأَخَّرُوا، وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ : فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رَكْعَاتٍ، وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ .

”ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ذات الرقاع پہنچے۔۔۔ نماز کے لئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اذان کہی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کو دو رکعت پڑھائیں، دو رکعت ادا کرنے کے بعد وہ پیچھے ہٹ گئے، اور دوسری جماعت آگے آئی، آپ ﷺ نے انہیں بھی دو رکعت پڑھائیں۔ یوں رسول اکرم ﷺ کی چار اور صحابہ کی دو دو ہوئیں۔''

(صحيح البخاري تعليقاً : 4136، صحيح مسلم موصولًا : 843)

❀ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ نے حالت خوف میں نماز ظہر ادا کی۔ ایک جماعت نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور دوسری نے دشمن کے سامنے۔ آپ نے انہیں دو رکعت پڑھائیں اور سلام پھیرا۔ وہ لوگ جو نماز ادا کر چکے تھے، جا کر دوسرے ساتھیوں کی جگہ پر کھڑے ہو گئے، پھر دوسرے آئے، انہوں نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ نے انہیں بھی دو رکعت پڑھا کر سلام پھیرا، اس طرح نبی اکرم ﷺ کی چار اور صحابہ کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ اسی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد :1248، سنن النّسائي : 1553، صحيحٌ)

❀ علامہ زیلعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عَلٰى كُلِّ حَالٍ، فَالِاسْتِدْلَالُ عَلَى الْحَنَفِيَّةِ بِحَدِيثِ جَابِرٍ صَحِيْحٌ .

''بہر حال سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے احناف کے خلاف (متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز کا) استدلال درست ہے۔''(نصب الرّاية : 57/2)

❀ علامہ سندھی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لَا يَخْفٰى أَنَّهٗ يَلْزَمُ فِيهِ اقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ قَطْعًا، وَلَمْ أَرَ لَهُمْ عَنْهُ جَوَاباً شَافِياً .

"اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ متنفل کی اقتدا میں مفترض کی نماز کا قطعی جواز اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، احناف کے پاس اس کا کوئی شافی جواب نہیں۔"

(حاشية السّندي على النسائي : 178/3، 179)

نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے فرض نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

سوال: قبروں پر غلاف چڑھانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبروں پر غلاف چڑھانا بدعت ہے، بدعتی کو امام نہیں بنانا چاہیے۔

سوال: مسجد میں زنا کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔

سوال: قاتل کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: قاتل جب تک دیت وغیرہ نہ دے یا اسے معاف نہ کردیا جائے، تب تک اس کی امامت جائز نہیں۔

سوال: اگر کسی نے امام پر چوری کا الزام لگایا، تو الزام کے صحیح یا غلط ہونے تک اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے، الزام ثابت ہوجائے، تو اسے امامت سے برخاست کردیا جائے۔

سوال: اگر کوئی عورت کہہ دے کہ فلاں امام نے میرے ساتھ زنا کیا ہے، تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک چار شرعی گواہوں سے یہ بات ثابت نہ ہوجائے، تب تک امام کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امامت جائز ہے۔محض الزام سے امامت پر کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

سوال: شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ اعلانیہ کبیرہ گناہ ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں، الا کہ توبہ کرلے۔

سوال: غیر شرعی تعویذ دینے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس شخص کی امامت جائز نہیں۔

سوال: جو شخص شریعت کی بے ادبی کرے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہرگز جائز نہیں۔

سوال: جو شخص کہے کہ نبی کریم ﷺ کو دنیا کی ہر چیز کا علم ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا غلو اور گمراہی ہے۔ اہل سنت کے اتفاقی واجماعی عقیدہ سے انحراف ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔

سوال: جس کے منہ میں دانت نہ ہوں، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جسے عاق کیا گیا ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ اسے والد نے عاق کیوں کیا ہے، اگر والدین کو ستانے اور نافرمانیوں کی وجہ سے عاق کیا ہے، تو اس کی امامت جائز نہیں اور اگر عاق کرنے کی ایسی وجہ ہے، جو بیٹے کے لیے شرعاً قابل ملامت نہیں، تو ایسے شخص کی امامت بلاکراہت جائز ہے۔ یاد رہے کہ کسی کو جائیداد سے عاق کرنا شرعاً جائز نہیں۔

سوال: اعلانیہ میوزک سننے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: میوزک سننا گناہ کبیرہ ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں، تا آنکہ اعلانیہ توبہ کرلے۔

سوال: مریض کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔(بخاری:٦٦٤، مسلم:٤١٨)

سوال: مسجد کا مال کھانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد کے مال میں خیانت کرنے والے کی امامت جائز نہیں، البتہ اگر وہ توبہ کرلے،تو جائز ہے۔

سوال: ایک شخص کی بلوغت کے بعد بھی ڈاڑھی نہیں آئی، ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔امامت کے لیے ڈاڑھی کا نکلنا شرط نہیں۔

سوال: ایک شخص پر حج فرض ہے، اسے کوئی عذر بھی نہیں ہے، مگر پھر بھی ادا نہیں کرتا،تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تہاونا ایسا کرتا ہے،تو اس کی امامت جائز نہیں اور اگر کہے کہ ارادہ ہے، مگر جانے کے لیے شوق ظاہر نہ کرے،تب بھی اسے امام مقرر کرنا مناسب نہیں۔

سوال: قدرتی طور پر چھوٹی اور بڑی ڈاڑھی والے میں امامت کے زیادہ لائق کون ہے؟

جواب: دونوں داڑھی نہیں کٹواتے،تو کسی کو بھی امامت کے لیے رکھا جا سکتا ہے، قدرتی طور پر ڈاڑھی کا لمبا یا چھوٹا ہونا باعث فضیلت یا ترجیح نہیں۔

سوال: ایک شخص عرصہ دراز سے امامت کرا رہا ہے،اب وہ وہم کا شکار ہونے لگا ہے کہ پتہ نہیں میرا وضو باقی ہے یا نہیں،تو کیا ایسے وہم کی صورت میں وہ امامت کرا سکتا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: وہم عارضہ ہے، یقین کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں، ایسا شخص امامت جاری رکھے۔

سوال: رہن والی چیز سے نفع حاصل کرنے والے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: رہن والی چیز سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں، یہ نفع حرام ہے، ایسا شخص توبہ نہ کرے، تو امامت کے لائق نہیں۔

سوال: مصحف سے دیکھ کر امامت کرانا کیسا ہے؟

جواب: نماز میں زبانی قرأت کی قدرت نہ ہو، تو قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قرأت کی جا سکتی ہے، محدثین اسے جائز سمجھتے تھے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ .

”ان کے غلام ذکوان انہیں امامت قرآن مجید سے دیکھ کر کرواتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1/ 96 تعليقاً، مصنّف ابن أبي شيبة : 2/ 337؛ كتاب المَصاحف لابن أبي داود : 797، السنن الكبرٰى للبيهقي : 2/253، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مُحَمَّدٌ لَّا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّؤُمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ .

”امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی قوم کی امامت کروائے اور قرأت قرآن مجید سے دیکھ کر کرے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام شعبہ رحمہ اللہ، بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِي الرَّجُلِ يَؤُمُّ فِي رَمَضَانَ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ، رَخَّصَ فِيهِ .

”حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ رمضان المبارک میں قرآن سے دیکھ کر قراءت کی رخصت دیتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 337/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مصحف سے دیکھ کر قرأت کرنے سے منع کرتے تھے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُّؤَمَّ النَّاسُ فِي الْمُصْحَفِ .

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں قرآن ہاتھ میں پکڑ کر امامت کروانے سے منع فرمایا۔“ (كتاب المَصاحف : 772)

سند سخت ”ضعیف“ ہے:

① نہشل بن سعید ”متروک“ اور ”کذاب“ ہے۔

(تقريب التهذيب لابن حَجَر : 7197، ميزان الاعتدال للذهبي : 275/4)

② ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

(شعب الإيمان للبَيهقي : 367/3، 187/4؛ القرائة خلفَ الإمام للبيهقي : 197؛ تفسير ابن كثير : 236/5؛ التلخيص الحبير لابن حَجَر : 21/1؛ العجائب في بَيان الأسباب لابن حجر، ص : 104)

سوال: کیا حمل میں فوت ہونے والی عورت شہیدہ ہے؟

جواب: دوران حمل فوت ہونے والی عورت شہیدہ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نیت کے مطابق اجر دیتا ہے، آپ شہادت کسے سمجھتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے: میدان جہاد میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میدان قتال کے علاوہ بھی سات اسبابِ شہادت ہیں۔ ① مرض طاعون میں مبتلا ہو کر جان کی بازی ہار جانے والا ② ڈوب کر مرنے والا ③ نمونیا سے جاں بحق ہونے والا ④ پیٹ کی بیماری سے جان کی بازی ہار جانے والا ⑤ جل کر ہلاک ہونے والا ⑥ دب کر دم توڑ دینے والا ⑦ حمل سے فوت ہو جانے والی خاتون۔''

(موطّأ مالك: 233/1، سنن أبي داوٗد: 3111، سنن النسائي: 1846، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۱۸۹) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۵۰۳/۱) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: ایک امام نماز میں بہت لمبی قرأت کرتا ہے، باوجود مقتدیوں کے کہنے کے باز نہیں آتا، شریعت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: جماعت میں تخفیف کرنی چاہیے، کہ اقتدا میں بیمار، کمزور اور حاجت مند افراد ہوتے ہیں۔ جو شخص باوجود مقتدیوں کے کہنے کے قرأت لمبی کرتا ہے، اس کے بارے میں یہ حدیث ملاحظہ ہو:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرتے، پھر آ کر اپنی قوم کی امامت فرماتے۔ ایک رات انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں عشا کی نماز ادا کی اور اپنی قوم کو آ کر یہی نماز پڑھائی اور سورت بقرہ کی قرأت شروع کر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

دی۔ ایک آدمی نماز توڑ کر پیچھے پلٹا اور اکیلے اپنی نماز ادا کر کے چلا گیا۔ دوسرے صحابہ نے کہا: اے فلاں! کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے جواباً کہا: اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے، البتہ میں یہ قصہ نبی اکرم ﷺ کے گوش گزار ضرور کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم سارا دن اونٹوں کے ذریعے کھیت سیراب کرتے ہیں۔ معاذ نے آپ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی اور ہمارے پاس آ کر سورت بقرہ شروع کر دی۔ رسول اکرم ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا .

''اے معاذ! کیا آپ لوگوں کو دین سے متنفر کرتے ہیں؟ فلاں فلاں سورت پڑھا کیجیے۔''

(صحيح البخاري : 700؛ صحيح مسلم : 465، واللّفظ لهٗ)

سوال: سودی کاروبار میں ملازمت کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ اگر ملازمت ترک کر کے توبہ کر لے، تو جائز ہے۔

سوال: یونیورسٹی کی مسجد میں ایک گمراہ انسان امام ہے، باہر قریب کوئی مسجد نہیں ہے، جماعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: گمراہ کی اقتدا میں نماز جائز نہیں، اگر کسی صحیح العقیدہ مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا ممکن نہ ہو، تو اکیلے ہی نماز پڑھ لی جائے۔

سوال: جو شخص مسلمانوں کو کافر کہتا ہو، اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص اگر جہالت کی بنا پر کہہ رہا ہے، تو اس پر اتمام حجت کرنا چاہیے، سمجھ جائے تو درست، ورنہ اسے امامت سے فارغ کر دیا جائے، یہ شخص تکفیری فکر کا حامل ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئی لوگوں کی فکری تباہی کا باعث بنے گا۔

سوال: جس پر خائن ہونے کا شبہ ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک خیانت ثابت نہیں ہوتی، امامت بلا کراہت جائز ہے۔

سوال: شراب پینے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص لائق امامت نہیں، اسے فارغ کر دینا چاہیے۔

سوال: جس شخص کی بیوی زانیہ ہے، وہ اسے طلاق بھی نہیں دیتا، تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: زانیہ اگر زنا سے توبہ نہیں کرتی، تو اسے اپنے عقد میں نہیں رکھنا چاہیے، بہر کیف ایسے شخص کو امام مقرر نہیں کرنا چاہیے کہ اس میں دین کا نقصان ہے، البتہ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے۔

سوال: ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی دنیاوی غرض کے لیے رافضی سے کر دی، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس شخص میں دینی حمیت نہیں ہے، اس لیے امامت کے اہل نہیں۔

سوال: روایت: ''گناہ سے توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کی طرح ہو جاتا ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ حدیث سنن ابن ماجہ (۴۲۵۰) میں آتی ہے، اس کی سند ضعیف ہے۔ ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں۔

سوال: کوئی شخص کہے کہ میں فلاں تاریخ سے پہلے پہلے مر جاؤں گا، مگر وہ نہ مرے، تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس غیب کا علم ہے، جس کی بنا پر اس نے اپنی موت کی خبر دی، تو وہ سخت گمراہ بلکہ اہل علم نے اسے کافر کہا ہے، اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ اور اگر وہ یہ دعویٰ اپنی صحت اور تجربہ کی بنا پر کرے یا ایسے ہی اٹکل پچو لگائے، تو کوئی حرج نہیں، اس کی امامت درست ہے، واللہ اعلم!

سوال: والدہ کو مارنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: والدہ کو مارنا کبیرہ گناہ ہے، اگر ایسے شخص توبہ نہ کرے، تو اس کی امامت جائز نہیں۔

سوال: نماز فجر چھوڑنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: روافض کی نماز جنازہ پڑھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص جانتے بوجھتے روافض کا جنازہ پڑھتا ہے اور جنازہ پڑھنے کو جائز سمجھتا ہے، وہ سخت گمراہ ہے، اس کی امامت جائز نہیں۔

سوال: نومسلم کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگرچہ نومسلم کی امامت جائز ہے، مگر جب تک وہ اسلام خصوصا نماز کے بنیادی مسائل سے آگاہ نہ ہو جائے، اسے امام مقرر نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: افیون استعمال کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: افیون حرام ہے اور حرام کا استعمال کبیرہ گناہ ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں، تاوقتیکہ وہ توبہ کر لے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: غلط قرآن پڑھنے والے کو امام بنانا کیسا ہے؟

جواب: نہیں بنانا چاہیے۔

سوال: متعہ کو جائز کہنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: متعہ باتفاق اہل علم حرام ہے، اسے حلال کہنے والے کی امامت جائز نہیں۔

سوال: ناظرہ خواں نماز پڑھا رہا ہے، بعد میں عالم نماز میں شریک ہوا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: عالم کا ناظرہ خواں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال: گورنمنٹ کی پنشن لینے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ریٹائرمنٹ کے بعد جو گورنمنٹ کی طرف سے پنشن ملتی ہے، وہ لینا جائز اور صحیح ہے، ایسے شخص کی امامت درست ہے۔

سوال: امام کا ثناء چھوڑنا کیسا ہے؟

جواب: خلاف سنت ہے، البتہ نماز ہو جائے گی۔

سوال: ایک شخص کی بیوی حافظہ ہے، کیا وہ تراویح اپنی بیوی کی اقتدا میں ادا کر سکتا ہے؟

جواب: عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی، نہ فرض میں، نہ نفل میں۔ اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔

سوال: عنین کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: عنین (نامرد) کی امامت جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: گالی بکنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: گالی دینا اعلانیہ کبیرہ گناہ ہے، ایسا شخص توبہ کر لے، تو درست، ورنہ اسے امامت سے برخاست کر دیا جائے۔

سوال: جو شخص سجدہ پر قدرت نہ رکھتا ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جائیداد سے عاق کرنے والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائیداد سے عاق کرنا جائز نہیں، یہ وارث کی حق تلفی ہے، جو کبیرہ گناہ ہے۔ ایسے شخص کو سمجھایا جائے گا، مان جائے، تو درست، ورنہ امامت سے روک دینا چاہیے۔

سوال: اپنی بیوی کو بدچلن ہونے کی وجہ سے قتل کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اسے قتل کرنا سنگین گناہ ہے، ایسا شخص جب تک وارثوں کو دیت ادا نہیں کرتا یا اسے معاف نہیں کر دیا جاتا، امامت کے لائق نہیں۔

سوال: دوکاندار جو مردوں اور خواتین سے لین دین کرتا ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی امامت جائز ہے۔

سوال: موچی اور غسال کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: موچی اور غسال (جو میت کو غسل دیتا ہو) کی امامت جائز ہے۔

سوال: علماء کے اجماعی فیصلے کو رد کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک وقت کے علما کا اجماع حجت ہے، اسے نہ ماننا کبیرہ گناہ ہے، ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے۔

سوال: ختنہ کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے۔

سوال: انگریز کی مخالفت کو گناہ سمجھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس مخالفت کی بنیاد دین پر ہے، تو ایسا شخص لائق امامت نہیں۔

سوال: جو شخص شرابی کے مکان پر رہتا ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک اس کے عمل میں شریک نہ ہو، اس کی امامت جائز ہے۔

سوال: شرک و بدعت کے حامی کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اسے امام بنانا جائز نہیں۔

سوال: جس کا ایک بازو کٹا ہوا ہو، اسے امام بنانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جو شخص دو نمازیں ایک مسجد میں اور تین نمازیں دوسری مسجد میں پڑھائے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ننگے سر امامت کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، نماز میں سر ڈھانپنا واجبات یا مستحبات میں سے نہیں۔

سوال: جو شخص بیوی کو چھوڑ دے، نہ طلاق دے اور نہ اس کی خبر گیری کرے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بیوی کو معلق رکھنا ناجائز ہے اور کبیرہ گناہ ہے، ایسا شخص توبہ نہ کرے، تو اسے امامت سے فارغ کر دیا جائے۔

سوال: کم تولنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: کم تولنا حرام خوری ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔

سوال: ہیجڑے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہیجڑا اگر مردوں کے مشابہ ہے اور اس میں امامت کی شرائط پوری ہیں، تو اسے امام بنایا جا سکتا ہے۔

سوال: منکرین حدیث کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

سوال: جو شخص بعد از وفات اولیاء کی حیات دنیوی کا قائل ہو اور ان سے مدد مانگنا جائز سمجھتا ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اولیاء کو وفات کے بعد زندہ ماننا اور ان سے مدد طلب کرنا شرک ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔

❀ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ (۱۱۲۰ھ) لکھتے ہیں:

”جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے علاوہ نبی، ولی، روح یا کسی اور ہستی کو مصیبت دور کرنے اور حاجت پوری کرنے کا اختیار ہے، تو وہ جہالت کی خطرناک وادی میں واقع ہو گیا ہے اور وہ جہنم کے دھانے پر کھڑا ہے۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ اولیائے کرام (حاجب روائی) اپنی کرامات کے ذریعہ کرتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ اللہ کے ولیوں کو ایسے مقام پر سمجھا جائے اور ان سے یہ گمان رکھا جائے کہ وہ کرامت کے ذریعے لوگوں کی تکلیفیں دور کرتے اور ان کو فائدہ پہنچاتے ہیں، یہ تو بتوں کے پجاریوں کا عقیدہ ہوا کرتا تھا، جیسا کہ اللہ کریم ان کا یہ جملہ نقل فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿هٰٓؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ''یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔''

اسی طرح ان کا ایک اور جملہ یوں نقل کیا: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ ''ہم ان کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔''

(سيف الله على من كذب على أولياء الله، ص 48)

نیز فرماتے ہیں:

''جو اہل ایمان ہیں، ان سے مصیبت کو اللہ کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں، اسی سے منفعت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جس کی حیثیت نفع پہنچانے اور تکلیف دور کرنے والے کی نہیں، اس سے مدد طلب کرنے کے لئے اس کا ذکر کرنا اللہ کے ساتھ شرک بن جاتا ہے۔ چاہے وہ نبی ہو، فرشتہ ہو یا ولی ہو یا کوئی دوسرا ہو، کیونکہ اللہ کے سوا تکلیف دور کرنے پر اور نفع دینے پر کوئی قادر نہیں ہے۔''

(سيف الله على من كذب على أولياء الله، ص 48)

سوال: جھوٹ بولنے والے گھڑی ساز کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی امامت جائز نہیں۔

سوال: قادیانی سے تعلق رکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص کو تنبیہ کی جائے، مان لے، تو درست، ورنہ امامت سے برطرف کر دیا جائے۔

سوال: بہرہ کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہرے کی امامت درست ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جس کی وجہ سے جماعت میں گروہ بندی پیدا ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اسے امامت سے فارغ کردینا چاہیے۔

سوال: جسے پیشاب کا شبہ ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شبہ اور وہم سے کچھ بھی حرج واقع نہیں ہوتا۔

سوال: قرآن کو مخلوق کہنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس پر قرآن، احادیث، فہم سلف اور اجماع امت دلالت کناں ہیں، اس اجماعی واتفاقی مسئلہ کے مخالف رائے رکھنے والا کو امامت کا حق حاصل نہیں، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

سوال: جو کہے کہ بوقت معراج نبی کریم ﷺ کا جسم اللہ تعالیٰ سے متصل ہو گیا تھا، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص گمراہ محض ہے، اس کی امامت جائز نہیں۔

سوال: تصویر و پتلہ بنانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: تصویر اور پتلہ بنانا کبیرہ گناہ ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔

سوال: نماز میں اونگھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اونگھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، ایسے شخص کی امامت جائز ہے۔

سوال: غیر اللہ کے لیے سجدہ کے قائل کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ کے لیے سجدہ تعظیم کا قائل ہو، تو یہ سنگین کبیرہ گناہ ہے، اس کی امامت جائز نہیں اور اگر سجدہ تعبدی کا غیر اللہ کے لیے جواز مانتا ہو، تو وہ کافر ہے۔

سوال: جس نے بچپن میں طوائف کے یہاں پرورش پائی ہو، اس کی امامت کا کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تکبیرات انتقال میں سے کچھ تکبیرات پر جہر نہیں کیا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سہو کی وجہ سے ایسا ہوا، تو کوئی حرج نہیں، نماز ہو جائے گی، اس پر سجدہ سہو ہے۔

سوال: مسجد کی بے ادبی کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مساجد شعائر اللہ ہیں، ان کی تعظیم واجب ہے، جو ان کی بے ادبی کرتا ہے، اس کی امامت جائز نہیں۔

سوال: علمائے حق کے خلاف بدزبانی کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: علمائے حق کے خلاف بدزبانی کرنا کبیرہ گناہ ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں، یہ کبھی بھی دین کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

سوال: اگر کوئی زانی زنا سے تائب ہو جائے، تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مقتدی راضی ہیں، تو جائز ہے۔

سوال: سن رسیدہ کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: چغل خور کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: چغل خوری کبیرہ گناہ ہے، ایسے شخص کو توبہ کرنی چاہیے، ورنہ اسے امامت سے برخاست کر دینا چاہیے۔

سوال: جو شخص کسی بے گناہ کو مارنے کی دھمکی دے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: انگلی کٹے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

سوال: ظالم کے لیے دعائے خیر کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ظالم کے ظلم کو بڑھاوا دینے کے لیے ایسا کرتا ہے، تو ایسے شخص کی امامت جائز نہیں، یہ ظلم پر تعاون ہے اور ظلم پر تعاون کبیرہ گناہ ہے۔

سوال: جو میت کو جلانا جائز سمجھے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔ میت کو جلانا اسلامی طریقہ نہیں۔ یہ مردوں کی بے ادبی اور توہین ہے، جو کہ کبیرہ گناہ ہے۔

سوال: جو شخص اپنی داڑھی کے سفید بال اکھڑوادے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کرنا درست نہیں، البتہ اس کی امامت درست ہے، اسے چاہیے کہ سفید بال اکھڑوانے کے بجائے بالوں کی سفیدی کو چھپانے کے لیے خضاب استعمال کرے۔

سوال: جس کے زخم سے پیپ آتی ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی امامت جائز ہے، پیپ آنے سے وضو یا نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

سوال: مصنوعی دانت لگوانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

سوال: ظلم سے بچنے کے لیے جو جھوٹ بولے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض صورتوں میں ظلم سے بچنے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے، لہٰذا اس کی وجہ سے امامت پر حرج واقع نہیں ہوتا۔

سوال: جس کی ٹانگیں کٹی ہوئی ہوں، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے۔

سوال: مصنوعی ٹانگوں والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جلق (مشت زنی) والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جلق کبیرہ گناہ ہے، اس کی امامت جائز نہیں، تاوقتیکہ کہ توبہ صادقہ کر لے۔

سوال: قادیانی کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: قادیانی مرتد کافر ہیں، ان کی امامت تو کجا، کوئی عمل معتبر نہیں، ان کے پیچھے پڑھی گئی نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

سوال: قوالی کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: قوالی اعلانیہ کبیرہ گناہ ہے، قوال کی امامت جائز نہیں۔

سوال: کرتب کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے۔ امامت خیار لوگوں کو سونپنی چاہیے۔

سوال: تعزیہ پرست کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے بدعتی کی امامت جائز نہیں۔

سوال: سید کی موجودگی میں کسی اور کو امام بنایا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، بنایا جا سکتا ہے۔

سوال: جو چڑھاوے کی چیز استعمال کرتا ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ کے نام پر چڑھاوا یا نیاز شرک ہے، اس چڑھاوے والی چیز کو استعمال کرنا جائز نہیں، لہٰذا ایسا شخص لائق امامت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: افیون اور افیم فروش کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: افیون اور افیم حرام ہیں اور حرام کی خرید وفروخت بھی حرام ہے، ایسے شخص کی امامت درست نہیں، تا آنکہ وہ توبہ کرلے۔

سوال: قمار باز کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: قمار یعنی جوا کھیلنا حرام ہے، قمار باز (جواری) کی امامت درست نہیں، تاوقتیکہ توبہ کرلے۔

سوال: لوطی کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: لواطت سنگین جرم اور زنا ہے، اس کی سزا قتل ہے۔ ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔

سوال: جو عورتوں کو بے حیائی کی تلقین کرے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے بے حیا کی امامت جائز نہیں۔

سوال: سیونگ اکاؤنٹ میں رقم رکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سود خور ہے، تو اس کی امامت ناجائز ہے۔

سوال: بغیر عمامہ امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جو شخص خلفائے ثلاثہ کو جاہل کہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: امامت تو کجا، اس کے ایمان کا یقین نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے جاہل کو فی الفور امامت سے برطرف کردینا چاہیے۔

سوال: میلوں میں شریک ہونے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر میلوں میں حرام اُمور کا ارتکاب کیا جاتا ہو، تو ان میلوں میں شرکت کرنے والے کو امام نہیں بنانا چاہیے، تا آنکہ تائب ہو جائے۔

سوال: کرسمس ڈے کی مبارکباد دینے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کرسمس ڈے کی مبارکباد دینا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، ایسا شخص امامت کا اہل نہیں، اس کے دل میں اسلام کی حمیت اور غیرت نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''کفار کی عیدوں میں ان کی ریس کرنا جائز نہیں، لہٰذا کسی مسلمان کا بھی ان (رسومات) میں تعاون نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اسے منع کیا جائے۔ جس نے کفار کی عیدوں میں کسی خلافِ معمول دعوت کا اہتمام کیا، اس کی دعوت قبول نہیں کی جائے گی۔ جس مسلمان نے ان عیدوں میں کسی کو خلافِ معمول تحفہ دیا، وہ تحفہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ خصوصاً جب وہ تحفہ ان کے ساتھ مشابہت کا عکاس ہو۔ نہ ہی کسی ایسے کھانے یا لباس وغیرہ کی خرید وفروخت جائز ہے، جو اس عید میں ان کی مشابہت کے لیے معاون ثابت ہو، کیوں کہ یہ گناہ میں تعاون ہے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم: 2/519)

❁ علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) سے پوچھا گیا:

''کیا کفار کو کرسمس ڈے کی ''مبارک باد'' دی جا سکتی ہے؟ اگر وہ ہمیں مبارک باد دیں، تو ہم جواباً انہیں کیا کہیں؟ کیا ان کی مجالسِ میلاد میں شرکت کی جا سکتی ہے؟ کیا غیر ارادی طور پر مذکورہ امور میں کوئی کام کرنا جائز ہے؟ معاملہ شناسی،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ظاہری وضع داری، حرج دور کرنے یا کسی اور مصلحت کے پیشِ نظر ایسا کرنا کیسا ہے؟ آیا اس مسئلہ میں ان کی مشابہت جائز ہے؟

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ نے جواب دیا:

کفار کو کرسمس یا کسی اور عید کی ''مبارک باد'' دینا بالاتفاق حرام ہے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام علامہ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ (احکام اہل الذمۃ: ۱/۴۴۱) فرماتے ہیں:

''کفار کو ان کے مخصوص شعار پر ''مبارک باد'' دینا بالاتفاق حرام ہے۔ مثلاً انہیں عید اور روزوں کے موقع پر ''عید مبارک'' یا ''یہ عید مبارک ہو'' کہنا۔ اس جیسے الفاظ کہنے والے کافر نہیں تو حرام کا مرتکب ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے اسے صلیب پر سجدہ کرنے پر ''مبارک باد'' دے رہا ہے۔ بلکہ اللہ کے ہاں یہ تو شراب نوشی، قتل اور زنا جیسے جرائم پر مبارک باد دینے سے بھی بڑا جرم اور گناہ ہے۔ کئی دین کے بے قدرے اس جرم کا شکار ہو گئے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ یہ کس قدر قبیح حرکت ہے۔ یاد رہے کہ کفر، بدعت یا کسی اور گناہ پر ''مبارک باد'' دینے والا اللہ کے غضب اور ناراضی کا قصد کر رہا ہے۔'' علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کو ان کی مذہبی عیدوں کی 'مبارک باد' دینا حرام ہے، کیوں کہ اگرچہ وہ اس عید پر دل سے راضی نہیں ہے، لیکن 'مبارک باد' دینے سے بالواسطہ راضی ہونا اور اقرار کرنا لازم آتا ہے۔ مسلمان کے لیے کفار کے شعار پر خوش ہونا یا دوسروں کو 'مبارک باد' دینا حرام ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

''اگر تم بھی کفر پر اتر آؤ، اللہ کو پھر بھی کسی کی پرواہ نہیں، پر اللہ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا۔ شکر گزاری تمہارے لیے پسند کرتا ہے۔'' نیز فرمانِ الٰہی ہے: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ ''آج میں نے تمہارے دین کو پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا ہے اور اسلام کو تمہارے لیے بطور دین پسند کر لیا ہے۔'' کافر مسلمان کا شراکت دار ہو یا نہ ہو، ہر دو صورت انہیں ''مبارک باد'' دینا حرام ہے۔

کفار اپنی عید پر ہمیں ''مبارک باد'' دیں، تو ہم جواباً کچھ نہیں کہیں گے، کیوں کہ ایک تو یہ ہماری عید نہیں ہے دوسرے یہ کہ یہ عید، اللہ کو پسند نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ یا تو یہ عید ان کی بدعی عید ہوگی یا مذہبی، جسے دین اسلام نے منسوخ کر دیا۔ جس کی بابت ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ ''جو اسلام کے علاوہ کسی اور کو دین بنائے گا، اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا اور آخرت میں خائب و خاسر ہوگا۔'' مسلمان کے لیے کفار کی عید کے موقع پر دعوت قبول کرنا حرام ہے۔ یہ تو انہیں ''مبارک باد'' دینے سے بڑا گناہ ہے، کیوں اس سے ان کی بدعت میں شراکت لازم آتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے لیے کفار کی مشابہت میں اس موقع پر محفل میلاد کا انعقاد، تحائف کا تبادلہ، شیرینی تقسیم کرنا، رنگ برنگے کھانے بنانا، کاروبار بند کر دینا یا کوئی اور معمول سے ہٹ کر حرکت کرنا بھی حرام ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ اسی میں سے ہوگا۔'' شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب (اقتضاء الصّراط المستقیم : ١/٥٤٦) میں فرماتے ہیں: ''کفار کی کسی بھی عید میں ان کی مشابہت انہیں دلی خوشی فراہم کرتی ہے۔ جب کہ وہ باطل پرست ہیں۔ بسا اوقات تو انہیں اس سے موقع پرستی اور کمزوروں کو اپنی چنگل میں لے لینے کی امیدیں لگ جاتی ہیں۔'' مذکورہ کاموں میں کوئی بھی کام کرنے والا گناہ گار ہے، چاہے ایسا وہ چاہتے ہوئے کرے یا نا چاہتے ہوئے، وضع داری اور لحاظ کرتے ہوئے کرے یا کسی اور وجہ سے۔ کیوں کہ یہ واضح طور پر دین کو کمزور کرنے، کفار کی قوتِ قلبی اور انہیں اپنے دین پر فخر کرنے کا موقع دینے کی سازش ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو غلبۂ اسلام عطا فرمائے، اسی پر کاربند رکھے اور کافروں کے مقابلے میں مدد فرمائے۔ بلاشبہ وہ قوی اور غالب ہے۔''

(فتاویٰ العقیدۃ، ص 246-248، مجموع فتاویٰ ورسائل العثیمین : 3/44-46)

سوال: استاذ کی موجودگی میں شاگرد کا امامت کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: فقیر کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جس کی بیوی شیعہ ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وہ اپنی بیوی کو دعوت دیتا ہے اور اس کی گمراہی میں شریک نہیں ہوتا، تو اس کی امامت جائز ہے۔

سوال: سودی قرض لینے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: سودی لین دین کرنے والے کو امام نہیں بنانا چاہیے۔

سوال: فحش گوکی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص کو امامت جیسے منصب پر فائز نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: ہندووانہ تہذیب اختیار کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت سے متصادم ہو، تو امامت جائز نہیں۔

سوال: والد کے قرض پر مجبوراً سود ادا کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ شخص مجبور ہے، اس کی امامت جائز ہے۔

سوال: جھوٹ سے توبہ کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔ توبہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

سوال: انگریز کے ملازم کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر غیر شرعی اُمور میں ملازمت نہ ہو، تو اس کی امامت جائز ہے۔

سوال: اولیاء اللہ کو کافر کہنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: حقیقی صحیح العقیدہ اولیاء سے دشمنی رکھنے والا اللہ کا دشمن ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔

سوال: سگریٹ نوشی کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: سگریٹ نوشی جائز نہیں، ایسے شخص کو امام مقرر نہیں کرنا چاہیے، امامت خیار لوگوں کو سونپنی چاہیے۔

سوال: جو اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستوی نہ مانے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ کا عرش پر مستوی ہونا قرآن، احادیث متواترہ، آثار صحابہ، اجماع

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امت اور فطرت کے دلائل سے ثابت ہے۔ اس کا منکر امامت کے لائق نہیں، اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

✿ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ آسمانوں پر بلند ہے۔ اسی طرح خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی بتایا ہے۔ اس پر اہل علم صحابہ کرام اور فقہا کا اجماع ہے۔ اس بابت اتنی احادیث بیان ہوئی ہیں کہ ان سے علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں کو جمع کر دیا ہے۔ اسے تمام مخلوقات کی فطرت کا حصہ بنا دیا ہے۔ دیکھئے! سب مصیبت کے وقت نظریں آسمان کی جانب جماتے ہیں اور دعا کے وقت اسی سمت ہاتھ بلند کرتے ہیں، اپنے رب کی طرف سے خوش حالی کا انتظار کرتے ہیں اور زبانوں سے یہی پکارتے ہیں۔ اس کا انکار وہی کرسکتا ہے، جو غالی بدعتی ہو یا ایسے شخص کی تقلید اور ضلالت پر پیروی کے فتنے کا شکار ہو چکا ہو۔''

(إثبات صفة العُلُوِّ، ص 63)

سوال: عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو ''غوث'' سمجھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بدعتی کی امامت جائز نہیں۔

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

''شرک کی قسموں میں سے ایک تو مردوں سے حاجات طلب کرنا ہے، ان سے استغاثہ کرنا اور ان کی طرف توجہ کرنا ہے۔ دنیا میں شرک کی اصل یہی ہے۔ کیونکہ میت کا عمل منقطع ہو چکا ہے، تو وہ اپنے نفس کے لئے نفع ونقصان کی مالک نہیں ہوتی، کجا وہ اس کو نفع ونقصان دے، جو اس سے مانگ رہا ہے یا اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سے سوال کر رہا ہے کہ وہ اللہ سے اس کے لئے شفاعت طلب کرے، تو یہ کام وہ جہالت کی وجہ سے کرتا ہے، اسے نہیں معلوم کہ شفاعت کون کرتا ہے اور کس سے کی جاتی ہے۔"

(مَدارِ ج السّالکین :1/346)

سوال: جھینگا کھانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جھینگا حلال ہے۔ جھینگا کھانے والے کی امامت جائز ہے۔

سوال: جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: محرم میں سوگ منانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے بدعتی کی امامت درست نہیں۔

سوال: جو حق کی تبلیغ سے روکے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: مستور الحال کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ظاہر کے لحاظ سے فیصلہ کریں گے، ظاہری طور پر پارسا ہے، تو امامت جائز ہے، تا آنکہ اس میں کوئی قباحت ظاہر ہو جائے۔

سوال: زکوٰۃ لینے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے، تو اس کی امامت جائز ہے اور اگر زکوٰۃ کا مستحق نہیں، مگر پھر بھی کھاتا ہے، تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، اس کی امامت جائز نہیں، یہاں تک کہ توبہ کر لے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سوال: قیدی کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جو کہے کہ نبی کریم ﷺ کی روح دنیا میں گھومتی پھرتی ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص گمراہ ہے، اس کی امامت جائز نہیں۔

سوال: غیر محرم عورتوں سے میل جول رکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: امامت خیار لوگوں کے سپرد کرنی چاہیے۔

سوال: وکیل جو جھوٹے مقدمات لڑتا ہے، کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جھوٹے اور ظلم پر تعاون کرنے والے کو امام بنانا جائز نہیں۔

سوال: جو مسائل نماز سے واقف نہ ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو نماز کے بنیادی مسائل سے واقف نہ ہو، اسے امام نہیں بنانا چاہیے۔

سوال: تکفیری کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہرگز جائز نہیں۔

سوال: خارجی کو امام بنانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: چوری کے جانور ذبح کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: فیشن ایبل شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر فیشن غیر شرعی نہ ہو، تو امامت جائز ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: قدرتی طور پر گنجے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جو مرثیہ پڑھتا ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: تارک جماعت کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جماعت ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے، اس پر استمرار کرنے والے کی امامت جائز نہیں۔

سوال: جس کے پاؤں میں کجی ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: سودی کاغذات اجرت پر لکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: سود لینے، دینے والا، سود کی لکھت پڑھت کرنے والا اور اس پر گواہ بننے والا ملعون ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔“

(صحیح مسلم : 1598)

ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔

سوال: امام اگر کسی کی اقتدا کی نیت نہ بھی کرے، تو کیا مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: ہو جاتی ہے۔ (بخاری: ۱۳۸، مسلم: ۷۶۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: جو عیدین میں باجے گانے کے ساتھ جاتا ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: اگر امام قربانی کی قیمت کے لالچ میں قصدا غلط مسئلہ بتائے، تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی امامت جائز نہیں، تا آنکہ تائب ہو جائے۔

سوال: دیوث کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: دیوث امامت کے لائق نہیں۔

سوال: نماز میں ہلنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو جائے گی، البتہ امام کو ہلنے والی عادت ترک کرنی چاہیے۔

سوال: جسے ہوا خارج ہونے کا مرض ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص امامت کرا سکتا ہے۔ اسے چاہیے کہ ہر نماز کے لیے الگ وضو کرے اور اگر دوران وضو یا جماعت ہوا خارج ہو جائے، تو اس کی پرواہ نہ کرے، بلکہ نماز جاری رکھے۔ یہ استحاضہ والی عورت کے حکم میں ہوگا۔

سوال: امام نے بے وضو نماز پڑھا دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: امام پر نماز کا اعادہ ضروری ہے، مقتدیوں پر اعادہ نہیں، ان کی نماز درست ہے۔ اس پر اجماع ہے۔

سوال: مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مقلد کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: صف کے پیچھے اکیلے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام کی اقتدا میں نماز پڑھی جا رہی ہو، تو صف کے پیچھے اکیلے مرد کی نماز نہیں ہوتی۔

❀ سیدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُّعِيدَ الصَّلَاةَ .

''ایک آدمی نے اکیلے صف کے پیچھے نماز ادا کی تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا۔''

(سنن التّرمذي : 230، سنن أبي داوٗد : 682، سنن ابن ماجه : 1004، مسند الإمام أحمد : 4/228، سنن الدّارمي : 2/815، ح : 1322، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' امام ابن جارود (319) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (الموارد:405) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَّتَ هٰذَا الْحَدِيثَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

''اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔'' (الأوسط لابن المنذر : 4/184)

❀ سیدنا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رَأٰى رَجُلًا فَرْدًا يُّصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْصَرَفَ، قَالَ : اِسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، فَلَا صَلَاةَ لِلَّذِي خَلْفَ الصَّفِّ .

”نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا، جو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ اس کے پاس کھڑے ہو گئے، نماز سے فارغ ہوا، تو آپ نے فرمایا: نماز دوبارہ پڑھیں، صف کے پیچھے اکیلے شخص کی نماز نہیں ہوتی۔“

(مسند الإمام أحمد : 4/23، ح : 16297، سنن ابن ماجه : 1003، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ . ”یہ حدیث حسن ہے۔“(التّلخيص الحَبير : 2/37)

امام ابن خزیمہ (1569) اور امام ابن حبان (2206) رحمہما اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصۃ الاحکام:2517) نے سند کو ”حسن“ قرار دیا ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (218ھ) فرماتے ہیں:

صَلَاةُ الْفَرْدِ خَلْفَ الصَّفِّ بَاطِلٌ، لِثُبُوتِ خَبَرِ وَابِصَةَ وَخَبَرِ عَلِيِّ ابْنِ الْجَعْدِ بْنِ شَيْبَانَ .

”صف کے پیچھے اکیلے کی نماز فاسد ہے، اس بارے میں سیدنا وابصہ اور سیدنا علی بن جعد بن شیبان سے مروی احادیث صحیح ہیں۔“

(الأوسط : 4/184)

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) لکھتے ہیں:

”ثابت ہوا کہ جو صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز اور صف قائم نہ رکھنے والے کی

www.KitaboSunnat.com

نماز کو درست کہتا ہے، اس کے پاس قرآن وسنت اور اجماع سے بالکل کوئی بھی دلیل نہیں۔‘‘

(المُحلّٰی : 4/58، رقم المسئلة : 415)

اس بارے میں کئی محدثین کے اقوال موجود ہیں۔

سوال: پہلی صف میں جگہ نہ ملے، تو اکیلا شخص کیا کرے؟

جواب: اگر کوئی شخص نماز کے لیے مسجد میں آئے اور صف مکمل ہو چکی ہو، صف کے پیچھے وہ اکیلا ہی ہو، تو اس کے لیے دو صورتیں ہیں:

① اگلی صف سے ایک آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لے۔

❀ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’نبی اکرم ﷺ نماز میں تھے۔ میں بھی آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے نماز ہی میں مجھے ہاتھ سے پکڑا اور پیچھے سے گھماتے ہوئے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ہم دونوں کو پکڑ کر پچھلی صف میں کر دیا۔‘‘

(صحیح مسلم : 3010)

معلوم ہوا کہ نئی صف بنانے کے لئے اگلی صف سے آدمی کو پیچھے کیا جا سکتا ہے اور ایک صف بنانے کے لیے اتنی حرکت بھی جائز ہے۔ پہلی صف سے آدمی کھینچنے کے عمل کو صف توڑنا شمار کرنا اور صف توڑنے کی وعیدیں اس پر منطبق کرنا خطا ہے، عذر کی بنا پر کسی شخص کا صف سے نکلنا صف توڑنے میں شمار نہیں ہوتا، مثلاً نماز میں بے وضو ہو جائے، تو بھلا وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صف سے نکل کر نہیں جائے گا؟ اگر جائے گا اور یقیناً جائے گا، تو کیا یہ عمل صف توڑنا شمار ہو گا؟ اور کیا اس طرح پہلی صف ناقص ہو جائے گی؟ قطعاً نہیں۔

② بعد میں آنے والا شخص کسی بنا پر اگلی صف سے نمازی کو کھینچنا نہیں چاہتا یا کسی وجہ سے کھینچ نہیں پاتا، تو وہ اس وقت تک انتظار کرے جب تک کوئی اور نمازی نہ آ جائے۔ اگر اسی انتظار میں جماعت نکل جانے کا خطرہ ہو، تو صف کے پیچھے اکیلا نماز نہ پڑھے، کیونکہ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا بہرحال جائز نہیں، کیونکہ انتظار کرتے رہنے سے تو ایک مجبوری کی بنا پر صرف جماعت ضائع ہوگی، لیکن اگر اس نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھ لی، تو سرے سے نماز ہی ضائع ہو جائے گی اور نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

سوال: صف میں بڑے، بچے اور عورتیں کہاں کھڑی ہوں گی؟

جواب: عورتوں کی صف مردوں کے پیچھے ہوگی۔ اگر بچے بھی ہوں، تو پہلے مردوں کی، پھر بچوں کی اور ان کے پیچھے عورتوں کی صف ہوگی۔

❀ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے امامت کروائی، تو فرمانے لگے:

''میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟ وہاں مردوں نے صف بنائی، پھر مردوں کے پیچھے بچوں نے اور بچوں کے پیچھے عورتوں نے صف بنائی۔''

(مسند الإمام أحمد : 343/5، سنن أبي داوٗد : 677، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن ملقن (تحفۃ المحتاج:۵۴۸) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

سوال: کیا نابالغ بچے مردوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟

جواب: اگر بچے سمجھ دار ہوں، نماز اور طریقہ نماز جانتے ہوں، پاکی و ناپاکی کی تمیز رکھتے ہوں، تو وہ مردوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ چھوٹے اور ناسمجھ بچوں کو جنہوں نے وضو بھی نہیں کیا ہوتا، صف میں کھڑا کر لیتے ہیں۔ یہ بالکل درست نہیں۔ اس سے امام کی نماز پر برا اثر پڑتا ہے۔

سوال: امام کے ساتھ ایک مقتدی با جماعت نماز پڑھ رہا ہے، ایک اور شخص نماز کے لیے آیا، تو کیا کرے گا؟

جواب: دو مرد با جماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو بعد میں آنے والا مرد مقتدی کو پیچھے کھینچ لے گا یا جگہ کی مناسبت سے امام کو آگے کر دے گا:

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تھے،) میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑ کر پیچھے سے گھماتے ہوئے دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ اس کے بعد جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو پیچھے کر دیا۔“

(صحيح مسلم : 3010)

سوال: مجبوری کی بنا پر دو صفوں کے درمیان ایک صف چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: مجبوری کی صورت میں ایسا کرنا جائز ہے۔

سوال: جماعت ہو رہی ہے، ہال مکمل ہو چکا ہے، باہر صفیں بنی ہیں، درمیان میں پردہ حائل ہے، کیا اقتدا درست ہے؟

جواب: درمیان میں پردہ یا دیوار حائل ہو، تو بھی اقتدا درست ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

حُجْرَتِهِ، وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيرٌ، فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ أُنَاسٌ يُّصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ.

”رسول اللہ ﷺ رات کو حجرہ میں نماز ادا فرماتے۔ حجرے کی دیوار چھوٹی تھی، صحابہ نے نبی ﷺ کا سراپا دیکھا اور کھڑے ہو کر آپ کی اقتدا کرنے لگے۔“

(صحيح البخاري : 729)

سوال: اکیلا نابالغ بچہ کہاں کھڑا ہو گا، مردوں کی صف کے پیچھے یا مردوں کی صف میں شامل ہو جائے؟

جواب: وہ مردوں کی صف میں شامل ہو جائے۔

سوال: اگلی صف بالغ مردوں کی ابھی مکمل نہیں ہوئی، مگر بچوں کی پچھلی صف مکمل ہو چکی ہے، بعد میں آنے والا بالغ مرد کہاں کھڑا ہو؟

جواب: بچوں کی صف کو چیر کر بالغ مردوں کی صف میں شامل ہو جائے۔

سوال: اگر کوئی شخص اگلی صف میں اپنے ساتھ نابالغ لڑکے کو کھڑے کرے، جبکہ پچھلی صف میں بالغ مرد موجود ہوں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کرنا خلاف سنت ہے، البتہ نماز ہو جائے گی۔

سوال: امام مصلیٰ پر ہے اور مقتدی فرش پر ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ممبر کی وجہ سے اگر صف میں فاصلہ آ جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ممبر کو ہٹانا ممکن نہ ہو اور جگہ بھی تنگ ہو، تو وہاں صف بنائی جا سکتی ہے، یہ ممبر ستون کے حکم میں ہو گا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”تنگی کے وقت ستونوں کے درمیان صف بنانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ جگہ کی وسعت کے باوجود ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اکیلا شخص ایسا کرے، تو حرج نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔“

(عارضة الأحوذي : 28/2)

سوال: اگر مقتدی اپنا خاص مصلیٰ بچھائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا امام کو درمیان میں کھڑا ہونا چاہیے؟

جواب: امام کا صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہونا مستحب ہے۔

❁ ریطہ حنفیہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

أَمَّتْنَا عَائِشَةُ فَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ .

”ہمیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے صف کے درمیان کھڑے ہو کر فرض نماز کی امامت کرائی۔“

(سنن الدّارقُطني : 1507، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 680/2)

اگر عورت عورتوں کی امامت کرا رہی ہو، وہ صف کے اندر درمیان میں کھڑی ہوگی اور اگر مرد امام ہو، تو وہ صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہوگا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: سنن ابو داود (٦٨١) میں رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہے:

«وَسِّطُوا الْإِمَامَ» . ''امام کو درمیان میں کرو۔''

سند ''ضعیف'' ہے، یحییٰ بن بشیر بن خلاد ''مستور'' ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ : يُجْهَلُ حَالُهُ وَحَالُ أَبِيهِ، (هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ وَحَالُ أُمِّهِ)، وَقَالَ عَبْدُ الْحَقِّ : لَيْسَ هٰذَا الْإِسْنَادُ بِقَوِيٍّ .

''ابن قطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس راوی کے اور اس کے والد (بل کہ والدہ) کے حالات معلوم نہیں۔ عبدالحق رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ سند قوی نہیں۔''

(میزان الاعتدال: 367/4)

والد کا ذکر غلطی ہے، درست یہ ہے کہ اس کی والدہ، امۃ الواحد بنت یامین بن عبدالرحمٰن بھی ''مجہولہ'' ہے۔

سوال: صف کم چوڑی ہو، تو سجدہ فرش پر کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا امام کا مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر امامت کرانا ضروری ہے؟

جواب: کہیں بھی کھڑے ہو کر امامت کرا سکتا ہے۔

سوال: امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی ہے، دوسرا شخص آیا، امام کے پیچھے جگہ باقی نہیں ہے، کیا امام اگلی صف میں جا سکتا ہے؟

جواب: جیسے مقتدی پیچھے جا سکتا ہے، اسی طرح ضرورت کے وقت امام بھی آگے جا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے۔

سوال: جماعت میں مقتدی کا دوسرے کے پاؤں سے پاؤں ملانا ضروری ہے؟

جواب: مقتدیوں کا پاؤں سے پاؤں ملانا ضروری ہیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ، وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.

''صفیں سیدھی کریں، (دوران نماز) میں آپ کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ پھر ہم اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں چپکانے لگے۔''

(صحيح البخاري: 725)

انگلی سے انگلی ملانے پر اکتفا کرنا درست نہیں، بلکہ پاؤں سے پاؤں ملانا چاہئے۔

❁ علامہ عبیداللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ (م:1414ھ) فرماتے ہیں:

''یہ تمام الفاظ واضح طور پر بتاتے ہیں کہ صفوں کی درستی سے مراد نمازیوں کا ایک سیدھ میں کھڑا ہونا، کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر خالی جگہ پُر کرنا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صحابہ ایسا کرتے تھے اور صف کو اچھی طرح ملانے اور پاؤں سے پاؤں چمٹانے کا عمل اسلام کے صدرِاول، یعنی صحابہ وتابعین میں موجود تھا، ہاں! بعد میں لوگ سستی اور کاہلی کا شکار ہو گئے۔''

(مِرعاة المَفاتيح: 5/4)

سوال: مخنث کس کی صف میں شامل ہوگا؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر مخنث کی مشابہت مردوں سے ہے، تو مردوں کی صف میں کھڑا ہوگا اور اگر عورتوں سے مشابہت ہے، تو عورتوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔

سوال: کیا جماعت میں کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے؟

جواب: جماعت میں کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے۔

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آپ اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے، جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صف بستہ ہوتے ہیں؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! فرشتے کیسے صف بناتے ہیں؟ فرمایا: پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے سے یوں مل کر کھڑے ہوتے ہیں کہ درمیان میں کوئی فاصلہ باقی نہیں رہتا۔''

(صحیح مسلم: 430)

❀ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں کو اپنے دست مبارک سے برابر کرتے اور فرماتے: سیدھے ہو جائیے، ٹیڑھے نہ ہوں، ورنہ دل ٹیڑھے ہو جائیں گے......ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آج آپ سخت اختلاف کا شکار ہو۔''

(صحیح مسلم: 432)

معلوم ہوا کہ صفیں ٹیڑھی ہوں تو دل بھی ٹیڑھے ہو جاتے ہیں، مودّت و محبت ختم ہو جاتی ہے، دشمنی اور عداوت گھر کر جاتی ہے، دلوں کو بغض، حسد اور عناد جیسی مہلک بیماریاں گھیر لیتی ہیں، بھائی بھائی کا دشمن بن جاتا ہے، دوستی رنجشوں میں بدل جاتی ہے، دلوں میں ایسی پھوٹ پڑتی ہے کہ ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنا گوارا نہیں ہوتا۔ آج بھی اختلاف و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتشار کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ حدیث کو فیصل وحاکم مان کر اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ائمہ مساجد اپنی ذمہ داری سے غافل ہیں، صفوں کی درستی پر توجہ نہیں دیتے۔ ایسوں کو اللہ تعالیٰ روز قیامت ضرور پوچھے گا۔ ائمہ کو اس وقت تک نماز شروع نہیں کرنی چاہیے، جب تک صفیں درست نہ ہو جائیں۔

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف میں داخل ہو کر ایک جانب سے دوسری جانب تک جاتے۔ سینوں اور کندھوں کو ہاتھوں سے درست کرتے اور فرماتے: ٹیڑھے نہ ہوا کریں، ورنہ دل ٹیڑھ پن کا شکار ہو جائیں گے۔“

(مسند الإمام أحمد : 285/4؛ سنن أبي داوٗد : 664؛ سنن النّسائي : 812؛ سنن ابن ماجه : 997 متختصرًا، وسندہٗ صحیحٌ)

اسے امام ابن جارود (۳۱۶)، امام ابن خزیمہ (۱۵۵۶) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (۲۱۶۱) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: کندھے سے کندھا ملانے کا کیا معنی ہے؟

جواب: بعض لوگ کہتے ہیں کندھے سے کندھا ملانے سے مراد اس طرح کھڑا ہونا ہے کہ کوئی تیسرا شخص درمیان میں داخل نہ ہو سکے۔

علامہ انور شاہ کشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

”فقہائے اربعہ کے نزدیک کندھے سے کندھا ملانے کا مطلب یہ ہے کہ دو نمازیوں کے درمیان تیسرے کی جگہ نہ چھوڑی جائے، باجماعت اور اکیلے نماز میں پاؤں کے درمیانی فاصلے کا فرق مجھے سلف سے نہیں ملا، سلف صالحین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

باجماعت نماز کی صورت میں اپنے پاؤں کا درمیانی فاصلہ انفرادی نماز سے زیادہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ مسئلہ غیر مقلدین (اہل حدیث) کی ذاتی اختراع ہے۔اس سلسلہ میں ان کے پاس صرف لفظ الزاق (جو کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور اس کا معنی ایک نمازی کا دوسرے نمازی سے پاؤں اور کندھا چمٹانا) ہے۔نہیں معلوم کہ غیر مقلدین یہ کہہ کر کیا مراد لیتے ہیں کہ باء الصاق ''ملاپ کے معنی'' کے لیے ہوتی ہے۔ پھر وہ الصاق کی مثال یہ دیتے ہیں کہ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ ''میں زید کے پاس سے گزرا''۔کیا ان کا گزر اس طرح ہوا کہ ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ مل گیا یا کیا معنی ہوگا؟ تعامل والے مسائل میں الفاظ کو اختیار نہیں کیا جاتا۔ جب ہم نے صحابہ وتابعین کا جماعت میں قیام انفرادی قیام سے الگ نوعیت کا نہیں پایا،تو معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے لفظ الزاق بول کر صرف صف کو اچھی طرح ملانا اور خالی جگہ کو پُر کرنا مراد لیا ہے۔ پھر آپ دل میں غور کریں کہ کندھے سے کندھا ملانا بغیر سخت مشقت کے ممکن نہیں،بل کہ مشقت کے بعد بھی ممکن نہیں۔لہٰذا یہ غیر مقلدین کی گھڑنتل ہے۔ سلف میں اس کی مثال نہیں ملتی۔''

(فيض الباري: 302/2)

کشمیری صاحب کی عبارت سے چند باتیں سمجھ آتی ہیں:

① فقہائے اربعہ کے نزدیک کندھے سے کندھا ملانے کا مطلب حقیقی طور پر کندھے سے کندھا ملانا نہیں، بلکہ دو نمازیوں کا باہم قریب ہو کر کھڑا ہونا ہے۔البتہ وہ آپس میں اتنا فاصلہ چھوڑ سکتے ہیں کہ کوئی تیسرا شخص درمیان میں کھڑا نہ ہو سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلاف پر معذرت، لیکن یہ بات کسی امام سے ثابت نہیں۔

② سلف میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں، جو جماعت میں پاؤں کا فاصلہ انفرادی نماز سے زیادہ رکھتا ہو، ایسا صرف غیر مقلدین کرتے ہیں۔

بجا کہ کوئی غیر مقلد قسم کی مخلوق ہوگی، جو پاؤں کا فاصلہ انفرادی نماز سے زیادہ رکھتی ہو گی، لیکن اگر اس سے مراد اہل حدیث ہیں، تو یہ کشمیری صاحب کی غلط فہمی ہے، اہل حدیث انفرادی اور باجماعت دونوں حالتوں میں کندھوں کے حساب سے پاؤں کھولنے کے قائل ہیں اور اسی طرح صف درست ہوتی ہے۔

③ اہل حدیث کے پاس صرف لفظ الزاق ہی ہے، جسے وہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے پر پیش کرتے ہیں۔

جبکہ الزاق کے ساتھ ساتھ تَرَاصُّوا ''باہم چپک جاؤ'' اور سُدُّوا الْخَلَلَ ''خالی جگہیں پُر کرو'' وغیرہ کے الفاظ اسی معنی پر واضح ہیں، جو علمائے اہل حدیث کرتے ہیں۔

④ کندھے سے کندھا ملانے والی حدیث میں باء الصاق ''ملاپ'' کے لیے ہے، جس کی مثال مَرَرْتُ بِزَيْدٍ ''میں زید کے پاس سے گزرا'' ہے۔ کیا کوئی کسی کے پاس سے گزرتا ہے تو ان کا جسم بھی باہم ملتا ہے؟

مَرَرْتُ بِزَيْدٍ ''میں زید کے پاس سے گزرا'' یہ تو الصاق مجازی کی مثال ہے، الصاق حقیقی کی مثال اہل لغت نے یوں ذکر کی ہے۔ بِهٖ دَاءٌ ''اسے بیماری لگی ہے''۔ کیا بیماری جسم سے چمٹی نہیں ہوتی؟ حدیث میں پاؤں سے پاؤں اور کندھے سے کندھا ملانے کے ذکر میں جو باء الصاق ہے، وہ الصاقِ حقیقی کے لئے ہے۔

⑤ صف بندی پر امت کا تعامل ہے اور وہ صرف افراد کے باہمی ایک سمت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں کھڑے ہونے پر ہے، لہٰذا حدیث کے الفاظ کی بجائے تعامل ہی معتبر ہے۔

صحابہ وتابعین کا عمل تو صحیح احادیث کی روشنی میں یہی تھا کہ وہ باہم پاؤں کے ساتھ پاؤں اور کندھے سے کندھا اچھی طرح ملاتے تھے۔ ہر دور میں اہل حق اس پر عمل کرتے آئے ہیں۔ اہل حدیث کی مساجد میں آج بھی یہ سنت زندہ ہے۔ والحمدللہ!

⑥ کندھے سے کندھا حقیقی طور پر ملانا انتہائی مشقت طلب، بل کہ ناممکن ہے۔ یہ غیر مقلدین کی گھڑنت ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ اس میں کوئی مشقت نہیں، بلکہ آسانی ہے، آپ کسی بھی اہل حدیث مسجد میں جا کر مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

❀ علامہ، عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ (1414ھ) فرماتے ہیں:

''یہاں الزاق کو مجازی معنی پر محمول کرنا محتاجِ قرینہ ہے۔ الزاق کی یہ تفسیر کرنا کہ دو نمازیوں کے درمیان تیسرے آدمی کی جگہ نہ چھوڑی ہو، اس پر کوئی شرعی وعقلی دلیل نہیں۔ یہاں اس معنی پر محمول کرنے کے لیے ادنیٰ سا قرینہ اور کوئی کمزور ترین شائبہ بھی موجود نہیں۔ ایک صاحب نے سنت کو بدعت بنا دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ باہم خالی جگہ چھوڑنا، آپس میں نہ ملنا اور الزاق پر عمل نہ کرنا سنت ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی، بل کہ اس قدر جری ہیں کہ اپنی خانہ ساز بات ائمہ اربعہ کے حوالے سے بیان کر دی۔ میں کہتا ہوں کہ سنت رسول ﷺ یا صحابہ کرام کے عمل سے کون سی دلیل ہے، جو انفرادی اور جماعت کی حالت میں نمازی کے دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں یا ایک بالشت برابر فاصلے کی حد بندی کرتی ہے؟ حق تو یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شفقت ونرمی کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے نمازی کے پاؤں کے مابین فاصلے کو معین نہیں کیا، کیوں کہ یہ فاصلہ نمازی کی حالت کے مطابق بدلتا رہتا ہے، جیسا کہ کوئی نمازی پتلا، کوئی موٹا،کوئی مضبوط اور کوئی کمزور ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نمازی اپنے پاؤں کو جماعت میں اتنا کھولے گا کہ اس کے لیے بغیر تکلف ومشقت کے خالی جگہ کو ختم کرنا اور ساتھ والے کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانا ممکن ہو۔ پھر ہمارے پاس صرف الزاق کا لفظ ہی نہیں، بل کہ 'تراص'، 'سد خلل' اور شیطان کے لیے خالی جگہ چھوڑنے سے ممانعت جیسے الفاظِ نبوی بھی ہیں، جن میں سے ہر ایک الزاق کو حقیقی معنی پر محمول کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اگر صرف لفظ الزاق ہی ہوتا، تو پھر بھی کیا ہو جانا تھا؟ کیوں کہ خود (کشمیری صاحب) نے اپنی عبارت کے اختتام پر اس کا اعتراف کرلیا ہے کہ الزاق سے مراد باہم اچھی طرح مل جانا اور خالی جگہ نہ چھوڑنا ہے۔ یہی تو ہم کہتے ہیں۔ باہم اچھی طرح ملنا اور خالی جگہ چھوڑنے سے بچنا تب ہی ممکن ہے، جب آدمی اپنے کندھے کو ساتھ والے نمازی کے کندھے سے اور پاؤں کو اس کے پاؤں سے حقیقی طور پر ملا لے۔ نہ جانے (کشمیری صاحب) الصاقِ حقیقی کی اس مثال کے بارے میں کیا کہیں گے کہ عرب کہتے ہیں: بِهٖ دَاءٌ ''اسے بیماری چمٹی ہے۔''، پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہیں گے:

''جب کوئی اپنے ختنہ کو مقامِ ختنہ کے ساتھ ملائے، تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا۔'' (کیا یہاں بھی الزاق کا مجازی معنی مراد لیا جائے گا؟) صحیح ومحکم حدیث تعامل کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتی ہے، نہ یہ کہ تعامل، حدیث کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

قابل عمل یا ناقابل عمل ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔اس سلسلے میں ہمارے نزدیک اہل مدینہ کے یا دیگر بلادِ اسلامیہ کے لوگوں کے عمل میں کوئی فرق نہیں۔ باوجود اس کے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام کا عمل، خلفائے راشدین کا عمل اور آپ ﷺ کے بعد تمام صحابہ وتابعین کا عمل باہم مل کر کھڑے ہونے اور درمیان میں خالی جگہ بالکل نہ چھوڑنے ہی پر تھا۔ صدر اول، یعنی صحابہ و تابعین کے مقابلے میں بعد والوں کا عمل ناقابل اعتبار ہے۔مزید یہ کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے میں ادنیٰ سی مشقت بھی نہیں ہوتی۔ ہم حدیث پر عمل کرتے ہوئے اور سنت کے اتباع میں بغیر کسی تکلف ومشقت کے ایسا کرتے ہیں۔ ہم جماعت میں اپنے پاؤں کا درمیانی فاصلہ انفرادی حالت سے زیادہ بھی نہیں رکھتے، لیکن اس سنت پر عمل کرنا صرف انہی لوگوں کے لیے آسان ہے، جو سنت اور صاحب سنت سے محبت رکھتے ہیں اور سنت پر عمل چھوڑنے کے لئے حیلے بہانے نہیں تراشتے۔ رہا مقلد، جس کی بصیرت جواب دے گئی ہے، تو اس کے لیے ہر سنت بوجھ ہے، سوائے اس کے، جو اس کی خواہش کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور انہیں صحیح ثابت احادیث پر عمل کرنے اور تاویل وتحریف کو ترک کرنے کی توفیق بخشے۔''

(مِرعاۃ المَفاتیح : 6/4)

سوال: مسجد کے ساتھ رہنے والا، جو امام کی آواز سن سکتا ہے، کیا وہ گھر میں امام کی اقتدا کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں کر سکتا۔ مسجد کا قصد کرنا ضروری ہے۔

www.KitaboSunnat.com

سوال: جگہ کی تنگی کی وجہ سے مسجد کے نیچے مدرسہ میں امام کی اقتدا کی جاسکتی ہے؟

جواب: کی جاسکتی ہے۔

سوال: اگر مسجد کا ہال نمازیوں سے بھرا ہوا ہے، درمیان میں صحن ہے، مگر صحن میں سخت دھوپ ہے، صحن کے پیچھے سائبان ہے، کیا درمیان میں صحن کا فاصلہ چھوڑ کر سائبان تلے صفیں بنائی جاسکتی ہیں؟

جواب: بنائی جاسکتی ہیں۔ بہتر ہے کہ صحن میں سایہ کا انتظام کر دیا جائے۔

سوال: گرمی کی وجہ سے مسجد کے ہال کو چھوڑ کر باہر صحن میں جماعت کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: صف مکمل ہو، تو کیا امام کے ساتھ کھڑا ہوا جاسکتا ہے؟

جواب: صف مکمل ہونے کی صورت میں مقتدی کا امام کے ساتھ مل کر کھڑا ہونا درست نہیں، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کروا رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بائیں جانب آ کر بیٹھ گئے:

فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ، اسْتَأْخَرَ .

”سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے۔“

(صحيح البخاري : 683، صحيح مسلم : 418)

معلوم ہوا کہ مقتدی امام کے ساتھ صف مکمل ہونے کی صورت میں کھڑا نہیں ہوسکتا، تب ہی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ عذر کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جگہ کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا۔

✿ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اگر کوئی مقتدی امام کے ساتھ کھڑا ہو، جبکہ اس کے پیچھے صف بھی موجود ہے، تو یہ بالاجماع (امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام شیبانی کے نزدیک) مکروہ ہے۔“

(البِنَاية شرح الهِداية : 342/2)

سوال: کیا اکیلی بیوی یا محرم عورت امام کے برابر کھڑی ہو سکتی ہے؟

جواب: نہیں ہو سکتی۔ عورت اکیلی بھی ہو، تو پیچھے کھڑی ہو گی، اکیلی عورت ایک مستقل صف ہے۔

❀ عبداللہ بن ابی طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمیر فوت ہوئے، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے گھر میں عمیر کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہوئے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے اور امِ سلیم رضی اللہ عنہا اپنے خاوند ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ وہاں ان کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔“

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :508/1، المستدرك للحاكم :365/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

صف بندی کا یہ طریقہ نماز جنازہ کے ساتھ خاص ہے کہ امام کے پیچھے مرد اکیلا کھڑا ہو سکتا ہے، جبکہ عام نمازوں میں صف کے پیچھے اکیلے مرد کی نماز نہیں ہوتی۔

❀ سیدنا ابواُسید رضی اللہ عنہ کے مولیٰ، ابوسعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے شادی کی۔ رُخصتی کی رات میرے پاس بہت سے صحابہ موجود تھے۔ نماز کا وقت آیا، تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے امامت کروانا چاہی، لیکن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انہیں کھینچ لیا اور فرمایا: گھر والا نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر انہوں نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا ایسے ہی ہے؟ فرمایا: جی ہاں! ابوسعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، حالانکہ میں اس وقت غلام تھا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ جب میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں، تو دو رکعت ادا کروں اور اگر اس نے بھی پڑھنی ہوں، تو میرے پیچھے نماز پڑھ لے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 4/156، وسندهٗ حسنٌ؛ مصنّف ابن أبي شيبة : 2/217 مختصرًا)

سوال: کیا امام دو ستونوں کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے؟

جواب: پڑھا سکتا ہے۔

سوال: مقتدی رکوع و سجود امام کے ساتھ ہی کرے گا یا ذرا توقف کرکے؟

جواب: مقتدی کے لیے امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں، اس پر سخت وعید آئی ہے۔ اس لیے ذرا توقف کے ساتھ امام کی اقتدا کرنی چاہیے۔

سوال: نماز پڑھانے کے بعد امام کو یاد آیا کہ اس پر غسل واجب تھا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: امام کو چاہیے کہ غسل کر کے نماز دہرائے، مقتدیوں کی نماز ہو گئی، انہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: اختلاف کی صورت میں ایک ہی نماز کے لیے دو امام مقرر کرنا کیسا ہے کہ ایک امام کچھ لوگوں کو امامت کرائے اور دوسرا دوسرے لوگوں کو؟

جواب: ایسا کرنا قطعاً جائز نہیں، لوگوں کو چاہیے کہ اپنا اختلاف ختم کریں اور ان میں سے کسی ایک کو امام مقرر کر لیں، یا دونوں کو امام مقرر کر لیں، کہ کچھ نمازیں ایک پڑھا دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور باقی دوسرا امام پڑھا دے۔ یا کسی ایسے شخص کو مستقل امام مقرر کر لیں، جس پر سب لوگوں کا اتفاق ہو۔ یا کوئی اور جائز صورت نکال لی جائے، بہر کیف اس صورت میں ایک نماز کے لیے دو جماعتیں کرانا درست نہیں۔

سوال: دوران نماز امام کا وضو ٹوٹ گیا، مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ایسے ہی نماز پڑھا دی، بعد میں بتایا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: امام پر نماز کا اعادہ ضروری ہے، مقتدیوں کی نماز ہوگئی، ان پر اعادہ نہیں۔

سوال: امام کی تنخواہ مقرر ہے، اس کی غیر حاضریوں کی وجہ سے اس کی تنخواہ میں سے کچھ رقم کاٹ لی گئی، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر کٹوتی کا کوئی معاہدہ پہلے طے پایا تھا، تو کٹوتی کرنا شرعاً تو جائز ہے، مگر عرف عام میں اچھا نہیں، بلکہ خود مقتدیوں کے لیے باعث عار ہے۔

سوال: ایک شخص عرصہ دراز سے امامت کراتا تھا، دوران امامت فوت ہوگیا، کیا اس کے یتیم بچوں کی کفالت اہل علاقہ کے ذمہ ہے؟

جواب: اہل علاقہ کو چاہیے کہ اپنے امام کی خدمات کے بدلہ میں اس کی بیوہ اور یتیم بچوں کی کفالت اپنے ذمہ لے لیں، یہ دین سے خیر خواہی ہوگی۔

سوال: امام کا اپنے مخالف کے لیے بددعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر مخالفت دین کی بنیاد پر ہے، تو بددعا کی جا سکتی ہے اور اگر مخالفت امام کی ذاتی ہے، تو اسے چاہیے کہ بددعا سے گریزاں رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اگر سجدہ کی حالت میں امام کا وضوٹوٹ جائے، تو کیا کرے؟

جواب: سجدہ سے اٹھے اور پیچھے سے کسی شخص کو اٹھائے اور وہ شخص سجدہ سے نماز کی امامت شروع کرے۔

سوال: امام کوئی سورت پڑھ رہا ہے، وضوٹوٹ گیا، امام نے ایک شخص کو مصلیٰ پر کھڑا کیا، کیا وہ اسی سورت سے قرأت کرے گا یا کسی سے بھی کرسکتا ہے؟

جواب: اگر اسے وہ سورت یاد ہے، تو اسی سے شروع کر دے، ورنہ کہیں سے بھی قرأت کرسکتا ہے۔

سوال: امام کا وضوٹوٹ گیا، مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مقتدیوں میں سے کوئی شخص آگے مصلیٰ پر آنے کو تیار نہیں، تو امام کیا کرے گا؟

جواب: مقتدیوں کو مسئلہ سمجھائے اور ہاتھ پکڑ کر کسی کو آگے کر دے۔

سوال: امام کو نماز میں سہو ہوا، کسی شخص نے جو جماعت میں شامل نہیں ہے، سہو پر متنبہ کیا، امام نے نماز درست کردی، کیا حکم ہے؟

جواب: سہو کی صورت میں کوئی بھی تنبیہ کرسکتا ہے، مقتدی بھی اور جماعت سے باہر والا شخص بھی، اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

سوال: نماز میں گھٹنا کھلا تھا، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں گھٹنا نہیں کھولنا چاہیے، البتہ اس صورت میں نماز ہوجاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص نماز میں بول پڑا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: بھول کر بول پڑا، تو نماز جاری رکھے، کوئی حرج نہیں اور اگر جان بوجھ کر بولا، تو نماز فاسد و باطل ہے، نئے سرے سے نماز پڑھے۔

سوال: جو شخص ذہنی طور پر نماز میں حاضر نہیں، بازاروں اور عدالتوں کی سوچوں میں الجھا ہوا ہو، مکمل نماز کے ارکان ادا کر رہا ہے، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا فرض ادا ہو جاتا ہے، مگر نماز کے فضائل و فوائد سے محروم رہتا ہے۔

سوال: نماز پڑھتے وقت اگر ہاتھ کپڑے کے اندر ہوں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے۔

سوال: اگر نمازی کے آگے سے کتا گزر جائے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو جاتی ہے۔

سوال: جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز پڑھ لی، کیا حکم ہے؟

جواب: جان بوجھ کر ایسا کرنے پر نماز کا اعادہ چاہیے، البتہ اگر بھول کر نماز پڑھ لی، تو نماز ہو جائے گی۔

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي نَعْلَيْهِ، فَصَلَّى النَّاسُ فِي نِعَالِهِمْ، ثُمَّ أَلْقٰى نَعْلَيْهِ، فَأَلْقَى النَّاسُ نِعَالَهُمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ: مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، رَأَيْنَاكَ فَعَلْتَ فَفَعَلْنَا، قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهَا أَذًى، فَإِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ أَذًى، وَإِلَّا فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا .

”رسول کریم ﷺ نے جوتے پہن کر نماز پڑھائی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی جوتوں سمیت نماز ادا کی، پھر دوران نماز نبی کریم ﷺ نے جوتے اتار دیئے، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی جوتے اتار دیئے، نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ نے جوتے کیوں اتارے؟ صحابہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ کو دیکھا تو اتار دیے، فرمایا: مجھے جبریل نے بتایا تھا کہ جوتا نجاست آلود ہے، آپ مسجد آنے سے قبل جوتا دیکھ لیا کریں، اس میں نجاست ہو، تو اتار دیا کریں، ورنہ اسی میں نماز ادا کر لیا کریں۔“

(مسند الطّيالسي، ص 286، مسند الإمام أحمد : 20/3، سنن أبي داوٗد : 650، مسند ابن حميد : 880، مسند أبي يعلى : 1194، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 406/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۰۱۷) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (۲۱۸۵) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۶۰) نے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :319/1)

نبی کریم ﷺ نے نجاست آلود جوتے میں جتنی نماز ادا کی، علم ہو جانے کے بعد اس کا اعادہ نہیں کیا۔ یہی معاملہ اس شخص کا ہے، جو جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز ادا کر لے، معلوم ہونے کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔

سوال: اگر نماز میں تہبند کھل جائے، تو کیا کرے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ مجبوری ہے، اس لیے نماز میں ہی تہبند کو باندھ لے، نماز فاسد نہ ہوگی۔

سوال: لکڑی کے بجائے کسی اور دھات کا سترہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: کسی بھی دھات کا سترہ رکھا جا سکتا ہے، لکڑی ضروری نہیں۔

سوال: چھتری کو سترہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور کافر نوکر اسے پنکھا ہلا رہا ہے، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: رات کو کسی سے قبلہ پوچھ کر نماز پڑھی، صبح معلوم ہوا کہ غلط سمت میں نماز پڑھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: توتلا ہونے کی وجہ سے امام ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کے بجائے ''السلام علیتم ورحمۃ اللہ'' کہے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: امام کو احتلام ہوا، شلوار دھو کر اس میں نماز پڑھا دی، دو تین دن بعد دیکھا کہ قمیص پر بھی دھبہ لگا ہے، اب نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام اور مقتدیوں سب کی گزشتہ نمازیں ہو گئیں ہیں، ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: قبلہ سے معمولی انحراف سے نماز ہو گی یا نہیں؟

جواب: نماز ہو جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سوال: دوران نماز فجر اگر سورج نکل آیا، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو جائے گی، سورج نکلنے کے بعد اعادہ کی ضرورت نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے طلوعِ آفتاب سے پہلے نمازِ صبح کی ایک رکعت پالی، اس نے نمازِ صبح پالی اور جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پڑھ لی، اسے نے عصر کی نماز پالی۔''

(صحيح البخاري : 579، صحيح مسلم : 607)

یہ روایت صحیح مسلم (۶۰۹) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

یہ حدیثِ مبارک اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی، باقی رکعات ادا کر لے تو اس کی نمازِ عصر صحیح ہے، اگر طلوعِ آفتاب سے پہلے نمازِ فجر کی ایک رکعت پالی، دوسری رکعت ادا کرنے پر نمازِ فجر ادا ہو جائے گی۔

❀ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں:

''حدیثِ باب حنفیہ کے بالکل خلاف ہے، مختلف مشائخِ حنفیہ نے اس کا جواب دینے میں بڑا زور لگایا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی شافی جواب نہیں دیا جا سکا، یہی وجہ ہے کہ حنفیہ مسلک پر اس کو مشکلات میں شمار کیا گیا ہے۔''

(درسِ ترمذی:1/434)

❀ نیز اس مسئلہ میں اپنے دلائل پر تبصرہ کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''خود صاحب معارف السنن (علامہ محمد یوسف بنوری) نے حضرت شاہ صاحب (علامہ انور شاہ کشمیری) کی اس توجیہ کو بہت مفصل اور موجہ کر کے بیان کیا ہے، لیکن آخر میں خود انہوں نے بھی یہ اعتراض کیا ہے شرح صدر اس پر بھی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا، اس کے علاوہ ان تمام توجیہات پر ایک مشترک اعتراض یہ ہے کہ حدیث کو اپنے ظاہر سے مؤوّل کرنا کسی نص یا دلیل شرعی کی وجہ سے ہوسکتا ہے اور اس معاملہ میں تفریق بین الفجر والعصر کے بارے میں حنفیہ کے پاس نصِ صریح نہیں، صرف قیاس ہے اور وہ بھی مضبوط نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حنفیہ کی طرف سے کوئی ایسی توجیہ اب تک احقر (محمد تقی عثمانی) کی نظر سے نہیں گزری، جو کافی اور شافی ہو، اس لیے حدیث کو توڑ مروڑ کر حنفیہ کے مسلک پر فٹ کرنا کسی طرح مناسب نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت (علامہ رشید احمد) گنگوہی نے فرمایا کہ اس حدیث کے بارے میں حنفیہ کی تمام تاویلات باردہ ہیں اور حدیث (ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) میں کھینچ تان کرنے کے بجائے کھل کر یہ کہنا چاہیے کہ اس بارے میں حنفیہ کے دلائل ہماری سمجھ میں نہیں آسکے، اور ان اوقات میں نماز پڑھنا ناجائز تو ہے، لیکن اگر کوئی پڑھ لے تو ہو جائے گی۔ حضرت گنگوہی کے علاوہ صاحبِ بحر الرائق (علامہ ابنِ نجیم) اور علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے بھی دلائل کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ (امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام مالک رحمہم اللہ) کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ مروی ہے کہ طلوعِ شمس سے فجر کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔"

(درسِ ترمذی: 1/439-440)

سوال: رشوت کے کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: رشوت حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اس پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ مگر رشوت کے کپڑوں میں نماز ہو جاتی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا امام کے نماز توڑ دینے سے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

جواب: مقتدیوں کی نماز فاسد نہیں ہوتی، اگر امام نماز توڑ دے، تو امام کے قریب والا مقتدی آگے بڑھ کر امامت کرا دے۔

سوال: جس مسجد کو کوئی شخص اپنی ملکیت سمجھتا ہو، اس مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، اگر کوئی اپنے تئیں کسی مسجد کو اپنی ملکیت سمجھتا بھی ہے، تو بھی اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے، مگر ملکیت کہنے والا گناہ گار ہوگا۔ شرعاو قانوناً وہ مسجد اس کی ملکیت نہیں ہے۔

سوال: زیر ناف بال نہ مونڈنے والے کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: چالیس دن سے زیادہ مدت تک زیر ناف بال نہ مونڈنا کبیرہ گناہ ہے، فطرت کو مسخ کرنے والا عمل ہے، مگر اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔

سوال: نماز میں رقص کرنے اور تالیاں بجانے سے نماز فاسد ہے یا نہیں؟

جواب: نماز میں رقص اور تالیاں نماز کو فاسد اور باطل کر دیتی ہیں۔ ایسا کرنے والا سخت گناہ گار ہے۔ اس پر نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

سوال: زکوٰۃ کی رقم سے خریدی ہوئی صفوں پر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر مقتدی امام کے ساتھ سجدہ تلاوت نہ کرے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر غلطی سے سجدہ تلاوت نہ کر سکے، تو نماز ہو جائے گی اور اگر جان بوجھ کر امام کے ساتھ سجدہ تلاوت نہ کیا، تو نماز نہ ہوگی، کیونکہ اگرچہ سجدہ تلاوت مستحب ہے، مگر مقتدی کے لیے امام کی اقتدا ضروری ہے، جو کہ اس نے ترک کر دی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اگر امام نماز میں اتنی آہستہ قرأت کرتا ہے کہ خود بھی نہ سن پاتا ہوگا، کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب: امام کو قدرے اونچی قرأت کرنے چاہیے، مگر مذکورہ صورت میں نماز ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: اگر محض شک کی بنا پر سجدہ سہو کیا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صرف شک کی بنا پر سجدہ سہو نہیں کرنا چاہیے، البتہ کرلیا، تو نماز ہو جائے گی۔

سوال: نماز کے دوران میوزک بج رہا تھا، کیا نماز ہو گئی؟

جواب: نماز درست ہے۔

سوال: نمازی کے آگے سے عورت یا کوئی جانور گزر جائے، تو کیا نماز ہو گئی؟

جواب: نمازی کے آگے سے عورت یا جانور گزر جائے، تو نماز ہو جائے گی۔

سوال: عورتوں کے محاذات کے کیا احکام ہیں؟

جواب: مردوں کی صفوں کے بعد عورتوں کی صفیں ہوتی ہیں۔ عورت یا عورتوں کو نماز کے لیے مرد یا مردوں کے برابر کھڑا نہیں ہونا چاہیے، لیکن اگر کسی مجبوری کی بنا پر یا غلطی سے ایسا ہو جائے، تو نماز باطل نہیں ہوتی، کیوں کہ اس پر کوئی دلیل نہیں۔

بعض مذاہب میں محاذات کی چند صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

"① عورت کا امام کے آگے یا برابر ہونا، اس سے امام اور اس عورت اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

② عورت کا امام اور مقتدی مردوں کی صف کے درمیان میں یا مقتدی مردوں کی صفوں کے درمیان میں کھڑا ہونا، اس صورت میں ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت اپنے پیچھے والی صرف پہلی صف کے محاذی ایک مرد کی نماز فاسد کرے گی اور دو عورتیں صرف پیچھے والی پہلی صف کے دو محاذی مردوں کی نماز فاسد کریں گی اور تین عورتیں پیچھے والی تمام صفوں کے تین تین محاذی مردوں کی نماز فاسد کریں گی اور تین سے زیادہ عورتیں صفِ تام کے حکم میں ہونے کی وجہ سے پیچھے والی تمام صفوں کے تمام آدمیوں کی نماز فاسد کریں گی۔

ایک یا دو عورتیں آگے ہونے کی صورت میں اگر ان کے اور مردوں کے درمیان سترہ بقدرِ ایک ہاتھ حائل ہوگا تو مانع فساد ہوگا۔ اس سے کم مانع فساد نہیں۔ اور تین یا زیادہ عورتیں آگے ہونے کی صورت میں سترہ حائل ہونے کا اعتبار نہیں اور فسادِ نماز کا حکم بدستور برقرار رہے گا۔

③ عورتوں کا مردوں کی صف میں کھڑا ہونا، پس ایک عورت تین آدمیوں کی نماز فاسد کرے گی۔ ایک اپنے دائیں اور ایک بائیں اور ایک پیچھے والی پہلی صف کے اپنی سیدھ والے آدمی کی اور دو عورتیں چار آدمیوں کی، یعنی ایک دائیں اور ایک بائیں اور دو پیچھے والی پہلی صف کے اپنی سیدھ والے دو آدمیوں کی نماز فاسد کریں گی۔ اور تین عورتیں ایک ایک دائیں بائیں والے آدمی کی اور پیچھے والی ہر صف کے تین تین محاذی آدمیوں کی آخر صفوں تک نماز فاسد کریں گی اور تین سے زیادہ عورتیں دائیں اور بائیں والے ایک ایک آدمی کی اور پیچھے والی تمام صفوں کے تمام آدمیوں کی نماز فاسد کریں گی۔

④ ایک ہی صف میں ایک طرف آدمی ہو اور ایک طرف عورتیں ہوں اور ان کے درمیان میں کوئی حائل نہ ہو، تو صرف اس ایک آدمی کی نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاسد ہوگی، جو عورت کے متصل محاذی ہوگا اور باقی آدمیوں کی نماز درست ہو جائے گی، کیوں کہ یہ آدمی باقی آدمیوں اور عورتوں کے درمیان بمنزلہ سترہ ہو جائے گا۔

⑤ قدِ آدم یا زیادہ اونچا چبوترہ یا سائباں یا بالا خانہ وغیرہ ہے اور اس کے اوپر مرد ہیں اور نیچے ان کے محاذی عورتیں ہیں یا اس کے برعکس یعنی عورتیں اوپر ہیں اور نیچے ان کے محاذی مرد ہیں، تو یہ قدِ آدم اونچائی مانع فسادِ نماز ہو جائے گی اور مردوں کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ قدِ آدم سے کم اونچائی مانع فساد نہ ہوگی۔"

(فتاوی دار العلوم زکریا از مفتی رضاء الحق :276/2)

یہ ایسا الجھاؤ ہے، جس کی کوئی توجیہ قرآن وحدیث سے ہوسکتی ہے، نہ عقل سلیم سے۔ بلا دلیل نماز کو باطل قرار دینا، شریعت کے ساتھ سنگین مذاق ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"عورت مردوں کے ساتھ صف میں کھڑی نہیں ہوگی، کیوں کہ اس میں فتنے کا خدشہ ہے۔ عورت اس حکم شرعی کی مخالفت کرے (اور مردوں کے برابر کھڑی ہو جائے)، تو جمہور اہل علم کے نزدیک اس کی نماز ہو جائے گی، احناف کہتے ہیں عورت کی نماز، تو ہو جائے گی، البتہ مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ بہت عجیب فتویٰ ہے۔ اس کی توجیہ میں بھی بعض لوگوں نے تکلف سے کام لیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے کہ عورتوں کو پیچھے رکھو، جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے رکھا ہے۔ یہ حکم وجوب کے لیے ہے اور 'حیث' ظرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکان ہے۔نماز کے علاوہ کوئی مقام ایسا نہیں، جہاں عورتوں کو پیچھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔جب عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، کیوں کہ اس نے عورت کو پیچھے کرنے والے حکم پر عمل نہیں کیا۔اس فتوے کو نقل کر دینا ہی کافی ہے، چہ جائے کہ اس کا جواب دینے کی زحمت کی جائے۔ہم ایسی باتوں سے بچنے کے لیے اللہ کی مدد چاہتے ہیں۔غصب شدہ کپڑے میں نماز پڑھنا ممنوع ہے اور اسے کپڑے اتار دینے کا حکم ہے، لیکن اگر وہ اس حکم کی مخالفت میں اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے تو گناہ ہو گا، مگر اس کی نماز ہو جائے گی۔جب یہ ہے تو اس شخص کی نماز کو درست قرار کیوں نہیں دیا جاتا، جس کے برابر میں ایک عورت خود آ کر کھڑی ہو جائے؟“

(فتح الباري : 212/2)

جن مذاہب کے مطابق اس صورت میں نماز نہیں ہوتی، انہوں نے بھی اسے بعض مواقع پر جائز قرار دے رکھا ہے، مثلاً:

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں محاذات (عورتوں کے مردوں کے برابر ہونے) کے باوجود علما اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

لَا دَلَالَةَ فِيهِ عَلٰى إِبْطَالِ الصَّلَاةِ حَالَ الْمُحَاذَاةِ .

”اس میں محاذات کی صورت میں نماز کے باطل ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔“

(شرح النِّقاية :204/1)

❁ مفتی رضاء الحق صاحب، دارالعلوم زکریا، جنوبی افریقا لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”مفتی اعظم پاکستان، ہمارے استاذ محترم، حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ بھی حرم میں محاذات کے باوجود نماز کی صحت کا فتوی دیتے تھے۔“

(فتاوی دار العلوم زکریا: 281/2)

فائدہ: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَخِّرُوهُنَّ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ .

”ان عورتوں کو پیچھے رکھو، جیسے اللہ نے انہیں پیچھے رکھا ہے۔“

(مصنّف عبد الرزّاق : 149/3، ح : 5115، صحيح ابن خُزَيمة : 1700، المُعجَم الكبير للطَّبَراني : 295/9، ح : 9484، 9485، المطالب العالية لابن حجر : 391)

سند سلیمان بن مہران اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

اس کا مرفوع ہونا بے اصل ہے۔

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْخَبَرُ مَوْقُوفٌ غَيْرُ مُسْنَدٍ .

”یہ حدیث موقوف ہے، مرفوع نہیں۔“

(صحيح ابن خزيمة، تحت الحديث : 1700)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حَدِيثٌ غَرِيبٌ مَرْفُوعًا .

”اس حدیث کا مرفوع ہونا تعجب خیز ہے۔“(نصب الراية : 36/2)

❀ علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ رَفْعُهُ فَضْلًا عَنْ كَوْنِهِ مِنَ الْمَشَاهِيرِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس کا مشہور ہونا تو در کنار، مرفوع ہونا بھی ثابت نہیں۔“

(فتح القدير: 360/1)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ مَرْفُوعٍ .

”یہ حدیث مرفوع نہیں۔“(البناية في شرح الهداية: 342/2)

سوال: جیب میں پیسوں کا نوٹ جس پر تصویر ہوتی ہے، رکھ کر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے۔

سوال: مسجد کے صحن میں جماعت ہو رہی تھی، تو سخت طوفان آ گیا، کیا نماز کے دوران ہال میں جایا جا سکتا ہے یا نماز توڑ دی جائے؟

جواب: مجبوری کی اس صورت میں دوران جماعت ہی اندر ہال میں جایا جا سکتا ہے، نماز توڑنے کی ضرورت نہیں۔ مجبوری کی حالت میں نماز میں حرکت کی جا سکتی ہے، اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

سوال: چلتی بیل گاڑی میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نفل نماز جائز ہے، فرض جائز نہیں۔

سوال: مقتدی شروع نماز سے جماعت میں شریک ہے، مگر ایک رکعت میں امام کے ساتھ رکوع کرنا بھول گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جس رکعت میں رکوع نہیں کیا، وہ رکعت نہ ہوئی، لہٰذا امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت دوبارہ پڑھے اور سجدہ سہو بھی کرے۔

سوال: اگر امام نماز میں بھول کر رکوع چھوڑ دے اور سیدھا سجدہ میں چلا جائے، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا مقتدی ''الرکوع'' کہہ کر لقمہ دے سکتے ہیں؟

(جواب): لقمہ صرف ''سبحان اللہ'' کے ساتھ دینا چاہیے، مذکورہ صورت میں اگر ''الرکوع'' کے ساتھ لقمہ دیا، تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگئی، اسے دوبارہ پڑھنا ہوگی اور اگر امام نے لقمہ قبول کر لیا، تو اس کی اور دیگر مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی، واللہ اعلم!

(سوال): اسپرٹ کی پالش پر نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نجس چیز سے نہ ہو، تو نماز جائز ہے۔

(سوال): دوران نماز گلا صاف کرنے کے لیے کھانسنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، نماز ہو جائے گی۔

(سوال): دوران نماز گولیوں کی آواز سنی، تو بے اختیار اونچی آواز سے لا الہ الا اللہ نکل گیا، نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جان بوجھ کر ایسا نہیں کرنا چاہیے، البتہ اگر بے اختیار ایسا نکل گیا ہے، تو کوئی حرج نہیں، نماز ہو جائے گی۔

(سوال): کیا جمعہ کی نماز میں لقمہ دینا جائز ہے؟

(جواب): جمعہ کی نماز بھی نماز ہے، اس میں لقمہ دینا بھی جائز ہے۔

(سوال): جنگل بیابان ہے، عشاء کی نماز کا وقت ہے، آگے کب جنگل ختم ہو معلوم نہیں، نیچے اتر کر نماز ادا کرنا ممکن نہیں، درندوں کا خطرہ ہے، کیا گاڑی میں نماز ادا کی جا سکتی ہے؟

(جواب): ایسی خوفناک اور مجبوری کی صورت میں گاڑی پر فرض نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

(سوال): دوران نماز جمائی لی، آواز نکل گئی، نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز درست ہے، البتہ جان بوجھ کر آواز نہیں نکالنی چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: نماز کے دوران جسم کے کسی حصہ میں درد ہونے کی وجہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے۔

سوال: دومنزلہ مکان پر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: دومنزلہ مکان پر نماز پڑھنا درست ہے۔

سوال: اگر امام سجدے میں فوت ہو جائے، تو مقتدی کیا کریں؟

جواب: اگر امام سجدہ میں فوت ہو جائے، تو ایک مقتدی آگے ہو کر نماز مکمل کرائے، اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

سوال: سفر حجاز میں اونٹ پر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: سفر حجاز کا ہو یا کسی اور شہر یا ملک کا، ہر صورت میں بلا عذر فرض نماز اونٹ یا سواری پر جائز نہیں، البتہ نفل نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: جس مسجد میں مزار ہو، اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر درمیان میں کوئی دیوار حائل نہ ہو، تو وہاں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

سوال: کسی کے کھیت میں بلا اجازت نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: نماز میں بعض آیات کے آخر میں دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز میں جو قرأت کر رہا ہے، وہ آیات کے آخر میں مناسب دعا کر سکتا ہے۔ حدیث میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ (مسلم: ۷۷۲) سننے والوں کے لیے دعا کرنا یا آمین کہنا ثابت نہیں، خواہ نماز نفل ہو یا فرض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک نابینا جماعت میں شامل ہوا، مگر غیر قبلہ کھڑا ہو گیا، کیا ساتھ والا نمازی ہاتھ کے اشارہ سے اس کی سمت درست کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے، اس سے نماز میں کوئی حرج نہ ہو گا۔

سوال: ہرن کی دباغت دی ہوئی کھال کے مصلیٰ پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ہرن حلال ہے اور تمام حلال جانوروں کی کھال سے بنے مصلیٰ پر نماز پڑھنا درست اور جائز ہے۔

سوال: نماز میں پیشانی کی مٹی جھاڑنا کیسا ہے؟

جواب: جھاڑ دی، تو نماز میں کوئی خلل نہیں آیا، مگر درست یہی ہے کہ نماز کے بعد جھاڑ لے۔

سوال: فوجی ٹوپی پہن کر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جیب میں رشوت کے پیسے رکھ کر نماز پڑھی، کیا حکم ہے؟

جواب: رشوت مالِ حرام ہے، مگر اس مال کو جیب میں رکھ کر نماز ہو جائے گی۔

سوال: دورانِ نماز سردی کی وجہ سے کمبل اوڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک شخص غلط سمت قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہے، اسے ہاتھ کے اشارہ سے درست سمت کیا جائے یا بول کر بھی کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر اصلاح کرنے والا نماز میں ہے، تو صرف ہاتھ کے اشارہ سے کیا جا سکتا ہے، بول کر نہیں اور اگر نماز میں نہیں ہے، تو دونوں طرح کیا جا سکتا ہے، نمازی کی نماز پر کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرج واقع نہ ہوگا۔

سوال: کیا امام کو زیر یا زبر کی غلطی پر لقمہ دینا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ولایتی کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: پاک ہیں، تو ان کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال: آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کھول کر نماز پڑھتے تھے، اس لیے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا مناسب نہیں۔ البتہ کسی نے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھ لی، تو نماز ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: عورت کا ساڑی میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر ساڑی ساتر ہے، تو اس میں نماز درست ہے۔

سوال: شیعہ کی امام بارگاہ میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر جگہ پاک ہے، تو ہر جگہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص نماز میں بوجہ زکام سوسو کرتا ہے، یعنی ناک سے آواز نکالتا ہے، تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: درست ہے۔

سوال: فرض نماز میں امام کا ایک آیت کو بار بار پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک شخص نابینا ہے، تیسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر قعدہ میں بیٹھ گیا، کیا ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا شخص ہاتھ کے اشارہ سے نابینا کو کھڑا کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے، اس اشارہ سے کسی کی نماز میں حرج واقع نہ ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے مسجد کا سائبان کسی غیر شرعی مجلس مثلاً ڈانس میں استعمال کیا، کیا اب اس سائبان کو مسجد میں لگانا اور اس کے سائے میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اسے مسجد میں لگانا بھی جائز ہے اور اس کے سائے میں نماز بھی درست ہے، البتہ جس شخص نے وہ سائبان غیر شرعی مجلس میں استعمال کیا، وہ گناہ گار ہوگا۔

سوال: دو شخص الگ الگ فرض نماز پڑھ رہے ہیں، جماعت نہیں کرا رہے، دونوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: دونوں کی نماز درست ہے، البتہ انہیں جماعت کرا لینی چاہیے، تاکہ زیادہ ثواب حاصل ہو جائے۔

سوال: نماز میں دوران قرأت رونے پر منہ سے آوازیں نکلیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے، نماز میں رونا جائز ہے۔

سوال: انگریزی صابن سے منہ دھو کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: سن بلاک (Sunblock) لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: گرمی شدت سے جلد کو محفوظ رکھنے کے لیے اگر کسی کریم کا استعمال کیا جائے، تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال: جس جوتے کا تلہ ناپاک ہو، اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جس جوتے کا تلہ ناپاک ہو، تو معلوم ہونے کے بعد اس میں نماز پڑھنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں، اگر دوران نماز معلوم ہو کہ جوتا ناپاک ہے، تو اسے اتار دیا جائے۔

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے پہن کر نماز پڑھائی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی جوتوں سمیت نماز ادا کی، پھر دوران نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے اتار دیئے، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی جوتے اتار دیئے، نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے جوتے کیوں اتارے؟ صحابہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ کو دیکھا تو اتار دئے، فرمایا: مجھے جبریل نے بتایا تھا کہ جوتا نجاست آلود ہے، آپ مسجد آنے سے قبل جوتا دیکھ لیا کریں، اس میں نجاست ہو، تو اتار دیا کریں، ورنہ اسی میں نماز ادا کرلیا کریں۔''

(مسند الطّيالسي، ص 286، مسند الإمام أحمد : 20/3، سنن أبي داوٗد : 650، مسند ابن حميد : 880، مسند أبي يعلى : 1194، السنن الكبرٰى للبيهقي : 406/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۰۱۷) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (۲۱۸۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۶۰) نے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام: 319/1)

سوال: جوتے والے کے پیچھے بغیر جوتے والے کا یا بغیر جوتے والے کے پیچھے جوتے والے کا نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جوتا پاک ہو، تو اس میں نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ امام اور مقتدی میں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی نے جوتا پہنا ہوا ور کسی نے نہ پہنا ہو، تو سب کی نماز درست ہے۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے پہن کر نماز پڑھائی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی جوتوں سمیت نماز ادا کی، پھر دوران نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے اتار دیئے، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی جوتے اتار دیئے، نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے جوتے کیوں اتارے؟ صحابہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ کو دیکھا تو اتار دئے، فرمایا: مجھے جبریل نے بتایا تھا کہ جوتا نجاست آلود ہے، آپ مسجد آنے سے قبل جوتا دیکھ لیا کریں، اس میں نجاست ہو، تو اتار دیا کریں، ورنہ اسی میں نماز ادا کر لیا کریں۔''

(مسند الطّیالسي، ص 286، مسند الإمام أحمد : 20/3، سنن أبي داوٗد : 650، مسند ابن حمید : 880، مسند أبي یعلی : 1194، السنن الکبریٰ للبیهقي : 406/2، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: مرد نے ریشمی کپڑے میں نماز پڑھی، کیا حکم ہے؟

جواب: مردوں کے لیے ریشمی کپڑا پہننا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، البتہ اگر ریشمی کپڑے میں نماز پڑھ لی، تو گناہ گار ہونے کے ساتھ ساتھ نماز ہو جائے گی، اعادہ نہیں۔

سوال: نصاریٰ کے مستعمل کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کپڑوں کے پاک ہونے کا یقین ہے، تو ان میں نماز درست ہے اور اگر نجس ہونے کا ظن غالب ہے، تو دھو کر استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

سوال: نقش و نگار والے مصلّٰی پر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: رنگ دار اور پھول دار قالین پر نماز پڑھنا درست ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ، وَفِيهَا تَصَاوِيرُ .

”رسول اللہ ﷺ کھجور کی پتیوں سے بنی ہوئی چٹائی پر نماز پڑھتے تھے، اس پر (بے جان چیزوں کی) تصویریں تھیں۔“

(سِيَر أعلام النّبلاء للذّهبي : 407/9، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ صحیح مسلم (۵۵۶) میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نقش دار چادر تھی، (جو ابوجہم رضی اللہ عنہ نے تحفہ میں دی تھی):

كَانَ يَتَشَاغَلُ بِهَا فِي الصَّلَاةِ .

”جس کی وجہ سے آپ ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔“

نبی کریم ﷺ نے وہ چادر ابوجہم رضی اللہ عنہ کو واپس دے دی اور ان سے بغیر نقوش کے اونی چادر لے لی۔

❁ صحیح بخاری (۳۷۳) اور صحیح مسلم (۵۵۶) کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِنَّهَا أَلْهَتْنِي عَنْ صَلَاتِي .

”اس (نقش دار چادر) نے مجھے میری نماز سے مشغول کر دیا۔“

❁ ایک روایت میں ہے:

إِنِّي نَظَرْتُ إِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلَاةِ، فَكَادَ يَفْتِنُنِي .

”میں نے نماز میں اس چادر کی دھاریوں کی طرف دیکھا، قریب تھا کہ یہ مجھے فتنے میں مبتلا کر دیتیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مؤطأ الإمام مالك :1/97، وسندهٗ حسنٌ)

ثابت ہوا کہ ہر وہ نقش دار چیز جو نماز میں غفلت کا باعث بنے، توجہ میں خلل انداز ہو، اس پر نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے، بصورتِ دیگر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: گرمی میں موٹے کپڑے پہننے والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے، کراہت کی کوئی دلیل نہیں۔

سوال: اگر کسی مالک نے یہ کہہ رکھا ہو، کہ فلاں کمرے میں کوئی نماز نہ پڑھے، روکنے کے باوجود کسی نے نماز پڑھ لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسے اس کمرے میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے تھی، البتہ اگر پڑھ لی ہے، تو نماز ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: جائے نماز پر پرندے کی تصویر بنی تھی، اس پر کپڑا ڈال کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: نماز بلا کراہت جائز ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: دعا مانگنے کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: دعا کے آداب میں سے ہے کہ ہاتھ اٹھا کر کی جائے اور اختتام کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرے جائیں۔

❁ ابو نعیم وہب بن کیسان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَدْعُوَانِ، يُدِيرَانِ بِالرَّاحَتَيْنِ عَلَى الْوَجْهِ.

''میں نے دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم دُعا کے بعد ہتھیلیاں چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔''

(الأدب المفرد للبخاري: 609، وسندهٗ حسنٌ)

❁ معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے ابو کعب عبد ربہ بن عبید رحمہ اللہ کو دیکھا، ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے اور بعد میں ہاتھ چہرے پہ پھیر لیتے، عرض کیا: کسی کو ایسا کرتے دیکھا ہے؟ فرمایا: حسن بصری رحمہ اللہ کو۔''

(فضّ الوِعاء في أحاديث رفع اليدين بالدعاء للسّيوطي: 59، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

معلوم ہوا کہ دُعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا درست ہے۔ خیر القرون میں ایسا کوئی نہیں، جو ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے اور بعد میں ہاتھ چہرے پر نہ پھیرے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: چائے کے بعد کلی کیے بغیر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی بھی چیز کھائی ہو، تو کلی کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔ یہ سنت ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اور کلی کی، نیز فرمایا: دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے۔"

(صحيح البخاري: 211، صحيح مسلم: 358)

البتہ جو شخص بغیر کلی کیے نماز پڑھ لیتا ہے، اس کی نماز درست ہے۔

سوال: دوران جماعت اگر کوئی امام پر حملہ کر دے، تو کیا مقتدی نماز توڑ سکتے ہیں؟

جواب: اگر کسی امام پر حملہ ہو جائے، تو کچھ لوگوں کا نماز توڑ دینے میں کوئی حرج نہیں، ایک شخص امام کی جگہ پر آ کر امامت کرائے اور کچھ لوگ امام کی دیکھ بھال اور دشمن سے نمٹنے کے لیے نماز ترک کر دیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر جب حملہ ہوا، تو ایسی ہی صورت حال پیش آئی تھی۔ (بخاری: ۳۷۰۰)

سوال: ریشمی ازار بند میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ریشمی ازار بند پہننا گناہ ہے، البتہ اس میں پڑھی گئی نماز درست ہے۔

سوال: سرکاری دفتر کے کاغذ بچھا کر اس پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: نماز درست ہے۔

سوال: اگر نمازی کے سامنے چارپائی بچھی ہوئی ہے، تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: دوران نماز کوئی نقصان ہو گیا، کیا نماز توڑ سکتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر نقصان غیر معمولی ہے، تو نماز توڑی جاسکتی ہے۔

سوال: سونے کا چھلہ پہن کر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: مرد کے لیے سونے کا چھلہ پہننا ممنوع وحرام ہے، مگر سونا پہن کر نماز درست ہے۔

سوال: میلے کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کے لیے صاف ستھرا لباس زیب تن کرنا مستحب ہے۔البتہ میلے کپڑوں میں بھی نماز ہو جاتی ہے، بشرطیکہ پاک ہوں۔

سوال: نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال آجائے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے، وہاں آپ ﷺ کا خیال لانا ہی نماز میں حضور قلبی ہے۔مگر نماز خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے، اس کے سوا مخلوق میں سے کسی کی عبادت کا تصور یا خیال لانا کفر ہے۔

سوال: کیا محراب میں اکیلا شخص نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: پڑھ سکتا ہے۔

سوال: کیا محراب میں مقتدی نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: اگر مقتدی بلند جگہ پر کھڑے ہیں اور امام نیچی جگہ پر ہیں، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جو شخص امام سے پہلے رکوع اور سجدہ میں چلا جائے، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز تو اس کی ہو جائے گی، مگر سخت وعید کا مستحق ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا کسی کو ڈر نہیں لگتا کہ اگر وہ امام سے پہلے (رکوع سے) سر اٹھائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل دے گا یا اس کے چہرے کو گدھے کے چہرے سے بدل دے گا۔"

(صحيح البخاري: 691، صحيح مسلم: 427)

سوال: اگر مقتدی امام کے پیچھے اونگھتا رہے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اونگھنے سے نماز ہو جاتی ہے، بشرطیکہ تمام ارکان ادا کرے۔

سوال: نماز میں کھجلاہٹ ہو، تو کیا کرے؟

جواب: کھجلا سکتا ہے۔

سوال: مردوں کے لیے مہندی لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، البتہ مرد کے لیے بطور زینت مہندی کا استعمال جائز نہیں۔

سوال: اگر نمازی کے سامنے پیپل کا درخت ہے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، نماز درست ہے۔

سوال: نمازیوں کے چلے جانے کے بعد مسجد کو تالا لگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے مسجد کے سامان کی حفاظت مقصود ہوتی ہے، نہ کہ لوگوں کو مساجد سے روکنا۔

سوال: اگر ایک ہی محلہ میں دو مسجدیں ہوں، تو کس میں نماز پڑھنی چاہیے؟

جواب: اگر دونوں مسجدیں اہل حق کی ہوں، تو قریب ترین میں نماز پڑھنی چاہیے، البتہ دوسری میں بھی پڑھ لی جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نماز وتر واجب ہے؟

جواب: نماز وتر سنت ہے، احادیث، آثار اور اہل علم کا اجماع اس پر دلیل ہیں۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے، صرف نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ رحمہ اللہ) نے ان کی مخالفت کی ہے اور وتر کو واجب کہا ہے۔ نعمان کی یہ بات احادیث صحیحہ کے خلاف تو ہے ہی، تمام مسلمان علما حتی کہ جہلا کے بھی مخالف ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ان سے پہلے کسی نے وتر کو واجب نہیں کہا، اس معاملے میں ان کے شاگردوں نے بھی ان کی مخالفت کی ہے اور عام اہل علم کی موافقت۔''

(الأوسط: 92/8، ح: 2544)

❀ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ : إِنَّ الْوِتْرَ سُنَّةٌ لِمَا أَنَّ كِتَابَ اللّٰهِ، وَالسُّنَنَ الْمُتَوَاتِرَةَ وَالْمَشْهُورَةَ مَا أَوْجَبَتْ زِيَادَةً عَلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ .

''تمام فقہا نے کہا ہے کہ وتر سنت ہے، کیونکہ قرآن کریم اور مشہور و متواتر سنت نے پانچ سے زائد نمازیں فرض نہیں کیں۔''

(بدائع الصّنائع في ترتيب الشّرائع: 91/1)

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَالصَّلَاةِ، وَلٰكِنَّهُ سُنَّةٌ، فَلَا تَدَعُوهُ .

''وتر فرض نہیں، بلکہ سنت ہے، البتہ آپ اسے چھوڑیئے گا نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد: 107/1، سنن الدّارمي: 1620، واللفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند ''صحیح'' قرار دی ہے۔

(اتّحاف الخِيَرة المَهرة : 1732)

❀ عبدالرحمن بن ابوعمرہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے وتر کی بابت سوال کیا، تو فرمایا:

أَمْرٌ حَسَنٌ، عَمِلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ .

''وتر اچھا عمل ہے، اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا، مسلمانوں نے بھی ادا کیا ہے، تاہم واجب نہیں۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 300/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1068) نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (300/1) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ عبداللہ بن صنابحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ابومحمد نے کہا کہ وتر واجب ہے۔ اس پر سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابومحمد کو غلطی لگی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا، انہیں بروقت ادا کیا، رکوع و سجود اطمینان سے کیے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے معاف فرمائے گا اور ایسا نہ کرنے والے کے لئے کوئی وعدہ نہیں، چاہے تو معاف کردے اور چاہے تو عذاب دے۔''

(مسند الإمام أحمد : 317/5، سنن أبي داوٗد : 425، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' اور ''جید'' کہا ہے۔

(جامع المَسانید والسّنن : 559/4، ح : 5763)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں آٹھ تراویح اور وتر پڑھائے، اگلی رات ہم مسجد میں جمع ہوئے۔ اُمید تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے، لیکن صبح تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے۔ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم مسجد میں اس لیے جمع ہوئے تھے کہ آپ تشریف لائیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے۔ فرمایا:

إِنِّي خَشِيتُ أَوْ كَرِهْتُ أَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ .

''مجھے خدشہ ہوا کہ وتر فرض نہ ہو جائیں۔''

(صحیح ابن خزیمة : 1070، صحیح ابن حبّان : 2409، وسندهٗ حسنٌ)

✿ امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يَدُلُّ هٰذَا الْحَدِيثُ عَلٰى أَنَّ الْوِتْرَ وَقِيَامَ اللَّيْلِ غَيْرُ مَكْتُوبٍ فَرْضُهٗ عَلَى النَّاسِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ وتر اور قیام اللیل لوگوں پر فرض نہیں۔''

(الأوسط : 168/5)

❀ سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجد کی طرف سے ایک پراگندہ بال شخص آیا، ہمیں آواز کی گونج تو سنائی دیتی تھی مگر سمجھ نہ پائے کہ اس نے کہا کیا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور اسلام کے بارے میں سوال کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس نے کہا: ان کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ فرمایا:

لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ .

”نہیں! البتہ نفل پڑھے جا سکتے ہیں۔“

(صحيح البخاري : 46، صحيح مسلم : 11)

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ بتا رہے ہیں کہ پانچ سے زائد جو نماز ہے، وہ نفل ہے۔“

(صحيح ابن خزيمة : 136/2)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ .

”سواری کا رخ جدھر بھی ہوتا، نبی کریم ﷺ اس پر نفل ادا کر لیتے تھے، آپ ﷺ سواری پر وتر تو پڑھ لیتے تھے، فرض نہیں۔“

(صحيح البخاري : 1098، صحيح مسلم : 39/700)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس حدیث کے مطابق وتر نفل ہیں، وتر کو فرض وہی کہتا ہے، جس نے سنت کی مخالفت کرنی ہے اور اہل علم سے جدا رستہ اختیار کرنا ہے۔“

(الأوسط : 247/5)

❀ مسلم مولی عبد قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا:

’’آپ وتر کو سنت سمجھتے ہیں؟ کہا: سنت کا مطلب؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھے اور مسلمان پڑھتے ہیں۔ کہنے لگے: میں آپ سے یہ نہیں پوچھ رہا، بلکہ یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا وتر سنت ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عقل کام کرتی ہے؟ کہہ تو رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور مسلمان پڑھتے ہیں۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة: 295/2، 236/14، مسند أحمد: 29/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْوِتْرُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَمَنْ أَصَرَّ عَلٰى تَرْكِهٖ فَإِنَّهٗ تُرَدُّ شَهَادَتُهٗ .

’’مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ وتر سنت مؤکدہ ہے۔ جو اس کے ترک پر اصرار کرے، اس کی گواہی قبول نہیں۔‘‘

(مَجموع الفتاویٰ: 88/23)

سوال: حدیث: ’’وتر حق اور واجب ہے......‘‘ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: بعض لوگ وتر کے وجوب پر کچھ دلائل پیش کرتے ہیں، ان کی علمی و تحقیقی حیثیت کیا ہے، ملاحظہ ہو؛

① سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ؛ فَلَيْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ، فَلَيْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ، فَلَيْسَ مِنَّا .

’’تین بار فرمایا، وتر حق ہے، جو وتر نہیں پڑھتا، وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند أحمد : 357/5، سنن أبي داوٗد : 1419، المستدرك للحاكم : 305/1)

❀ تاریخ بغداد (175/5) میں اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ کے الفاظ ہیں۔

سند ”ضعیف“ ہے، عبید اللہ بن عبد اللہ ابو منیب عتکی (حسن الحدیث) کی عبد اللہ بن بریدہ سے بیان کردہ روایات منکر ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أَنْكَرَ حَدِيْثُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ وَّأَبِي الْمُنِيبِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ .

”حسین بن واقد اور ابو منیب کی روایت عبد اللہ بن بریدہ سے حد درجہ منکر ہوتی ہے۔“

(العِلَل ومعرفة الرّجال : 497)

یہ بھی انہی منکر روایات سے ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَهٗ مَنَاكِيْرُ . ”اس نے بہت سی منکر روایات بیان کر رکھی ہیں۔“

(التّاريخ الكبير : 388/5)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کو ان کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(الكامِل في ضعفاء الرّجال : 537/5)

حاصل یہ ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ ابو منیب کی جس روایت کو محدثین منکر قرار دیں گے، وہ ”ضعیف“ ہوگی۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ . ”یہ روایت ثابت نہیں۔“

(العِلَل المتناهية في الأحاديث الواهية : 765)

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے وجوب وتر ثابت نہیں ہوتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اکثر محدثین کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دلانے اور وتر پر ابھارنے کے لئے کہا گیا، ہمارے طریقے پر نہیں، سے مراد ہے کہ جو وتر سے بے رغبتی کرتے ہوئے ایسا کرے گا، وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ وجوب مراد نہیں۔''

(شرح السنّة : 103/4)

② سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْوِتْرُ حَقٌّ وَّاجِبٌ، فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، فَلْيُوتِرْ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُّوتِرَ بِوَاحِدَةٍ، فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ .

''وتر حق اور ثابت ہے، جو چاہے تین پڑھے اور جو چاہے ایک پڑھے۔''

(سنن الدّارقطني : 22/2)

سند ''ضعیف'' ہے، امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ اور امام زہری رحمہ اللہ دونوں مدلس ہیں، سماع کی تصریح ثابت نہیں۔

دوسرے یہ کہ وجوب وتر کے قائلین کو یہ روایت مفید نہیں، اس میں ایک وتر کا بھی ذکر ہے، جس کے وہ قائل نہیں۔ نیز ''واجب'' ثابت کے معنی میں ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ .

''وتر ہر مسلمان پر واجب ہے۔''

(مسند البزّار : 1637، نصب الرّاية للزّيلعي الحنفي : 113/2)

سند سخت ''ضعیف'' ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

① جابر بن یزید جعفی جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''(طَبقات المدلّسين : 53)

❁ نیز لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ رَافِضِيٌّ . ''ضعیف اور رافضی ہے۔''(تقريب التّهذيب : 878)

② ابراہیم نخعی ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

④ سیدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ .

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعمال میں ایک اور نماز کا اضافہ کیا ہے، جو آپ کے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت عشا اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1418، سنن التِّرمِذي : 455، سنن ابن ماجه : 1168)

سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، عبد اللہ بن ابو مرہ زوفی کا سیدنا خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لِإِسْنَادِهِ سَمَاعُ بَعْضِهِمْ مِّنْ بَعْضٍ .

''سند کے راویوں کا ایک دوسرے سے سماع نہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(التّاریخ الکبیر : 203/3)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادٌ مُّنْقَطِعٌ، وَمَتْنٌ بَّاطِلٌ .

''سند منقطع اور متن باطل ہے۔''(الثِّقات : 45/5)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ . ''یہ روایت ثابت نہیں۔''(میزان الاعتدال : 501/2)

٦ عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام آئے، تو انہیں معلوم ہوا کہ شامی وتر نہیں پڑھتے، انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اہل شام وتر نہیں پڑھتے؟ معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا وتر واجب ہے؟ کہا: جی ہاں! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے رب نے مجھ پر ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے، وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت عشا اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔''

(زوائد مسند الإمام أحمد : 242/5)

سند سخت ''ضعیف'' ہے:

١ عبیداللہ بن زحر جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

٢ عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی بھی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

٣ عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اس نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔“(تنقيح التّحقيق :213/1)

⑦ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَا أُحِبُّ أَنِّي تَرَكْتُ الْوِتْرَ، وَلَوْ أَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ.

”میں وتر چھوڑنا پسند نہیں کرتا، اگرچہ مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 296/2)

سند ”ضعیف“ ہے۔

① سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

② مخبر مجہول ہے۔

③ وجوب وتر پر دلالت نہیں کرتا۔

ثابت ہوا کہ وتر کی وجوب پر دلالت کرنے والی تمام مرفوع اور موقوف روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔ اہل علم نے ان پر جرح کی ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات جب تیسری رکعت پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، تو اپنے والدین کو عذاب ہوتے دیکھا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین کیا۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ جھوٹ اور بے اصل ہے۔

سوال: وتر میں کونسی دعائیں پڑھی جائیں؟

جواب: قنوت وتر میں مندرجہ ذیل دعائیں منقول و ماثور ہیں۔

❀ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وتر کی یہ دُعا سکھائی:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .

''اللہ! مجھے ہدایت یافتہ بندوں میں داخل فرما، عافیت والوں میں رکنیت عطا کر اور اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل کر لے۔ اپنی عطاؤں میں برکت فرما اور تقدیر کے شر سے حفاظت فرما، کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ نہیں ہو سکتا، جس سے تو دوستی کرے، وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے دشمنی کرے، عزت نہیں پاتا۔ ہمارے رب! تو بہت بلند اور بابرکت ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1425، سنن التِّرمِذي : 464، سنن النّسائي : 1746، سنن ابن ماجه : 1778، صحيحٌ، مسند الإمام أحمد : 199/1، وسندهٗ صحيحٌ، سنن الدارمي : 1663، وسندهٗ صحيحٌ، الدعاء للطَّبَراني : 748، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن جارود (272)، امام ابن خزیمہ (1095۔ 1096)، امام ابن حبان (945) اور حافظ ابن ملقن (البدر المنير : 630/3) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (خُلاصة الأحكام : 455/1) اور حافظ عراقی رحمہ اللہ (تخريج أحاديث الإحياء، ص 183) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ سنن نسائی (1747) میں دُعا کے اختتام پر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ بھی ہیں۔

انہیں عبداللہ بن علی نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَمَّا رِوَايَتُهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَلَمْ يَثْبُتْ .

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت ثابت نہیں۔''

(تهذيب التّهذيب : 284/5)

یہ روایت انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

لہذا حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع: 3/ 441) کا اس کی سند کو ''صحیح'' کہنا درست نہیں۔

البتہ یہ الفاظ پڑھنے میں حرج نہیں، صحیح ابن خزیمہ (1100، وسندهٗ صحيحٌ) میں ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قیام رمضان میں قنوت نازلہ پڑھتے، تو اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے۔

✿ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سکھلایا کہ وتر میں یہ دعا پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيْتَ، وتَولَّنَا فِيمَنْ تَولَّيْتَ، وَبارِكْ لَنا فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبارَكْتَ وَتَعالَيْتَ .

''یا اللہ! ہمیں ہدایت یافتہ بندوں میں داخل فرما، عافیت والوں میں رکنیت عطا کر اور اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل کر لے۔ اپنی عطاوں میں برکت فرما اور تقدیر کے شر سے حفاظت فرما، کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جا سکتا، جس سے تو دوستی کرے، وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے دشمنی کرے، عزت نہیں پاتا۔ اے ہمارے رب! تو بہت بلند اور بابرکت ہے۔''

(المُعجم الكبير للطَّبَراني: 73/3، ح: 2700، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا کیا کرتے تھے:

رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ، وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا، إِلَيْكَ مُخْبِتًا، أَوْ مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي.

''یا اللہ! میری مدد کر، میرے مخالف کی مدد نہ کر، میری نصرت فرما، میرے دشمن کی نصرت نہ فرما، میرے لئے مکر کرنا، میرے خلاف مکر نہ کرنا، مجھے ہدایت عطا کر اور اتباع ہدایت میں آسانی، مجھ سے زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما، یا اللہ! مجھے اپنا شکر گزار بنا، ذکر کرنے والا اور تجھ سے ڈرنے والا بنا، متواضع، تیرے سامنے کراہنے اور دعائیں کرنے والا، توبہ کرنے والا اور تیری طرف رجوع کرنے والا بنا، میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہ دھو دے، میری دعا مقبول فرما اور میری دلیل ثابت کر، میرے دل کو راہ راست پہ لا، میری زبان کو درست طریق سے بولنا سکھا اور میرے دل سے بغض و کینہ دور کر دے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوالحسن طنافسی رحمہ اللہ نے وکیع بن جراح رحمہ اللہ سے پوچھا: قنوت وتر میں یہ دعا پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: جی ہاں!

(سنن أبي داوٗد : 1510، السنن الکبریٰ للنّسائي : 10368، سنن التِرمِذي : 3551، سنن ابن ماجه : 3830، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (948) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (520/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قنوت وتر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَمِلْءَ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، كُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ : لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .

''تیرے لئے حمد ہے، سات آسمانوں کے برابر، سات زمینوں کے برابر اور ان کے درمیان والے خلا کے برابر، اے بزرگی اور ثنا کے اہل! ہم سبھی تیرے بندے ہیں اور تو اپنے بندوں کی طرف سے کی گئی تعریف کا سب سے زیادہ حق دار، جسے تو دے اس سے کوئی چھین نہیں سکتا اور جس سے چھین لے، اسے کوئی دے نہیں سکتا، کسی بزرگ کی بزرگی تیرے مقابلے میں سودمند نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 300/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبدالرحمن بن ابزیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ انہوں نے قنوتِ نازلہ میں یہ دُعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ مَنْ يَّكْفُرُكَ .

''اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے، تیرے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، تیری طرف دوڑتے، تیری اتباع کرتے اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں، تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں جو کافروں کو ملنے والا ہے۔ یا اللہ! تجھ سے مدد اور بخشش کے طالب ہیں، تیری ثنا بیان کرتے ہیں، تجھ پہ ایمان لاتے ہیں، کفر نہیں کرتے، تیرے اطاعت گزار ہیں اور تیرے منکر سے قطع تعلق کرتے ہیں۔''

(السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 201/2، وسندهٗ صحيحٌ)

بیہقی رحمہ اللہ اور ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : 471/4) نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ طحاوی رحمہ اللہ نے (شرح معاني الآثار :249/1) میں بسند صحیح نقل کیا ہے۔

قنوت نازلہ کی طرح قنوت وتر میں مسنون دعا کے علاوہ بھی دعائیں کی جاسکتی ہیں۔

سوال: نماز وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع الیدین کرنا کیسا ہے؟

جواب: اصول یہ ہے کہ رکوع سے پہلے ہر تکبیر پر رفع الیدین ہے، رکوع سے پہلے قنوت میں اگر تکبیر کہیں، تو رفع الیدین بھی کریں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قنوت نازلہ سے پہلے اور بعض دوسرے سلف قنوت وتر سے پہلے تکبیر کہا کرتے تھے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی، دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوئے، تو انھوں نے تکبیر کہی اور قنوت کرنے لگے۔ بعد میں تکبیر کہہ کر رکوع چلے گئے۔‘‘

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 250/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’میں نے حکم، حماد اور ابو اسحاق رحمہم اللہ کو سنا، قنوت وتر کے بارے کہتے تھے کہ جب آپ قرأت سے فارغ ہوں، تو تکبیر کہیں، پھر رفع الیدین کریں۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة: 306/2، وسندهٗ صحيحٌ)

قنوت نازلہ اور قنوت وتر کا حکم ایک ہی ہے۔ اس لیے اگر کوئی قنوت وتر سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کر لے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: قدرت کے باوجود اگر کوئی جان بوجھ کر وتروں کی دعا چھوڑ دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کرنا اس کے لیے جائز نہیں۔

سوال: کیا وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا مسنون ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

(صحيح مسلم: 738)

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): وتر میں قنوت رکوع سے پہلے کرنی چاہیے یا رکوع کے بعد؟

(جواب): قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح ثابت ہے۔

❀ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر ادا فرماتے، پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص پڑھتے۔ وتروں کے بعد تین مرتبہ سبحان الملک القدوس پڑھتے، تیسری بار آواز لمبی کرتے۔“

(سنن النّسائي : 1700، سنن ابن ماجه : 1182، وسندهٗ صحيحٌ)

سنن دار قطنی (1644) میں سفیان ثوری کی فطر بن خلیفہ (ثقہ) نے متابعت کی ہے۔

❀ امام ابن مندہ رحمہ اللہ کی التوحید (2/ 191، وسندہ حسن) اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی سنن کبریٰ (3/ 38۔39) میں یہ الفاظ بھی ہیں: سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُولَ إِذَا فَرَغْتُ مِنْ قِرَاءَتِي فِي الْوِتْرِ...... .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلایا کہ قرأت وتر سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھوں۔“

❀ بالکل اسی سند کے ساتھ مستدرک حاکم (3/ 173) میں یہ الفاظ ہیں:

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وِتْرِي إِذَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

رَفَعْتُ رَأْسِي، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا السُّجُودُ ......

''مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھایا کہ جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں اور صرف سجدے باقی رہ جائیں تو یہ دعا پڑھوں۔۔۔''

معلوم ہوا کہ قنوتِ وتر رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح پڑھی جاسکتی ہے۔

❁ اسود بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ.

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کے علاوہ کسی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت نہیں پڑھتے تھے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 238/9، ح: 9165، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسماعیل بن عبدالملک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

''سعید بن جبیر رحمہ اللہ قنوت وتر میں رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 302/2، وسندهٗ صحيحٌ)

بعض سلف رکوع کے بعد قنوت کرتے تھے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے وتروں میں رکوع کے بعد قنوت وتر اور قنوت نازلہ پڑھی۔

(صحيح ابن خزيمة: 1100، وسندهٗ صحيحٌ)

رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دعا کرنا دونوں طرح کی روایات موجود ہیں، لہٰذا اس مسئلے میں سختی درست نہیں، یہ اجتہاد کا معاملہ ہے، اسے اجتہاد تک ہی رکھنا چاہیے، باعث

www.KitaboSunnat.com

نزاع نہیں بنانا چاہیے۔

اس بارے میں کچھ ضعیف روایات:

① علقمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ وَّأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة: 302/2)

سند ''ضعیف'' ہے۔ابراہیم نخعی کا عنعنہ ہے۔

② اسود بن یزید رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ عُمَرَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 2/301-302)

سند ابراہیم نخعی کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

③ اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوِتْرِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ.

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورت اخلاص پڑھتے، پھر رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھتے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 2327/9، ح: 9425)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند ”ضعیف“ ہے، لیث بن ابی سلیم جمہور محدثین کے نزدیک ”ضعیف“ اور ”سیء الحفظ“ ہے۔

④ سائب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ بَعْدَ الرُّكُوعِ .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ قنوت وتر رکوع کے بعد کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 302/2)

سند ضعیف ہے، شریک بن عبداللہ ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

⑤ ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ بَعْدَ الرُّكُوعِ .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ قنوت وتر رکوع کے بعد کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 302/2)

سند ”ضعیف“ ہے۔ عطاء بن سائب ”مختلط“ ہے اور ہشیم بن بشیر نے اس سے اختلاط کے بعد روایت لی ہے۔

سوال: وتروں سے سلام پھیرنے کے بعد کون سی دعا پڑھی جائے؟

جواب: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر ادا فرماتے، پہلی رکعت میں سورت اعلی، دوسری میں سورت کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص پڑھتے۔ وتروں کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھتے، اس طرح کہ آخری مرتبہ آواز لمبی کرتے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن النّسائي : 1700، سنن ابن ماجة : 1182، وسندہٗ صحيحٌ)

سنن دارقطنی (1644) میں سفیان ثوری کی متابعت فطر بن خلیفہ نے کی ہے اور فطر ثقہ ہیں۔

❀ سنن النسائی (1733، وسندہ صحیح) کی ہیں:

''نبی کریم ﷺ سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسِ کہتے، تیسری بار اونچی آواز سے کہتے۔''

یہ سنت مہجورہ ہے، بہت کم لوگ ہیں جو وتر کے بعد باواز بلند یہ دعا پڑھتے ہیں۔

❀ اس دعا کے بعد رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ کہنا بھی ثابت ہے۔

(سنن الدارقطني : 1644، السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 40/3، وسندہٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے:

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

''اللہ! میں تیری رضا کے وسیلے سے تیری ناراضی سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی کے صدقے، تیرے عذاب سے خلاصی، میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری ثنا کو شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے، جیسے تو نے اپنی ثنا کی۔''

(عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 892، وسندہٗ صحيحٌ متّصل، مسند الإمام أحمد : 96/1، 118، سنن أبي داوٗد : 1427، سنن النّسائي : 1748، سنن التِّرمِذي : 3566، سنن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجه : 1179، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (1/ 106) نے سند کو صحیح اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص وتر کی جماعت میں تیسری رکعت میں شامل ہو، تو کیا سلام کے بعد آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے گا؟

جواب: جی ہاں، آخری رکعت میں بھی دعائے قنوت پڑھے گا۔

سوال: کیا فرض کی امامت کرانے والے امام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص وتر کی امامت کرا سکتا ہے؟

جواب: کرا سکتا ہے۔

سوال: اگر تین رکعت وتر پڑھ رہا ہو، تو کیا دو رکعت کے بعد قعدہ کرے گا؟

جواب: ایک سلام سے تین وتر کا طریقہ یہ ہے کہ درمیان میں تشہد نہ بیٹھیں، ورنہ مغرب سے مشابہت لازم آئے گی، جو کہ منع ہے، اسی طرح یہ مشابہت یوں بھی ختم ہو جاتی ہے کہ با جماعت نماز وتر کی تیسری رکعت میں اونچی قرأت کی جاتی ہے۔

❀ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَّا يَجْلِسُ فِيهِنَّ، وَلَا يَتَشَهَّدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

''آپ رحمہ اللہ تین وتر پڑھتے، تو صرف آخر میں تشہد کرتے۔''

(المستدرك للحاكم :1/305، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 3/29، وسندہٗ حسنٌ)

❀ ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَلَّمُونَا أَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، غَيْرَ أَنَّا نَقْرَأُ فِي الثَّالِثَةِ، فَهٰذَا وِتْرُ اللَّيْلِ، وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ .

”ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سکھایا ہے کہ نماز وتر نماز مغرب کی طرح ہی ہے، البتہ ہم (وتر کی) تیسری رکعت میں قرأت کرتے ہیں، لہٰذا یہ رات کے وتر ہیں اور نماز مغرب دن کے وتر۔“

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :293/1، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا نماز وتر کے علاوہ کسی نماز میں قنوت کی جا سکتی ہے؟

جواب: قنوت نازلہ کسی بھی نماز کی آخری رکعت میں کی جا سکتی ہے۔ یہ مسنون عمل ہے۔ (بخاری:۱۰۰۱، مسلم:۶۷۷) اس کے نسخ کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ سے تین وتر ایک سلام سے ثابت ہیں؟

جواب: نبی اکرم ﷺ سے ایک سلام سے تین وتر ثابت نہیں، ملاحظہ فرمائیں:

❁ بعض لوگوں نے تین وتر ایک سلام سے ادا کرنے پر بخاری و مسلم کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں، کیونکہ اس حدیث کی وضاحت صحیح مسلم میں موجود ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ، إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِوَاحِدَةٍ .

”نمازِ عشاء، جسے لوگ ”عتمہ“ کہتے ہیں اور نمازِ فجر کے درمیان نبی کریم ﷺ گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔“ (صحيح مسلم : 736/122)

یہ حدیث نص ہے کہ نبی ﷺ تین وتر دو سلام سے ہی ادا کرتے تھے، مضارع پر ”کان“ داخل ہو، تو مخالف قرینہ نہ ہونے کی صورت میں اسے استمرار پر محمول کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک وتر الگ پڑھنے کو آپ ﷺ کا دائمی عمل بتایا ہے۔

اس بارے میں کچھ روایات پیش کی جاتی ہیں، جو کہ ضعیف و غیر ثابت ہیں؛

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ .

”رسولِ اکرم ﷺ تین وتر ادا کرتے تھے۔“

(سنن النّسائي : 1699)

سند ”ضعیف“ ہے۔ قتادہ ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسولِ اکرم ﷺ عشا کے بعد گھر داخل ہوتے، تو دو رکعتیں ادا کرتے، پھر دو رکعتیں ان سے بھی لمبی پڑھتے اور ایک سلام سے تین وتر ادا کرتے۔ پھر بیٹھ کر دو رکعت ادا فرماتے، رکوع و سجود بھی بیٹھ کر ہی کرتے۔“

(مسند الإمام أحمد : 155/6۔ 156)

سند حسن بصری رحمہ اللہ کے عنعنہ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَّا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَهٰذَا وِتْرُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْهُ أَخَذَهٗ أَهْلُ الْمَدِينَةِ .

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے اورسلام فقط آخری رکعت میں پھیرتے تھے، امیرالمومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح وتر پڑھتے تھے۔اہل مدینہ نے وتر کا یہ طریقہ انہی سے لیا ہے۔''

(المستدرك للحاكم :304/1)

سند قتادہ رحمہ اللہ کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَلٰى عُلُوِّ قَدْرِهٖ يُدَلِّسُ، وَيَأْخُذُ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ .

''قتادہ رحمہ اللہ بلند قدر ومنزلت کے باوجود تدلیس کرتے اور ہر طرح کے راویوں سے روایات لے لیتے تھے۔''

(المستدرك على الصّحيحين :851)

❁ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت کافرون اورتیسری میں سورت اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے اور سلام کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ پڑھتے تھے۔''(سنن النّسائي : 1702)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

فائدہ: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ فِيهِنَّ حَتّٰى يَنْصَرِفَ .

''رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے وقت آخر میں سلام پھیرتے۔''

(شرح مشكل الآثار للطّحاوي :368/11، ح :4501، مسند الشاشي : 1432)

سند حفص بن غیاث کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

❀ ثابت البنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو محمد! مجھ سے سیکھ لیں، میں نے رسول ﷺ سے اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے، آپ کو سیکھنے کے لئے مجھ سے معتبر آدمی نہیں ملے گا۔ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے عشاء کی نماز پڑھائی، پھر چھ رکعات نفل ادا کیے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھے اور ان کے آخر میں سلام پھیرا۔''

(كنز العُمّال : 66/8، تاريخ ابن عساكر : 268/9)

سند ''ضعیف'' ہے۔ میمون بن عبداللہ، ابو عبداللہ ''مجہول'' ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حَجَر : 7048)

لہٰذا اس سے حجت پکڑنا درست نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''......جب تک اللہ نے چاہا نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی، رات کا آخری حصہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا اور آپ نے وتر پڑھنے کا ارادہ کیا تو پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ اور دوسری میں سورت کافرون پڑھیم، پھر قعدہ کیا، قعدہ کے بعد سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو گئے تیسری رکعت میں سورت اخلاص پڑھی۔ قرأت سے فارغ ہوئے، تو تکبیر کہی اور قنوت پڑھی، جو اللہ نے چاہا دعا مانگی، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے گئے۔''

(الإستيعاب لابن عبد البر : 71/4، مصنف إبن أبي شيبة : 302/2)

من گھڑت ہے۔

① ابان بن عیاش ''کذاب اور متروک'' ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے۔(تقريب التهذيب : 142)

❀ نیز فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِالْاِتِّفَاقِ . ''بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(فتح الباري : 222/9، 239)

② ابراہیم نخعی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: وتروں کی دو رکعات میں آدھی آدھی سورت تلاوت کی، کیا وتر میں کوئی خرابی واقع ہوئی؟

جواب: کچھ حرج واقع نہ ہوا۔

سوال: نماز وتر میں امام کو سہو ہوا، کیا مقتدی سبحان اللہ کہہ کر تنبیہ کرے گا؟

جواب: وتر میں سہو ہو جائے، تو بھی مقتدی سبحان اللہ سے ہی تنبیہ کریں گے۔

سوال: قنوت وتر میں ہاتھ اُٹھانا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: قنوت میں ہاتھ اُٹھانا جائز ہے، سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مرض الموت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جماعت کروا رہے تھے، آپ ﷺ صفیں چیرتے آگے آئے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا، آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہیں:

رَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا أَمَرَهٗ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ .

”سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ منصب پر اللہ کی حمد بیان کی۔“

(صحيح البخاري : 684، صحيح مسلم : 421)

معلوم ہوا کہ کسی بھی نماز میں دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا مشروع اور جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے قنوتِ نازلہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا ثابت ہے، قنوت تو قنوت ہی ہے، وتروں میں ہو یا نازلہ میں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا صَلَّى الْغَدَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ .

”میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی فجر پڑھتے، ہاتھ اٹھا کر قبیلہ رعل وذکوان پر بددعا کرتے۔“

(مسند الإمام أحمد : 137/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ اس روایت کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (7443) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَفَعَ يَدَيْهِ فِي قُنُوْتِهٖ فِي الْوِتْرِ .

”قنوتِ وتر کرنے والا اس میں ہاتھ اُٹھائے۔“

(مسائل أحمد برواية عبد اللّٰه، ص 90، مسئلة : 319)

❁ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(مسائل الإمام أحمد و إسحاق بن راهويه برواية الكوسج : 649/2)

سلف صالحین میں کوئی ثقہ امام قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کے خلاف نہیں۔

سوال: جس نے عشاء کے ساتھ وتر پڑھ لیے ہوں، پھر آخری پہر تہجد ادا کرنا چاہتا ہے، تو کیا کرے؟

جواب: قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ افطاری ہماری ہاں کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے، تو ایک آدمی کو آگے کر کے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیے، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

”ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔“

(سنن أبي داوٗد : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن التِّرمذي : 470، وسنده حسنٌ، وأخرجهٗ أحمد : 23/4، وسندهٗ حسنٌ أيضًا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1101) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2449) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 481/2)

اول رات وتر ادا کر کے سونے والا آنکھ کھلنے پر نوافل ادا کر سکتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت:

پہلی صورت یہ کہ ایک رکعت پڑھ کر وتر جفت بنا دے، پھر نوافل پڑھنا شروع کر دے، آخر میں وتر پڑھ لے:

① حطان بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے:

''وتر تین طرح کا ہے؛ اول رات میں پڑھ لے، پھر اگر نماز پڑھنا چاہتا ہے، تو صبح تک دو دو رکعت ادا کرتا رہے۔ یا وتر کے بعد ایک رکعت پڑھ کر اسے جفت بنا لے، پھر دو دو رکعتیں پڑھے اور چاہے، تو وتر نماز کے آخر میں پڑھ لے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :340/1، الكبرٰى للبَيهقي : 37/3، وسندهٗ صحيحٌ)

② نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مکہ میں تھا، آسمان اَبر آلود تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے طلوع صبح کے اندیشے سے ایک وتر پڑھا، مطلع صاف ہو گیا، تو دیکھا کہ رات ابھی باقی ہے۔ انہوں نے ایک رکعت پڑھ کر نماز کو جفت بنا لیا۔ بعد میں دو دو رکعت تہجد پڑھی، صبح کا اندیشہ ہوا، تو ایک وتر پڑھا۔''

(الموطّأ للإمام مالك :125/1، وسندهٗ صحيحٌ)

③ ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ أُسَامَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَنْقُضَانِ الْوِتْرِ .

”سیدنا اسامہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وتر جفت بنا دیتے تھے۔“

(الأوسط لابن المنذر : 87/5، وسندهٗ صحيحٌ)

④ ابو مجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا اسامہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قُمْتَ تُصَلِّي؛ فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ، وَاشْفَعْ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ أَوْتِرْ .

”جب آپ شروع رات میں وتر پڑھ لیں، پھر نماز کے لئے کھڑے ہوں، تو جتنا جی چاہے نماز پڑھ لیں، ایک رکعت پڑھ کر وتر کو جفت کر لیں، پھر آخر میں دوبارہ وتر پڑھ لیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَإِذَا قَامَ شَفَعَ .

”آپ شروع رات میں وتر پڑھ لیتے، بیدار ہوتے، تو اسے جفت کر لیتے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، وسندهٗ حسنٌ)

⑥ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَمَّا أَنَا؛ فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُومَ مِنَ اللَّيْلِ أَوتَرْتُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ نِمْتُ، فَإِذَا قُمْتُ، وَصَلْتُ إِلَيْهَا أُخْرٰى .

”قیام اللیل کا ارادہ ہو، تو میں ایک وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں، جب اٹھتا ہوں تو اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملا دیتا ہوں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الأوسط لابن المنذر : 197/5، وسندهٗ صحيحٌ)

دوسري صورت :

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھ کر وتر جفت نہ کرے، نوافل ادا کرے۔ پہلے پڑھے گئے وتر کافی جانے، دوبارہ نہ پڑھے۔

① ابو جمرہ رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

إِذَا أَوْتَرْتَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَلَا تُوتِرْ آخِرَهٗ، وَإِذَا أَوْتَرْتَ آخِرَهٗ، فَلَا تُوتِرْ أَوَّلَهٗ .

”جب آپ اول رات میں وتر پڑھ لیں، تو آخر رات نہ پڑھیں، آخر رات پڑھنا چاہیں، تو اول رات میں نہ پڑھیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 343/1، وسندهٗ حسنٌ)

② عمار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَمَّا أَنَا فَأُوتِرُ، فَإِذَا قُمْتُ، صَلَّيْتُ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَتَرَكْتُ وِتْرِي الْأَوَّلَ كَمَا هُوَ .

”میں وتر پڑھ لیتا ہوں، پھر جب قیام کرتا ہوں، تو دو دو رکعت ادا کرتا ہوں اور پہلے وتر کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، وسندهٗ حسنٌ)

③ مکحول شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا أَوْتَرَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، صَلّٰى شَفْعًا شَفْعًا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”وتر پڑھ لے، پھر نماز کے لئے کھڑا ہو، تو دو دو رکعت کر کے پڑھتا رہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، وسندهٗ حسنٌ)

تنبیہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا .

”رات کی آخری نماز وتر بنائیں۔“

(صحيح البخاري : 998، صحيح مسلم :751)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم استحباب پر محمول ہے، کیونکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ (صحيح مسلم : 738)

سلف کے آثار سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

سوال: کیا قنوت نازلہ صرف نماز فجر کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: قنوت نازلہ کسی بھی نماز کی آخری رکعت میں کی جا سکتی ہے۔

❁ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے وتروں میں رکوع کے بعد قنوت وتر اور قنوت نازلہ پڑھنا ثابت ہے۔

(صحيح ابن خزيمة : 1100، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: قنوت نازلہ رکوع کے بعد کی جائے، تو کیا ہاتھ اٹھانا جائز نہیں؟

جواب: قنوتِ نازلہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا ثابت ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا صَلَّى الْغَدَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی فجر پڑھتے، ہاتھ اٹھا کر قبیلہ رعل وذکوان پر بددعا کرتے۔‘‘

(مسند الإمام أحمد: 137/3، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (7443) نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

سوال: کیا دعائے قنوت میں مقتدی امام کی دعا پر آمین کہیں گے؟

جواب: وتر کی جماعت میں امام بلند آواز سے دعا کر رہا ہو، تو مقتدی آمین بھی کہہ سکتے ہیں۔

سوال: قنوت نازلہ کس وقت کی جاسکتی ہے؟

جواب: نازلہ کا مطلب ہے: نازل ہونے والی مصیبت، پریشانی، ارضی وسماوی آفت، بیماری اور دشمن کا خوف وغیرہ۔ قنوت نازلہ کو جنگی حالات کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں۔ امراض اور وبائیں نوازل اور حوادث ہیں، اس لیے ان میں قنوت نازلہ بھی کی جاسکتی ہے۔ حال ہی میں پھیلنے والے کرونا وائرس میں بھی قنوت نازلہ کی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا نماز جمعہ میں قنوت نازلہ کی جاسکتی ہے؟

جواب: کی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا نماز مغرب میں قنوت نازلہ کی جاسکتی ہے؟

جواب: نماز مغرب کی تیسری رکعت میں قنوت نازلہ کی جاسکتی ہے، تیسری رکعت میں اونچی قرائت نہیں کی جائے گی۔ اس سے وتر اور نماز مغرب میں مشابہت لازم نہ آئے گی، کیونکہ وتر کی دوسری رکعت کے بعد تشہد نہیں ہے، جبکہ نماز مغرب کی دوسری رکعت کے بعد تشہد ہے اور وتر کی تیسری رکعت میں اونچی قرائت کی جاتی ہے اور نماز مغرب کی تیسری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رکعت میں باآواز بلند قرأت نہیں کی جاتی۔

سوال: نماز فجر کی دوسنتوں کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: نماز فجر کی دوسنتیں بہت افضل ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ﴾(الطّور : ٤٩)

”ستاروں کے غروب کے وقت اللہ کی تسبیح کیجئے۔“

بعض اہل علم نے اس سے فجر کی سنتیں مراد لی ہیں۔

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا .

”فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔“

(صحيح مسلم : 725)

② ایک روایت میں ہے:

لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا .

”یہ دونوں مجھے پوری کائنات سے زیادہ محبوب ہیں۔“

(صحيح مسلم : 97/725)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں سب سے زیادہ اہتمام فجر کی دوسنتوں کا کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1169، صحيح مسلم : 94/724)

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”نبی کریم ﷺ نے عشا کی نماز پڑھائی، تہجد کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں اور دو رکعت بیٹھ کر ادا کیں، پھر فجر کی دو سنتیں اذان اور اقامت کے درمیان پڑھیں، جو آپ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔“(صحيح البخاري : 1159)

سوال: کیا سفر میں بھی فجر کی سنتیں ادا کی جائیں گی؟

جواب: نبی کریم ﷺ سفر میں بھی فجر کی سنتیں ادا کرتے تھے۔(مسلم:٦٨٠)

سوال: کیا فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان بات چیت کی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، کی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا فجر کی دو رکعت واجب ہیں؟

جواب: فجر کی دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں، نبی کریم ﷺ جو انہیں سفر میں بھی ادا کرتے تھے، اس کی وجہ ان کا واجب ہونا نہ تھا، بلکہ افضل ہونا تھا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مسجد میں داخل ہوا، فجر کی جماعت کھڑی ہونے والی تھی، ابھی سنتیں ادا نہیں کیں، تو کیا کرے؟

جواب: جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتیں جماعت کے بعد ادا کر لے۔

سوال: فجر کی سنتوں میں مسنون قرأت کیا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ فجر کی سنتیں مختصر پڑھتے اور اس میں یہ قرأت کرتے۔

❁ نبی کریم ﷺ فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں سورت بقرہ کی آیت ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ اور دوسری رکعت میں سورت آل عمران کی یہ آیت پڑھا کرتے تھے: ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾.

(صحيح مسلم : 727)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ.

”رسول اکرم ﷺ نے فجر کی دو سنتوں میں سورت کافرون اور سورت اخلاص کی قرأت کی۔“ (صحيح مسلم : 726)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”ایک آدمی نے کھڑے ہو کر فجر کی دو سنتیں ادا کیں، پہلی رکعت میں سورت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الکافرون پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ دوسری میں اس نے سورت الاخلاص پڑھی۔ فرمایا: یہ اپنے رب پر ایمان لایا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ان دو رکعتوں میں یہ دو سورتیں پڑھنا مستحب سمجھتا ہوں۔''

(صحیح ابن حبّان: 213/6، ح: 2460، وسندہٗ حسنٌ)

❀ امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار (298/1) میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

هٰذَا عَبْدٌ عَرَفَ رَبَّهٗ .

''اس بندے نے اپنی رب کی معرفت حاصل کر لی۔''

اس حدیث کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الأفکار: 503/1، 504) نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

سوال: فجر کی جماعت کھڑی ہے، تو کیا فجر کی سنتیں الگ ہو کر ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: فرض کی اقامت شروع ہو جانے کے بعد سنتیں اور نوافل پڑھنا جائز نہیں، صف میں ادا کیے جائیں یا صف سے پیچھے، خواہ ادائیگی کے بعد کلام کریں یا نہ کریں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ .

''فرض نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو کوئی نفل نماز نہیں ہوتی۔''

(مسند الإمام أحمد: 331/2؛ صحیح مسلم: 710)

یہ حدیث مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح بیان ہوئی ہے، اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان بھی ثابت ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی اور یہ اصول ہے کہ موقوف مرفوع کے لیے تقویت کا باعث ہوتی ہے۔ اس مرفوع حدیث سے ثابت ہوتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ فجر کی سنتیں ہوں یا کوئی اور نماز، فرض کی اقامت کے بعد پڑھنا ممنوع ہے۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (م:388ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا بَيَانٌ أَنَّهُ مَمْنُوعٌ مِّنْ رَّكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَمِنْ غَيْرِهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ، إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ (اقامت کے بعد) فجر کی دو رکعت اور دوسری کوئی بھی نماز ممنوع ہے سوائے فرض کے۔''(معالم السنن :274/1)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (597ھ) فرماتے ہیں:

''اقامت کے بعد نفل کی ممانعت اس لیے ہے کہ اب وقت فرض نماز کا ہے اور جائز نہیں کہ کامل کی موجودگی میں ناقص میں مشغول ہوا جائے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ جو شخص مسجد سے باہر ہو اور اسے خدشہ نہ ہو کہ دوسری رکعت کا رکوع بھی رہ جائے گا، وہ دو رکعت ادا کر کے نماز میں داخل ہو۔ حالانکہ یہ حدیث اس کا ردّ کرتی ہے۔''

(كشف المشكل من حديث الصّحيحين :1022/1)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں فرض کی اقامت کے بعد نفل کی واضح ممانعت ہے، خواہ وہ نفل سنن راتبہ ہوں، جیسے صبح، ظہر اور عصر کی سنتیں یا کوئی اور نفل نماز۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔''

(شرح مسلم :247/1)

❀ حافظ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”صحیح اور صریح سنت ہے کہ فرض کی اقامت کے بعد نفل ناجائز ہیں، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ احناف نے اس سنت کو ردّ کیا ہے۔“

(إعلام الموقّعين : 375/2)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الَّتِي أُقِيمَتْ .

”نماز کی اقامت جب کہہ دی جائے، تو صرف وہی نماز پڑھی جاسکتی ہے، جس کی اقامت کہہ دی گئی ہے۔“

(الأوسط للطّبراني : 8654، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 371/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسولِ اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کی اقامت کے بعد فجر کی سنتیں پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، تو لوگوں نے اسے گھیر لیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا: فجر کی چار رکعت ہیں، فجر کی چار رکعت ہیں؟“

(صحيح البخاري : 663؛ صحيح مسلم : 711)

❁ صحیح مسلم میں ہے:

”صبح کی نماز کھڑی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اقامت کے دوران نماز پڑھ رہا تھا۔ فرمایا: آپ صبح کی (فرض نماز) چار رکعتیں ادا کر رہے ہیں؟“

❁ حافظ ابنِ عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ کیا آپ دو نمازیں اکٹھی پڑھنا چاہتے ہیں، اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

اس آدمی کو آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ان دونوں میں سے آپ کی (فجر کی فرض) نماز کون سی ہے؟ نیز سیدنا بحینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ کیا آپ فجر کی دو رکعتوں کو چار پڑھنا چاہتے ہیں؟ یہ سب باتیں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اس کام پر انکار ہے۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ فرض کی اقامت کے بعد مسجد میں فجر کی دو رکعتیں یا نفل ادا کرے۔“

(التّمهيد : 22/68-69)

❁ مشہور فقیہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (656ھ) فرماتے ہیں:

”نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ کیا آپ صبح کی (فرض) نماز چار رکعت ادا کر رہے ہیں؟ اس کام کرنے والے پر انکار ہے اور انکار میں اس کا ردّ ہے، جو امام کے نماز پڑھاتے ہوئے فجر کی سنتیں ادا کرنا جائز قرار دیتا ہے۔“

(المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 2/350)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) «آلصُّبْحَ أَرْبَعًا» کے الفاظ کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں:

”فرمانِ نبوی کہ کیا آپ صبح کی (فرض) نماز چار رکعت ادا کرتے ہیں؟ یہ استفہام انکاری ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ صبح کی نماز کی اقامت کے بعد صرف فرض نماز ہی ادا کی جا سکتی ہے۔ جب آدمی اقامت کے بعد دو رکعت نفل ادا کرے گا پھر نمازیوں کے ساتھ فرض پڑھے گا، تو گویا صبح کی چار رکعت ادا کر رہا ہے کیونکہ اس نے اقامت کے بعد چار رکعت ادا کی ہیں۔“

(شرح مسلم :1/247)

❁ علامہ عینی رحمہ اللہ (855ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”یہ فرمانِ نبوی کہ کیا صبح کی نماز چار رکعت پڑھ رہے ہو؟ اس شخص پر انکار تھا جو اقامت ہو جانے کے بعد سنتیں ادا کر رہا تھا۔ جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد جب اس طرح کرے کہ پہلے دو سنتیں پڑھے، پھر امام کے ساتھ شامل ہو تو گویا اس نے چار فرض پڑھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کے بعد کوئی نماز سوائے فرض نماز کے نہیں ہوتی۔“

(عُمدة القاري : 181/5)

❀ سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ اس نے مسجد کے کونے میں فجر کی دو سنتیں پڑھیں، پھر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا۔ آپ ﷺ نے سلام پھیرا، تو فرمایا: اے فلاں! ان دو نمازوں میں سے کون سی نماز آپ نے شمار کی ہے؟ وہ نماز جو اکیلے پڑھی ہے یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی ہے؟“

(صحيح مسلم : 712)

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (388ھ) فرماتے ہیں:

”یہ حدیث دلیل ہے کہ امام جب فرض پڑھ رہا ہو تو سنتوں میں مشغول نہ ہوں، بلکہ انہیں چھوڑ دیں اور نماز مکمل ہونے کے بعد ادا کریں۔“

(مَعالم السّنن :274/1)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ فرض کی اقامت کے بعد نفل نہیں پڑھے جا سکتے، اگرچہ نفل کے بعد جماعت میں شامل ہو سکتا ہو۔ جو یہ کہتا ہے کہ اگر یقین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہو کہ پہلی یا دوسری رکعت میں شامل ہو جائے گا، تو نفل پڑھ سکتا ہے، اس حدیث میں اس کا بھی رد ہے۔''

(شرح مسلم :247/1)

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ فجر کی سنتیں تکبیر کے بعد پڑھنا جائز نہیں، ورنہ رسول اللہ ﷺ اس پر معترض نہ ہوتے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا، وہ نماز فجر کی اقامت کے بعد فجر کی سنتیں ادا کر رہا تھا۔ فرمایا: آپ صبح کی چار رکعت ادا کر رہے ہیں؟''

(مسند البزّار : 3260، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

''میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مؤذن اقامت کہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھینچا اور فرمایا: صبح کی نماز چار رکعت ادا کرنا چاہتے ہیں؟۔''

(مسند الطیالسي : 2859، السنن الکبرٰی للبیهقي : 482/2، وسندہٗ حسنٌ)

اسے امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ (1124) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2469) نے صحیح کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''صبح کی نماز کھڑی ہو گئی، تو ایک آدمی سنتیں ادا کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے کپڑوں سے اسے کھینچا اور فرمایا: صبح کے چار فرض ادا کر رہے ہیں؟''

(مسند الإمام أحمد :238/1، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نماز کھڑی ہو گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو نفل ادا کرتے دیکھا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: دو نمازیں جمع کر رہے ہیں آپ؟“

(التّاريخ الصّغير للبخاري : 2300، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ نُصُوصٌ مَّنْقُولَةٌ نَقْلَ التَّوَاتُرِ، لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ خِلَافُهَا .

”یہ نصوص متواتر ہیں، کسی کے لیے ان کے خلاف عمل کرنا جائز نہیں۔“

(المحلّٰى : 108/3، مسئلة : 308)

سوال: نفل نماز شروع کرنے کے بعد اگر توڑ دی جائے، تو کیا اس کا اعادہ واجب ہو جاتا ہے؟

جواب: نفل نماز شروع کرنے سے واجب نہیں ہوتی، جان بوجھ کر نہیں توڑنی چاہیے، البتہ اگر توڑ دی جائے، تو ان کی قضا واجب نہیں، بلکہ اختیاری ہے۔

سوال: ظہر کی پہلی چار سنتوں کی نیت باندھی، جماعت کھڑی ہونے کی وجہ سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا، کیا جماعت کے بعد چار رکعت کی قضا ہوگی یا دو رکعت کی؟

جواب: چار رکعت کی قضا ہوگی۔

سوال: کیا ظہر، مغرب اور عشاء کے بعد نوافل پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: یہ ممنوع اوقات نہیں، اس لیے ان نمازوں کے بعد مطلق نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں۔

سوال: فجر کی سنتیں رہ جائیں، تو کیا انہیں جماعت کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے ادا کرنا ثابت ہے؟

جواب: جماعت کے بعد پڑھنا ثابت ہے۔ (مسند الحمیدی: ۸۹۲، وسندہ حسن)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: جو شخص سنت مؤکدہ کو جان بوجھ کر ترک کر دے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ بہت بڑی خیر سے محروم ہے۔

سوال: سنن راتبہ گھر میں پڑھنا افضل ہیں یا مسجد میں؟

جواب: مردوں کے لئے گھر میں نوافل ادا کرنا مسجد کی نسبت افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے قول و فعل سے اس کی ترغیب دلائی ہے۔ گھر میں نوافل ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور رضائے الٰہی کا باعث ہے۔ اس سے گھروں میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے، گھر آباد و شاد رہتے ہیں، شر اور شیطانی اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ گھر میں پہلی اور بعد والی سنتوں اور دیگر نوافل کی ادائیگی اندرونی و بیرونی نقصانات اور پریشانیوں کے مداوا کے لیے اکسیر ہے۔

گھر تو سکون کا باعث ہوتے ہیں، لیکن کتنے ہی گھر اس سکون سے خالی ہیں، ان کے مکین اس نعمت کے حصول کو چوکوں، چوراہوں، پارکوں اور بازاروں کا رُخ کرتے ہیں۔ گھر عبادت الٰہی سے آباد رکھے جائیں، تو آسودگی اور عافیت کی آماج گاہیں بن جائیں۔ علاوہ ازیں گھروں میں عبادت کرنے سے ریاکاری اور دکھاوے کا احتمال کم ہو جاتا ہے۔ گھروں کو ایسی تمام چیزوں سے پاک رکھنا چاہیے، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی کا باعث بنیں۔

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَفْضَلِيَّةِ فِعْلِ النَّوَافِلِ الْمُطْلَقَةِ فِي الْبَيْتِ.

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ مطلق نوافل کی گھر میں ادائیگی افضل ہے۔“

(طرح التّثریب: 36/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهٖ؛ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيبًا مِّنْ صَلَاتِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَيْرًا .

''مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد اس کا کچھ حصہ نوافل کی صورت گھر میں بھی ادا کریں، اس سے اللہ تعالیٰ گھر میں خیر و برکت نازل فرمائے گا۔''

(صحيح مسلم : 778)

❁ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهٖ، إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ .

''لوگو! (نفل) نماز گھروں میں ادا کیا کریں، فرض کے علاوہ باقی نمازیں گھر میں ادا کرنا ہی افضل ہے۔''

(صحيح البخاري :731، صحيح مسلم :781)

❁ صحیح مسلم کی روایت (781) کے الفاظ ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهٖ؛ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ .

''نماز گھروں میں ادا کیا کریں، فرض کے علاوہ باقی نمازیں گھر میں ادا کرنا ہی بہتر ہے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِّنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”نماز کا کچھ حصہ گھروں میں ادا کیا کریں، انہیں قبرستان مت بنائیں۔“

(صحيح البخاري : 432، صحيح مسلم : 777)

❁ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ نے نمازِ مغرب بنوعبد الاشہل کی مسجد میں ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوئے، تو دیکھا کہ لوگ سنتیں مسجد میں ادا کر رہے ہیں، فرمایا: یہ نماز گھروں میں ادا کیا کریں۔“

(سنن أبي داوٗد : 1300، سنن النّسائي : 1600، سنن التِّرمِذي : 604، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1201) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

یہ اور اس طرح کی کئی دیگر احادیث دلالت کناں ہیں کہ سنن مؤکدہ اور مطلق نوافل گھروں میں ادا کرنا افضل ہے۔

سوال: ظہر کی پہلی چار سنت رہ گئیں، کیا فرض کے بعد ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: سنتوں کی قضا دی جا سکتی ہے۔

سوال: جن فرائض کے بعد سنن مؤکدہ ہیں، اذکار ان فرائض کے بعد ہوں گے یا فرائض کی بعد والی سنتوں کے بعد؟

جواب: نماز کے بعد والے اذکار ہمیشہ فرائض کے بعد کیے جائیں۔

سوال: فرض کے بعد سنتوں میں کب تک تاخیر کی جا سکتی ہے؟

جواب: سنتوں کو اذکار کے بعد فوراً ادا کر لینا چاہیے، بلا وجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے، البتہ جب تک نماز کا وقت ہے، اس وقت تک سنتیں ادا کی جا سکتی ہیں۔

سوال: کیا فرائض کے بعد والی سنتیں بھی گھر میں پڑھنا افضل ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جی ہاں۔

سوال: دعا فرائض کے بعد مانگنی چاہیے یا نوافل کے بعد؟

جواب: دعا کسی بھی وقت مانگی جاسکتی ہے۔ دعا کو فرائض کے بعد خاص کرنا بدعت ہے۔ کسی بھی وقت انفرادی یا اجتماعی دعا کی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا امام مصلیٰ پر بھی نوافل پڑھ سکتا ہے؟

جواب: پڑھ سکتا ہے۔

سوال: سنتوں اور فرائض کے درمیان دنیاوی باتیں کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے فرائض یا سنتوں پر کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

سوال: فرائض سے پہلے اور بعد والی سنن راتبہ کی مشروعیت میں کیا حکمت ہے؟

جواب: سنن راتبہ میں حکمت یہ ہے کہ یہ فرائض کی بجا طور پر ادائیگی میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ انہیں مسلسل چھوڑنے والا ایک نہ ایک دن فرائض کا تارک بن جاتا ہے۔ گویا یہ فرائض کی ادائیگی کے لیے مضبوط سہارا ہیں۔

❀ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

”فرائض سے پہلے اور بعد میں سنتیں ادا کرنے میں نہایت عمدہ حکمت پنہاں ہے۔ پہلے والی سنتوں میں حکمت یہ ہے کہ چونکہ انسان دنیوی اُمور میں مشغول ہوتا ہے، جس سے دل میں ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جو عبادت میں حضور قلبی اور خشوع وخضوع سے دوری پیدا کر دیتی ہے، جبکہ یہی تو عبادت کی روح ہے، تو جب فرض سے پہلے سنتیں ادا کی جائیں، تو دل عبادت سے مانوس ہو جاتا ہے اور دل میں ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جو خشوع وخضوع

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے قریب کر دیتی ہے، تو جب انسان فرض نماز میں داخل ہوتا ہے، اس وقت اسے (خشوع سے لبریز) ایسی عمدہ دلی کیفیت حاصل ہوتی ہے، جو اگر وہ بغیر سنتیں ادا کر کے داخل ہوتا، تو حاصل نہ ہوتی۔ کیونکہ یہ کیفیت دل کی فطرت میں شامل ہے، خصوصاً جب یہ کیفیت زیادہ ہو اور لمبے وقت کے لیے ہو۔ جب دل میں (خشوع والی) یہ حالت پیدا ہوتی ہے، تو وہ (دنیوی اُمور میں مشغول ہونے سے پیدا ہونے والی) پہلی حالت کو یا مکمل طور پر ختم کر دیتی ہے، یا کمزور کر دیتی ہے۔ فرائض کے بعد والی سنتوں میں حکمت یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ نوافل سے فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے گا، لہٰذا جب فرض ادا کیا جا رہا ہے، تو مناسب ہے کہ اس کے بعد کوئی ایسا عمل کیا جائے، جس سے فرض کی کمی پوری ہو سکے۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام :199/1)

❀ صاحب ہدایہ، علامہ علی بن ابی بکر، مرغینانی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

''بہتر یہی ہے کہ نمازی سنن راتبہ کو کسی بھی حال میں نہ چھوڑے، کیونکہ یہ فرائض کی کمی کو پورا کرنے والی ہیں۔'' (الهِداية :161/1)

❀ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

شُرِعَتِ الْبَعْدِيَّةُ لِجَبْرِ النُّقْصَانِ، وَالْقَبْلِيَّةُ لِقَطْعِ طَمْعِ الشَّيْطَانِ.

''فرائض کے بعد والی سنتوں کو اس سے مشروع کیا گیا ہے، تا کہ ان کے ذریعے فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے اور پہلے والی سنتیں اس لیے مشروع ہیں، تا کہ شیطان کے وسوسوں کو ختم کیا جائے۔'' (الدّر المختار، ص 90)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا مغرب کی دوسنتوں کی پہلی رکعت میں سورت کافرون اور دوسری رکعت میں سورت اخلاص کی قرأت مسنون ہے؟

جواب: اس بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے۔

(سنن التِّرمِذي: 431، سنن ابن ماجه: 1166)

اس کی سند ضعیف ہے، اس میں عبدالملک بن ولید ''ضعیف'' ہے۔

سوال: نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہیں یا کھڑے ہو کر؟

جواب: نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہیں، بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، مگر اس صورت میں اجر وثواب نصف ہوگا۔ اگر عذر کی وجہ سے بیٹھے، تو اجر میں کمی نہ ہوگی، ان شاء اللہ۔

سوال: تحیۃ المسجد کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: مسجدیں اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جگہیں اور کرۂ ارض کا مقدس ترین خطہ ہیں۔ شریعت نے ان میں داخل ہونے پر دو رکعات مشروع قرار دی ہیں:

❀ حمران بن ابان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے وضو کا پانی لایا، وہ چبوترے پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اچھی طرح وضو کیا، کہا: میں نے اسی جگہ نبی کریم ﷺ کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اچھی طرح وضو کیا اور فرمایا: جس نے اس طرح وضو کیا اور پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی، اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: دھوکے میں نہ رہ جانا۔''

(صحيح البخاري: 6433)

❀ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ .

''مسجد میں داخل ہوں تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کر لیں۔''

(صحيح البخاري : 444، صحيح مسلم : 714)

❀ ایک روایت میں ہے:

لَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ .

''اس وقت تک نہ بیٹھئے، جب تک دو رکعت نہ پڑھ لیں۔''

(صحيح البخاري : 444، صحيح مسلم : 714)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَهِيَ سُنَّةٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ تحیۃ المسجد کے لیے دو رکعت مستحب ہیں، اس کے سنت ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(شرح صحيح مسلم : 226/5)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ .

''میں نے مسجد (اقصیٰ) میں داخل ہو کر دو رکعت ادا کیں۔''

(صحيح مسلم : 162)

❀ مسروق رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

''آپ رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے، میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ ایک آدمی نے انہیں سلام کہا تو کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بالکل سچ فرمایا۔ عرض کیا: وہ کیا؟ فرمانے لگے: علاماتِ قیامت سے ہے کہ آدمی جان پہچان والے کو ہی سلام کہے گا، آدمی مسجد میں داخل ہو کر طول و عرض کو عبور کر لے گا، مگر اس میں دو رکعت نماز نہیں پڑھے گا اور نوجوان بوڑھے کو دو پہاڑوں کے نشیب میں (یہ محاورتاً بولا گیا ہے، دور دراز مقام کی طرف اشارہ ہے) قاصد بنا کر بھیجے گا۔''

(مسند الشاشي: 400، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا تحیۃ المسجد واجب ہیں؟

جواب: تحیۃ المسجد واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، دو رکعت ادا کئے بغیر بیٹھنا صحابہ سے ثابت ہے:

❁ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی توبہ کے واقعہ میں کہتے ہیں:

''میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں مسکرائے کہ رخ انور سے ناراضی چھلک رہی تھی۔ فرمایا: آیئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر (مسجد میں) بیٹھ گیا۔''

(صحيح البخاري: 4418، صحيح مسلم: 2779)

❁ اس حدیث پر امام نسائی رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

اَلرُّخْصَةُ فِي الْجُلُوْسِ فِيهِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلَاةٍ.

''نماز ادا کئے بغیر مسجد میں بیٹھنے اور نکلنے کی رخصت کا بیان۔''

(سنن النّسائي: 732)

www.KitaboSunnat.com

❁ نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَمُرُّ فِي الْمَسْجِدِ، وَلَا يُصَلِّي فِيهِ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز ادا کیے بغیر مسجد سے گزر جاتے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :340/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”صحابہ کرام مسجد میں داخل ہوتے اور نماز ادا کیے بغیر نکل جاتے۔ میں نے خود سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :340/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حنش بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”میں نے سوید بن غفلہ رحمہ اللہ (تابعی) کو دیکھا، وہ ہماری مسجد سے گزرتے تھے، کبھی نماز پڑھ لیتے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :341/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ خالد بن ابی بکر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”میں سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کو دیکھا کرتا، وہ مسجد میں داخل ہوتے اور نماز پڑھے بغیر کھڑکی سے نکل جاتے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :341/1، وسندهٗ حسنٌ)

ان تمام آثارِ صحیحہ وحسنہ سے ثابت ہوا کہ تحیۃ المسجد مستحب ہے۔ اس کا حکم استحباب و سنیت پر محمول ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اِتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْفَتْوٰى عَلٰى أَنَّ الْأَمْرَ فِي ذٰلِكَ لِلنَّدْبِ .

تمام ارباب فتوی کا اتفاق ہے کہ تحیۃ المسجد کا حکم استحباب پر محمول ہے۔"

(فتح الباري :1/537)

سوال: کیا تحیۃ المسجد ادا کرنے کے لیے پہلے کچھ دیر بیٹھنا چاہیے، بعد میں تحیۃ المسجد ادا کرنے چاہیے؟

جواب: ایسا کچھ نہیں، بس مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت ادا کر لے، بیٹھنے یا نہ بیٹھنے کی کوئی قید نہیں۔

سوال: عشاء کے بعد چار رکعت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: عشاء کے بعد چار رکعت نفل ادا کرنا مسنون ہے، ان کی بڑی فضیلت ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"میں نے ایک رات اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزاری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر گھر تشریف لائے، چار رکعت ادا کیں اور سو گئے۔"

(صحيح البخاري : 697، صحيح مسلم : 763)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ كُنَّ كَقَدْرِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ .

"جس نے عشا کے بعد چار رکعت پڑھیں، اس نے گویا لیلۃ القدر میں چار رکعت پڑھیں۔" (مصنف ابن ابی شيبة : 2/342، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ روایت مرفوع کے حکم میں ہے، کیوں کہ کسی عمل پر خاص اجر و ثواب بیان کرنا اجتہاد یا قیاس سے ممکن نہیں، یقیناً ان اصحاب نے یہ اجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: رمضان کے علاوہ وتروں کی جماعت کرانا کیسا ہے؟

جواب: غیر رمضان میں کبھی کبھار وتروں کی جماعت جائز ہے۔

❁ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جس رات سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے کہ میرے وتر رہتے ہیں۔ ہم نے ان کے پیچھے صف بنالی، انہوں نے ہمیں تین رکعتیں پڑھائیں اور سلام آخری رکعت میں پھیرا۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 293/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''سند درجۂ صحت کی انتہا پر ہے، راوی صحیح بخاری کے ہیں۔''

(نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار: 105/5)

سوال: نماز تہجد یا دیگر نوافل کی جماعت کرانا کیسا ہے؟

جواب: بعض شروط و قیود کے ساتھ نوافل کی جماعت مشروع ہے، اس پر بے شمار احادیث دلالت کناں ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس نماز کے بارے میں جماعت کی ہمیشگی کرنا مشروع نہ ہو، اس پر باقاعدگی سے جماعت کا التزام کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی اسے لازمی سنت نہ بنائے یا کوئی مصلحت پیش نظر ہو، مثلاً کوئی آدمی اکیلے اچھی طرح سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا اکیلے نماز پڑھنے میں سستی کا شکار ہو، تو ایسی صورت میں جماعت بہتر ہے، البتہ اسے ہمیشہ کا معمول نہ بنائے۔ تاہم کوئی راجح مصلحت نہ ہو، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوافل گھر ہی میں پڑھنا افضل ہیں۔‘‘

(فتاوی المِصریّۃ، ص 81)

سوال: نماز تہجد میں ایک سلام سے آٹھ رکعت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ایک سلام سے آٹھ رکعت پڑھنا جائز نہیں۔ تہجد یا تراویح آٹھ رکعت مسنون ہیں، مگر ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔

سوال: شب معراج اور شب برأت کو مسجدوں میں رات بھر نوافل پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ان راتوں کی کوئی مخصوص عبادت مشروع نہیں۔ اہتمام اور خصوصیت کے ساتھ ان راتوں کو عبادت کرنا بدعت ہے، اسلاف امت سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔

سوال: کیا نوافل کی منت مانی جاسکتی ہے؟

جواب: نوافل کی منت مانی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا فرائض کی کمی پوری کرنے کی نیت سے نوافل پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اس نیت سے نوافل پڑھنا جائز ہے۔

سوال: کیا دو مقتدیوں سے نماز تراویح کی جماعت ہوسکتی ہے؟

جواب: ہوسکتی ہے۔

سوال: دوام کے ساتھ نوافل کی جماعت کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: کیا نماز اوابین میں بیس رکعت مسنون ہیں؟

جواب: نماز اوابین جو کہ چاشت ہی کا دوسرا نام ہے اور ذرا تاخیر سے ادا کی جاتی ہے، میں بیس رکعات مسنون ہونا ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نماز اوابین کی کتنی رکعات ہیں؟

جواب: نماز اوابین اور نماز چاشت یا اشراق ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ اشراق کو تاخیر سے پڑھا جائے، تو اسے نماز اوابین کہا جاتا ہے۔ نماز اشراق یا اوابین کی مسنون رکعات دو، چار اور آٹھ ثابت ہیں۔

❁ صحیح مسلم کی ایک روایت (78/719) کے الفاظ ہیں:

وَيَزِيْدُ مَا شَآءَ .

''اور جتنی چاہتے زیادہ پڑھ لیتے۔''

الفاظ کا عموم وضاحت کرتا ہے کہ چاشت یا اوابین چھ رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہے، اگر چہ چھ رکعت والی روایت ضعیف ہے۔

سوال: کیا سورت کہف کی تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے؟

جواب: سورت کہف کی تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے۔

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک صحابی سورت کہف کی تلاوت کر رہے تھے، ان کے گھر میں بندھا ہوا گھوڑا بدکنے لگا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بادل یا سائبان نما چیز نے اُنہیں ڈھانپ رکھا ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! آپ پڑھتے رہتے، یہ سکینت تھی، جو تلاوت قرآن کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت نازل ہورہی تھی۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 4/481، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: کیا تراویح کے بعد نوافل کی جماعت ہوسکتی ہے؟

جواب: جب کوئی تراویح پڑھ لے، تو بعد میں مزید نوافل پڑھ سکتا ہے، مثلاً کوئی شخص لیلۃ القدر کی تلاش میں تراویح کے بعد زائد نفل ادا کر کے شب بیداری کرے۔ یہ نوافل انفرادی بھی ادا کیے جا سکتے ہیں اور با جماعت بھی۔ اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت نوافل پڑھنا چاہے، تو کوئی پابندی نہیں۔ سلف کے عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

❁ قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ شام پڑ گئی، تو ہمارے پاس افطاری کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کیا اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

’’ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔‘‘

(سنن أبي داود : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن التّرمذي : 470، وسندہٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد : 4/23، وسندہٗ حسنٌ أيضًا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ’’حسن‘‘، جب کہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1101) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2449) نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ’’حسن‘‘ قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري : 481/2)

سوال: فرض ادا کرنے کے بعد سنتوں کے لیے جگہ تبدیل کرنی چاہیے یا اسی جگہ بھی سنتیں ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: جہاں فرض ادا کئے ہیں، اسی جگہ سنتیں ادا کی جاسکتی ہیں، جگہ بدل لیں، تو بھی درست ہے۔

جگہ تبدیل کرنے کے دلائل:

① سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ؛ أَنْ لَّا تُوصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ .

”جب تک کلام نہ کرلو یا جگہ نہ بدل لو، ایک نماز کے بعد دوسری نماز نہ پڑھنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا۔“

(صحيح مسلم : 883)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

يَتَقَدَّمُ أَوْ يَتَأَخَّرُ .

”سنتیں پڑھنے کے لئے دو قدم پیچھے ہٹ جاتے یا آگے بڑھ جاتے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 207/2، وسندهٗ صحيحٌ)

③ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَتَطَوَّعُ حَتّٰى يَنْهَزَ خُطْوَةً أَوْ خُطْوَتَيْنِ .

”تب تک سنتیں ادا نہ کرے، جب تک ایک دو قدم آگے پیچھے نہ ہو جائے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

④ ہشام بن عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبِي إِذَا صَلَّى الْمَكْتُوبَةَ؛ نَكَّبَ عَنْ مَّكَانِهٖ، فَسَبَّحَ .

”میرے والد گرامی جب فرض نماز پڑھ لیتے، تو اُس جگہ سے تھوڑا ہٹ کر سنتیں ادا کرتے۔“(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

فرض نماز والی جگہ پر سنتیں ادا کرنے کے دلائل:

① نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلّٰى فِيهِ الْفَرِيضَةَ .

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنتیں اسی جگہ ادا کرتے، جہاں فرض پڑھتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 848)

② عبیداللہ بن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ الْقَاسِمَ وَسَالِمًا يُّصَلِّيَانِ الْفَرِيضَةَ، ثُمَّ يَتَطَوَّعَانِ فِي مَكَانِهِمَا .

”میں نے قاسم رحمہ اللہ اور سالم رحمہ اللہ کو دیکھا، انہوں نے فرض ادا کی، پھر اسی جگہ سنتیں پڑھ لیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

③ مطر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابو رباح رحمہ اللہ سے پوچھا اس شخص بارے کیا خیال ہے جو فرض والی جگہ پر ہی سنتیں پڑھ لیتا ہے، تو فرمایا:

لَا بَأْسَ بِهٖ .

”کوئی حرج نہیں۔“(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّتَطَوَّعَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلّٰى فِيهِ الْفَرِيضَةَ .

''فرض والی جگہ پر امام کا سنتیں ادا کرنا انہیں پسند نہیں تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

بے دلیل بات ہے، کراہت دلیل شرعی ہی سے ثابت ہوسکتی ہے۔

یاد رہے کہ اس بارے تمام مرفوع احادیث ''ضعیف'' اور غیر ثابت ہیں۔

سلف کے عمل سے ثابت ہوا کہ دونوں صورتیں جائز ہیں، فرض نماز والی جگہ پر بھی سنتیں ادا کی جا سکتی ہیں اور اس جگہ سے ہٹ کر بھی۔

سوال: کیا نماز عشاء کے فرائض سے پہلے چار رکعات مسنون ہیں؟

جواب: نماز عشاء سے پہلے چار رکعات کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے نہیں ملتا، انہیں سنت قرار دینا بے دلیل ہے۔

❀ علامہ یوسف بنوری صاحب (1397ھ) لکھتے ہیں:

''علامہ انور شاہ کاشمیری کی ذکر کردہ عبارت کہ 'عشا سے پہلے اور بعد چار رکعتیں پڑھنی چاہییں۔'' سے استدلال کیا گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید حافظ قاسم بن قطلو بغا نے اپنی کتاب 'الاختیار' میں عشا سے پہلے چار رکعت کے ثبوت میں کوئی حدیث پیش کی ہوگی۔ چنانچہ میں نے محدث شیخ ابو الوفا افغانی رئیس دائرہ احیاء المعارف نعمانیہ حیدر آباد دکن کو خط لکھا۔ ان کے پاس 'الاختیار' کے مخطوطہ کی فوٹو کاپی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ وہ اس مقام کو دیکھیں، انہوں نے مراجعت کے بعد کہا: ہم نے کتاب میں اس مقام کو بیاض (خالی) پایا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ تھا کہ حافظ قاسم بن قطلو بغا، جیسے متبحر اور ماہر عالم اس مسئلہ میں کوئی حدیث نہیں جان سکے۔ یہ وہ شخصیت ہیں، جنھوں نے حافظ جمال زیلعی کی تالیف ''تخریج احادیث الہدایۃ'' پر بطور استدراک ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام انہوں نے مُنِيَّةَ الْأَلْمَعِيِّ فِيمَا فَاتَ مِنْ تَخْرِيجِ أَحَادِيْثِ الْهِدَايَةِ لِلزَّيْلَعِيِّ رکھا۔ اس (علمی مقام) کے باوجود وہ اس مسئلہ پر کسی حدیث سے آگاہی حاصل نہیں کر سکے۔ دوسری طرف احناف کی کتابیں عشا سے پہلے چار رکعات مسنون قرار دینے پر متفق ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ احناف کی دلیل ہمارے ائمہ کرام کی کتب مخطوطہ یا ضائع شدہ کتابوں میں ہو۔ واللہ اعلم۔''

(معارف السّنن : 4/115، 116)

مولانا مرحوم کو چاہئے تو یہ تھا کہ ایک مسئلہ میں اگر حدیث رسول اور آثار صحابہ نہیں ملے، تو کہہ دیتے کہ عشا سے پہلے چار رکعات کو مسنون کہنا بے دلیل ہے۔ اس کے برعکس یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ ہمارا دین ضائع ہو گیا۔

کل کلاں کوئی رافضی کہہ دے کہ ہمارے مذہب کی دلیل بھی کسی مخطوط یا ضائع شدہ کتاب میں ہوگی، تو کیا اس بنا پر اسے بھی حق تسلیم کیا جائے گا؟

سوال: نماز عشق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: نماز عشق کی کوئی اصل کتاب وسنت میں موجود نہیں۔ سلف صالحین کی زندگیوں میں اس کا ذکر تک نہیں۔ یہ بعد میں گمراہ صوفیا کی اختراع اور دین میں ایجاد ہے۔ ان حضرات نے اس کی ادائیگی کا من گھڑت طریقہ نکال رکھا ہے، جو شریعت کے اُصولوں کے یکسر خلاف ہے، العیاذ باللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے، قریب دوسرا شخص بآواز بلند قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہے، کیا وہ شخص نوافل توڑ کر قرآن کو سنے یا نوافل پڑھتا رہے؟

جواب: وہ نوافل جاری رکھے، وہ گناہ گار نہ ہوگا۔ جو اونچی آواز سے تلاوت کررہا ہے، اسے چاہیے کہ ذرا آہستہ آواز میں تلاوت کرے۔

سوال: کیا نوافل میں لمبی قرأت کرنا افضل ہے؟

جواب: جی ہاں۔ (مسلم: ۷۵۶)

سوال: کیا مغرب اور عشاء کے درمیان چھ رکعت نوافل کا ثبوت ہے؟

جواب: مغرب اور عشاء کے درمیان نماز کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں، ساری کی ساری ''ضعیف'' اور ناقابلِ حجت ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ .

''جس نے مغرب اور عشا کے درمیان بیس رکعات ادا کیں، اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔''

(سنن ابن ماجه : ١٣٧٣)

روایت من گھڑت ہے۔

یعقوب بن ولید مدنی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنَ الْكَذَّابِيْنَ الْكِبَارِ وَكَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

''بڑا جھوٹا تھا، حدیثیں گھڑتا تھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : ٢١٦/٩)

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی (١٤٩/٥) میں اس کا ایک ''ضعیف'' شاہد ہے، جس کی سند میں عمرو بن جریر کوفی ہے، اس کے بارے امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ . ''جھوٹ بولتا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : ٢٢٤/٦)

② سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت ادا کیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی، وہ اس کے لئے بارہ سال عبادت کے برابر کر دی جائیں گی۔''

(سنن التّرمذي : ٤٣٥، سنن ابن ماجه : ١٣٧٤، صحيح ابن خزيمة : ١١٩٥)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔ عمر بن ابی خثعم ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔

③ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھتے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے نماز مغرب کے بعد چھ رکعت ادا کیں، اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

(المعجم الأوسط للطبراني : ٧٢٤٥)

سند سخت ضعیف ہے۔ اس میں مجہول راوی ہیں۔

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهَا مَجَاهِيلُ . ''اس میں کئی مجہول راوی ہیں۔''

(العلل المتناهية : ٧٧٦)

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ، مَا بَيْنَ أَنْ يَلْتَفِتَ أَهْلُ الْمَغْرِبِ، إِلٰى أَنْ يَّثُوبَ إِلَى الْعِشَاءِ .

”نماز اوابین مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٩٦/٢)

سند ”ضعیف“ ہے۔

❁ موسیٰ بن عبیدہ ربذی کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِيْنَ .

”جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔“

(تفسير ابن كثير تحت آيت سورة بني إسرائيل : ٤٤)

⑤ نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَنْ صَلّٰى أَرْبَعًا بَعْدَ الْمَغْرِبِ كَانَ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ .

”جس نے نماز مغرب کے بعد چار رکعت ادا کیں، وہ پے در پے غزوہ کرنے والے کی طرح ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٩٦/٢)

سند ”ضعیف“ ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ ربذی ”ضعیف“ ہے۔

⑥ ابن منکدر اور ابو حازم رحمہما اللہ ﴿تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدۃ:١٦) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هِيَ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ، صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ .

”مغرب اور عشاء کے درمیان صلاۃ اوابین ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : ۱۹/۳)

سند ضعیف ہے، ابن لہیعہ ضعیف، مختلط اور مدلس ہے۔

⑦ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی سند نہیں مل سکی

بعض لوگ اس نماز کو ''صلاۃ الاوابین'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں، جو کہ درست نہیں، اس باب میں دیگر ضعاف بھی منقول ہیں۔

نوٹ:

بلا تعین مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

سوال: نماز سے پہلے والی سنن مؤکدہ ادا کر لی ہیں، جماعت میں ابھی تاخیر ہے، کیا نوافل پڑھے جا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، پڑھے جا سکتے ہیں۔

سوال: نماز عصر سے پہلے چار سنت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: نماز عصر سے پہلے چار سنت کی بہت فضیلت آئی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً، صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا .

''اللہ اس بندے پر رحم کرے، جو عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتا ہے۔''

(مسند أحمد : 2/117؛ سنن أبي داوٗد : 1271، سنن التِّرمِذي : 430، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1193)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (2453) نے ''صحیح''، جبکہ امام ترمذی اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر : 4/ 487) نے ''حسن'' کہا ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”نبی کریم ﷺ عصر سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے۔ ان میں مقرب فرشتوں اور ان کی پیروی کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں پر سلام بھیجتے اور (تشہد کے ساتھ) فاصلہ کرتے۔“

(مسند الإمام أحمد: 85/1، سنن التِّرمِذي: 429، سنن النّسائي: 875؛ سنن ابن ماجه: 1161، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1211، 1332) نے ”صحیح“ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“ کہا ہے۔

❁ سنن ابو داؤد (1272، وسندہ حسن) وغیرہ میں عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔ یہ مختلف احوال پر محمول ہے۔

سوال: جس کی نماز قضا ہو چکی ہے، جب تک اسے ادا نہیں کرتا، کیا وہ نفل پڑھ سکتا ہے؟

جواب: اسے پہلے قضا نماز ادا کرنی چاہیے، البتہ اس سے پہلے اگر وہ نوافل پڑھتا ہے، تو ان کا ثواب اسے ملے گا۔

سوال: سنتوں میں قرأت جہری بہتر ہے یا سری؟

جواب: سری بہتر ہے، جہری جائز ہے۔

سوال: کیا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آٹھ رکعات تراویح ثابت ہے؟

جواب: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آٹھ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

❁ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَّقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو گیارہ رکعت تراویح (مع وتر) پڑھانے کا حکم دیا۔“

(الموطّأ للإمام مالك : 138، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 293/1، السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 496/2، مشكاة المصابيح : 407/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم صحیح بخاری و صحیح مسلم والی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے عین مطابق ہے۔

ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آٹھ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا، نیز اس سے بیس رکعت تراویح کے قائلین و عاملین کا رد ہوتا ہے اور ان کا بیس رکعتوں کے سنت مؤکدہ ہونے کا نظریہ خطا قرار پاتا ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ ہم بیس رکعت نمازِ تراویح اس لیے پڑھتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات پڑھی تھیں، لیکن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت ادا کرنا ثابت نہیں ہوسکتا، بلکہ عہدِ فاروقی میں آٹھ رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع تھا۔

❀ سیدنا سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيٍّ وَّتَمِيمٍ، فَكَانَا يُصَلِّيَانِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا۔ وہ دونوں گیارہ رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 391/2، 392، تاريخ المدينة للإمام عمر بن شبّه : 713/2، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعات (تراویح) پڑھتے تھے۔''

(سنن سعيد بن منصور، نقلاً عن الحاوِي للفتاوِي للسّيوطي : 349/1، حاشية آثار السّنن للنيموي الحنفي : 250، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ فِي غَايَةِ الصِّحَةِ .

''اس کی سند انتہا درجے کی صحیح ہے۔''

(شرح المِنهاج، نقلا عن الحاوِي للفتاوي :350/1)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو وتر سمیت گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل و تکمیل میں گیارہ رکعت تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام نے پڑھی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

سوال: قریب کی مسجد کو چھوڑ کر دور والی مسجد میں جا کر تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جامع مسجد کو چھوڑ کر بغل والی مسجد میں نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا بعض حنفی علما بھی آٹھ تراویح کو مسنون کہتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): کئی حنفی علماء نے آٹھ رکعت کو مسنون لکھا ہے۔

❀ مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

''اگرچہ نبی کریم ﷺ سے آٹھ تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی ہے۔'' (علم الفقہ: 198)

یہی بات علامہ ابن ہمام حنفی (فتح القدير : 46 /81)، علامہ عینی حنفی (عمدة القاري : 17 /171)، علامہ ابن نجیم حنفی (البحر الرائق : 6/ 62)، علامہ ابن عابدین شامی حنفی (رد المحتار : 1/ 521)، علامہ ابوالحسن شرنبلانی حنفی (مراقي الفلاح : 442) اور علامہ طحطاوی حنفی رحمہم اللہ (حاشية الطّحطاوي على الدر المختار : 1/ 295) وغیرہم نے ذکر کی ہے۔

(سوال): کیا آٹھ رکعات سے زائد تراویح پڑھنا جائز ہے؟

(جواب): آٹھ رکعات مسنون ہیں، اس سے زائد نوافل کی کوئی پابندی نہیں، جو جتنے نوافل پڑھنا چاہتا ہے، پڑھ سکتا ہے۔

(سوال): کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعات تراویح ثابت ہیں؟

(جواب): سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح ثابت نہیں۔

❀ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قرائے کرام کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

(السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 2/ 496)

روایت ''ضعیف'' ہے۔

① حماد بن شعیب ''ضعیف'' ہے۔ امام یحییٰ بن معین، امام ابوزرعہ، امام نسائی اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہم نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② عطاء بن السائب ''مختلط'' ہے۔حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں، جنھوں نے اس سے قبل از اختلاط سنا ہے۔

❀ ابوحسناء بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔(مصنّف ابن أبي شيبة : 393/2)

سند ''ضعیف'' ہے۔ابوحسناء ''مجہول'' ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ . ''غیر معروف ہے۔''(ميزان الاعتدال : 515/4)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیر معروف راویوں کی روایات کا مکلف نہیں ٹھہرایا۔

سوال: تراویح کے بعد باآواز بلند درود وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے۔اسلاف امت سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔

سوال: رمضان کے آخر میں تراویح پڑھانے والے قاری کو معاوضہ دینا اور اس کا لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ قرآن پڑھنے کا معاوضہ نہیں ہوتا، بلکہ جماعت کی طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہوتا ہے۔

سوال: کیا تراویح میں قرآن سننے کا ثواب ملتا ہے؟

جواب: کیوں نہیں۔

سوال: اگر کسی شیعہ نے جماعت میں شامل ہو کر لقمہ دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شیعہ نے امام کو لقمہ دیا اور امام نے لقمہ قبول کر لیا، تو نماز میں کوئی حرج واقع نہ ہوگا، اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا سورت ضحیٰ کے بعد ہر سورت کے اختتام پر ''اللہ اکبر'' کہنا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ بدعت ہے، جو زمانہ خیر کے بعد شروع ہوئی۔

سوال: اگر کوئی تراویح کی پہلی رکعت میں ایک سورت پڑھے اور ہر تراویح کی دوسری رکعت میں سورت اخلاص پڑھے، تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: جائز ہے، بشرطیکہ وہ ایسا کرنے کو سنت یا لازم نہ سمجھتا ہو۔

سوال: کیا نماز تراویح اور نماز تہجد میں فرق ہے؟

جواب: نماز تہجد اور تراویح میں کوئی فرق نہیں، یہ ایک نماز کے دو نام ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تراویح اور تہجد دونوں علیحدہ نمازیں ہیں، ان کی یہ بات محل نظر ہے۔

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب فرماتے ہیں:

''ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں نماز تہجد اور تراویح الگ الگ پڑھی ہوں، بلکہ عہد رسالت میں رکعات کے اعتبار سے تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں تھا، البتہ وقت اور طریقے میں کچھ فرق تھا کہ تہجد کے برعکس تراویح مسجد میں باجماعت ادا کی جاتی تھی۔ اسی طرح تراویح رات کے اول حصے میں پڑھی جاتی تھی اور نماز تہجد رات کے آخری حصہ میں ادا کی جاتی تھی۔''

(العَرف الشّذي :1/166)

❁ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے قیام نہیں کروایا، تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے۔فرمایا: نمازعشا باجماعت ادا کرنے پر قیام اللیل کا ثواب ملتا ہے۔چھبیسویں رات قیام نہیں کروایا۔ ستائیسویں شب صحابہ کو بمع اہل وعیال قیام کروایا، تا آنکہ ہمیں خدشہ ہوا کہ 'فلاح' سے محروم نہ رہ جائیں۔راوی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ کہا: سحری۔پھر بقیہ ایام قیام نہیں کروایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داود : 1375، سنن النّسائي : 1606، سنن التّرمذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندهٗ صحيحٌ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات قیام فرمایا، یہ قیامِ رمضان تھا،اس رات الگ سے نماز تہجد ادا کرنے کا وقت ہی نہیں تھا۔معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دونام ہیں۔

رہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات قیام نہیں فرمایا، اس کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایسانہیں کرتے تھے،مگر کبھی کبھار ایسا کرلیا کرتے تھے یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات عدم علم پر محمول ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص گھر میں نماز تراویح باجماعت ادا کرے اور مسجد میں باجماعت ادا نہ کرے،تو کیا حکم ہے؟

جواب: گھر میں باجماعت تراویح ادا کرنا بھی جائز ہے۔

سوال: چھٹی ہوئی تراویح کی رکعات کب پڑھی جائیں؟

جواب: امام کے ساتھ وتر پڑھنے کے بعد ادا کرلے، یا امام کے ساتھ وتر چھوڑ دے، پہلے تراویح کی رکعات پوری کرلے اور بعد میں اکیلے وتر ادا کرلے۔

سوال: کیا نماز تراویح اور نماز وتر کے بعد دعا کی جاسکتی ہے؟

جواب: دعا کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ کسی وقت کے ساتھ خاص نہ کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جائے اوراس وقت میں دعا کے مستحب یا واجب ہونے کا نظریہ نہ رکھا جائے۔

سوال: دو یا چار تراویح کے بعد وعظ یا درس کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے ایک تو لوگ تھکاوٹ کا شکار نہ ہوں گے اور دوسرا یہ کہ لوگوں کو وعظ ونصیحت ہو جائے گی۔ بہتر ہے کہ جتنا حصہ قرآن کریم کا تراویح میں تلاوت کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ بیان کر دیا جائے۔

سوال: مسجد میں کئی قراء ہیں، ہر قاری دو دو رکعات تراویح پڑھاتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: بغیر سامع کے تراویح کی امامت کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تراویح کے تارک کا کیا حکم ہے؟

جواب: تراویح سنت ہے، اسے چھوڑنا بہت سارے اجر وثواب سے محرومی کا باعث ہے۔ جو شخص اس کی سنیت کا منکر ہے، وہ بدبخت اور بدعتی ہے۔

سوال: تراویح کی قرأت میں بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے نماز پر کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اس پر سجدہ سہو نہیں۔

سوال: کسی حافظ کو غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ شرارت ہے، کسی سے شرارت کرنا گناہ ہے اور نماز میں شرارتیں کرنا سخت گناہ ہے۔

سوال: کیا ایک حافظ دو مسجدوں میں تراویح پڑھا سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): پڑھا سکتا ہے۔

❀ قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ شام پڑ گئی، تو ہمارے پاس افطاری کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کیا اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

''ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔''

(سنن أبي داود : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن التّرمذي : 470، وسندهٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد : 23/4، وسندهٗ حسنٌ أيضًا)

(سوال): تراویح میں بھولتے وقت ادھر اُدھر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): تراویح کی جماعت ہو رہی ہے، مگر کچھ لوگ جماعت سے الگ ہو کر باتوں میں مشغول ہیں، کیا حکم ہے؟

(جواب): اجر و ثواب سے محرومی ہے۔

(سوال): تراویح میں کتنی مقدار قرأت کرنی چاہیے؟

(جواب): جتنی مقتدی سننا چاہیں۔ بہتر ہے کہ روزانہ ایک پارہ تلاوت کیا جائے، تا کہ مہینے کے آخر تک قرآن کی تکمیل بھی ہو جائے اور سننے والوں پر بھی بوجھ نہ بنے۔

(سوال): تراویح میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اونچی بھی پڑھی جاسکتی ہے اور آہستہ بھی۔

سوال: کیا عیدین کی نمازوں میں عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے؟

جواب: نہیں کرا سکتی۔ عیدین اور جمعہ کی جماعت صرف مرد امام کرا سکتا ہے۔ عورتیں ان نمازوں میں مرد امام کی اقتدا کریں گی۔

سوال: کیا قریب البلوغ تراویح کی امامت کرا سکتا ہے؟

جواب: ہر سمجھ دار بچہ فرض اور نفل کی امامت کرا سکتا ہے، خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ۔

سوال: اگر تراویح میں سجدہ تلاوت کرنا ہو، تو کیا رکوع کرنے سے ادا ہو جائے گا؟

جواب: سجدہ تلاوت بغیر سجدہ کے ادا نہ ہوگا، یہ کہنا کہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لینے سے اس کی ادائیگی ہو جائے گی، بے دلیل ہے۔

سوال: ایک حافظ کی داڑھی مونچھ نہیں آئی، اس کی عمر تیس برس ہے، کیا اس کے پیچھے تراویح جائز ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

سوال: دکانوں پر تراویح کی امامت کرانا کیسا ہے؟

جواب: اگر فرائض مسجد کی جماعت سے ادا کر لیے جائیں اور تراویح کی جماعت دکان پر کرا لی جائے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

سوال: ایک امام کا آدھی آدھی رکعات تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا نماز تراویح آٹھ رکعات ایک سلام سے پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں، تراویح دو دو رکعت کر کے پڑھنا مسنون ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا تراویح کی ہر چار رکعات کے بعد کوئی مسنون دعا ثابت ہے؟

جواب: اس موقع پر جتنی دعائیں یا تسبیحات پڑھی جاتی ہیں، یہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و محدثین سے ثابت نہیں، بلکہ یہ بعض میں جاری ہوئیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ کتنی رکعات تراویح پڑھتے تھے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا رمضان و غیر رمضان کا معمول یہ تھا کہ قیام اللیل میں آٹھ رکعات پڑھتے تھے۔

❀ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، جناب انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

لَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيمِ أَنَّ تَرَاوِيحَهُ كَانَتْ ثَمَانِيَةَ رَكْعَاتٍ، وَلَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ صَلَّى التَّرَاوِيْحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلٰى حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ.

”یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نمازِ تراویح آٹھ رکعت تھی اور کسی ایک روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ پڑھی ہوں۔“

(العَرف الشّذي :1/166)

❀ مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”سنت موکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے، اگر اختلاف ہے، تو بارہ میں ہے۔“ (براہین قاطعہ: 195)

✿ ابو سلمہ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام رمضان کی کیفیت کیا تھی؟ فرمایا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

”رمضان ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اکثر) گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1147، 2013، صحيح مسلم : 738)

بیس رکعت تراویح کو مسنون قرار دینا درست نہیں، اس کے دلائل کا علمی و تحقیقی، مختصر، مگر جامع جائزہ پیش خدمت ہے:

✿ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 294/2، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 496/2، المعجم الكبير للطّبراني :393/11)

سند سخت ”ضعیف“ ہے،

① ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ”متروک الحدیث“ ہے۔ جمہور نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

✿ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ نے ”کذاب“ کہا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

(التّجرید: 203/1)

علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”یہ روایت ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے معلول (ضعیف) ہے، جو کہ امام ابوبکر بن ابوشیبہ کا دادا ہے۔ اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے الکامل میں اسے کمزور قرار دیا ہے۔ نیز یہ روایت اس صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے، جس میں ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔“

(نصب الرّایۃ: 153/2)

ابوشیبہ کی روایت اور علمائے احناف:

(ا) مولانا انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَحَّ عَنْهُ ثَمَانُ رَكْعَاتٍ، وَأَمَّا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً، فَهُوْ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ وَعَلٰى ضَعْفِهِ اتِّفَاقٌ.

”آٹھ رکعات تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہیں اور بیس رکعت کی روایت ضعیف ہے، اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔“

(العَرف الشّذي: 166/1)

(ب) مولانا عبد الشکور فاروقی صاحب نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(علم الفقہ، ص198)

(ج) مفتی دارالعلوم دیوبند، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

''ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔''

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: 249/1)

(د) علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيْفٌ بِأَبِي شَيْبَةَ، مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ، مَعَ مُخَالِفَتِهٖ لِلصَّحِيحِ.

''حدیث ضعیف ہے، کیوں کہ ابو شیبہ (ابراہیم بن عثمان) بالاتفاق ضعیف ہے، نیز یہ حدیث (صحیح بخاری و صحیح مسلم کی) صحیح (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بھی خلاف ہے۔'' (منحة الخالق: 66/2)

یہی بات علامہ ابن ہمام حنفی (فتح القدير: 81/46)، علامہ عینی حنفی (عمدة القاري: 177/17)، ابن نجیم حنفی (البحر الرائق: 62/6)، ابن عابدین شامی حنفی (رد المحتار: 521/1)، ابو الحسن شرنبلانی حنفی (مراقي الفلاح: 442)، طحاوی حنفی (حاشية الطّحطاوي على الدر المختار: 295/1) وغیرہم نے بھی کہی ہے۔

❀ علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ جِدًّا، لَّا تَقُومُ بِهٖ حُجَّةٌ.

''یہ حدیث سخت ترین ضعیف ہے، اس سے حجت و دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔''

(المِصابيح في صلاة التّراويح: 17)

احمد یار خان گجراتی صاحب اپنی کتاب ''جاء الحق'' (۲/۲۴۳) میں ''نمازِ جنازہ میں الحمد شریف تلاوت نہ کرو۔'' کی بحث میں امام ترمذی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ منکرِ حدیث ہے۔“

لیکن اپنی اسی کتاب (١/٤٤٧) کے ضمیمہ میں مندرج رسالہ ”لمعات المصابیح علی رکعات التراویح“ میں اس کی حدیث کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ یہ منصفانہ رویہ نہیں۔

② حکم بن عتیبہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام کو چوبیس رکعتیں اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

(تاريخ جُرجان لأبي قاسم حمزة بن يوسُف السَّهمي، ص 275)

روایت موضوع ہے۔

① عمر بن ہارون بلخی ”متروک و کذاب“ ہے۔ اسے امام احمد بن حنبل، امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام عبداللہ بن مبارک، امام عجلی، امام علی ابن مدینی، امام نسائی، امام دارقطنی، امام ابن حبان اور امام ابوحاتم رازی رحمہم اللہ وغیرہم نے مجروح اور غیر ثقہ قرار دیا ہے۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری رحمہ اللہ نے ”متروک“ کہا ہے۔ امام یحییٰ بن معین اور امام صالح جزرہ رحمہما اللہ نے ”کذاب“ کہا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ عَلٰى ضَعْفِهِ .

”اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔“

(تلخيص المستدرك: 848)

② محمد بن حمید رازی جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ و ”کذاب“ ہے۔

③ ایک غیر معروف راوی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا بدعتی امام کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے؟

جواب: بدعتی کی امامت معتبر نہیں، لہٰذا فرائض ونوافل میں اس کی اقتدا درست نہیں۔

سوال: تراویح میں ایک قرآن سے زائد تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تراویح میں آیت سجدہ تلاوت کی، اسی وقت سجدہ نہ کیا، بلکہ جب اسی رکعت کے دوسجدے کیے، تو ساتھ تیسرا سجدہ تلاوت بھی کرلیا، کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت مسنون مستحب ہے، نماز میں اسی وقت کیا جائے گا، جب آیت سجدہ تلاوت کی، نماز کے دوسجدوں کے بعد یا پہلے سجدہ تلاوت کرنا بالکل غلط ہے۔

سوال: نماز تراویح میں جلسہ استراحت چھوٹ گیا، کیا سجدہ سہو لازم ہوگا؟

جواب: ہر سہو پر سجدہ ہے، جلسہ استراحت چھوٹ جائے، تو اس پر بھی سجدہ سہو ہے۔

سوال: تراویح کی قرأت میں بعض آیات کے بعد دعائیہ کلمات کہنا کیسا ہے؟

جواب: امام کے لیے بعض مقامات پر دعائیہ کلمات ادا کرنا مسنون و مستحب ہیں۔ البتہ سامعین اور مقتدیوں کے لیے ایسا کرنا ثابت نہیں۔

سوال: کیا تراویح کی چار رکعت کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا جائز ہے؟

جواب: دعا کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ کسی وقت میں دعا کے مستحب یا واجب ہونے کا نظریہ نہ ہو، لہٰذا بغیر اہتمام کے تراویح کی چار رکعات کے بعد اجتماعی دعا کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا تراویح رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے؟

جواب: جی ہاں، تراویح رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: بعض کہتے ہیں کہ تراویح کے سہو پر سجدہ سہو نہیں، کیا حکم ہے؟

جواب: یہ بات بے ثبوت ہے۔ تراویح نفل ہے اور نفل کے سہو پر بھی سجدہ سہو ہے۔

سوال: سخت بیمار آدمی جو اٹھنے یا بیٹھنے کی سکت نہیں رکھتا، کیا وہ لیٹ کر تراویح پڑھ سکتا ہے؟

جواب: پڑھ سکتا ہے۔

سوال: مسجد میں تراویح پڑھانے کا زیادہ حق مستقل امام کو ہے، یا کوئی بھی حافظ پڑھا سکتا ہے؟

جواب: پہلا حق مستقل امام کا ہے، اگر وہ نہیں پڑھانا چاہتا، تو کوئی بھی حافظ نماز تراویح کی امامت کرا سکتا ہے۔

سوال: کیا وتر کے بعد نماز تراویح پڑھائی جا سکتی ہے؟

جواب: پڑھائی جا سکتی ہے۔

❀ قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ شام پڑ گئی، تو ہمارے پاس افطاری کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کیا اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

''ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔''

(سنن أبي داود : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن التّرمذي : 470، وسندهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسنٌ، وأخرجه أحمد : 23/4، وسندهٗ حسنٌ أيضًا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، جب کہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1101) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2449) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 481/2)

سوال: ایک شخص نے آدھی رکعات تراویح امام کے ساتھ ادا کی اور باقی آخری پہر میں ادا کی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے، مگر جو فضیلت امام کے ساتھ قیام کرنے کی ہے، وہ اسے مکمل حاصل نہ ہوگی۔

❀ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام نہیں کروایا، تیئسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے، تو فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ .

''باجماعت نماز پڑھنے پر پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داوٗد : 1375، سنن النّسائي : 1606، سنن التِّرمِذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: اگر کوئی شخص خاص وظیفہ کا عادی ہے، کیا وہ اس کی وجہ سے نماز تراویح ترک کر سکتا ہے؟

جواب: اسے تراویح ترک نہیں کرنی چاہیے، رمضان میں بھلا تراویح سے بہتر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وظیفہ کیا ہو سکتا ہے؟

سوال: کچھ لوگ تراویح کی چار رکعات کے بعد "درود بر خواجہ عالم" کہتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: جس نے بیماری یا سفر کی وجہ سے اگلے دن کا روزہ نہ رکھنا ہو، کیا وہ بھی نماز تراویح پڑھے گا؟

جواب: تراویح کا تعلق روزہ رکھنے یا چھوڑنے سے نہیں ہے۔جس نے سفر یا بیماری کی وجہ سے اگلے دن کا روزہ نہ رکھنا ہو، اس کے لیے بھی تراویح مسنون ومستحب ہے۔

سوال: جس نے تراویح پڑھی، مگر اگلے دن بلا عذر شرعی روزہ نہ رکھا، کیا تراویح کا ثواب ملے گا؟

جواب: اگر بغیر عذر کے روزہ چھوڑا، تو روزہ چھوڑنے کا گناہ ملے گا، مگر تراویح کا ثواب بھی ملے گا۔

سوال: کیا تراویح میں پورا قرآن پڑھنا مستحب ہے؟

جواب: عمومی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت کرنا مستحب ہے، البتہ اس بارے کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔

سوال: اگر سجدہ تلاوت اس آیت پر آئے کہ جہاں امام نے قرأت مکمل کرنی تھی، تو سجدہ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: آیت سجدہ مکمل کر کے سجدہ کرے اور سجدہ سے اٹھ کر لمحہ بھر کے لیے قیام میں کھڑا ہو، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: صرف لقمہ دینے کے لیے تراویح میں شریک ہونا اور بعد میں نماز توڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: لقمہ کا یہ طریقہ جائز نہیں، لقمہ دینے کے لیے مقتدی ہونا ضروری نہیں، اگر کوئی شخص محسوس کرے کہ امام کو لقمہ کی ضرورت ہے، تو جماعت کے باہر سے ہی لقمہ دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص جماعت میں شریک ہوا، تو اب اسے نماز مکمل کرنی چاہیے، بلا عذر جماعت توڑنا جائز نہیں۔

سوال: تراویح کی ایک ہی رکعت میں تین بار سورت اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، بشرطیکہ اسے لازم نہ سمجھے۔

سوال: اگر کوئی حافظ ایک مسجد میں ایک ہفتہ میں قرآن کریم مکمل تراویح میں تلاوت کرے اور دوسری مسجد میں دوسرے ہفتے اور اسی طرح تیسری مسجد میں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر مقتدیوں کی فرمائش ہو، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: اگر امام تراویح میں کچھ آیات سہوا چھوڑ جائے اور دو دن بعد ان آیات کو دوبارہ تلاوت کر دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک حافظ کو قرآن کا ایک مقام مشکل لگتا ہے، اسے چھوڑ کر آگے تلاوت کرتا ہے، بعد میں کسی دن ان چھوڑی گئی آیات کی تلاوت کر لیتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: نماز تراویح میں امام اور سامع کو برابر کھڑا کرنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: برابر کھڑا کرنا جائز نہیں۔ سامع صف میں ہی کھڑا ہوگا۔

سوال: جو شخص آٹھ تراویح کو مسنون مانتے ہوئے اس سے زائد رکعات تراویح پڑھے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مسنون آٹھ ہیں، اس سے زائد نوافل پڑھنا جائز ہیں۔

سوال: جو شخص تنہا تراویح پڑھ رہا ہے، وہ قرأت بلند آواز سے کرے یا آہستہ؟

جواب: دونوں طرح جائز ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت اس قدر بلند تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تلاوت کر رہے ہوتے اور صحن میں سنائی دیتی۔''

(سنن أبي داوٗد : 1327، شمائل التّرمذي : 322، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا، وَيَخْفِضُ طَوْرًا .

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کبھی بلند اور کبھی آہستہ آواز سے قراءت کرتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1328، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ(1159)، امام ابن حبان(2603)اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہم (310/1)نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات باہر تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گزرے، وہ آہستہ آواز سے قراءت کر رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو وہ اونچی آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ جب وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! میں آپ کے پاس سے گزرا، آپ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! جس ذات سے سرگوشی کر رہا تھا، اسے میں نے اپنی بات سنا دی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرا آپ کے پاس سے گزر ہوا، آپ بلند آواز سے قراءت کر رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اس سے سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! آپ اپنی آواز قدرے بلند کیجیے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ اپنی آواز کو تھوڑا سا پست کیجیے۔"

(سنن أبي داوٗد: 1329، سنن التِّرمِذي: 447، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1161) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (733) نے "صحیح" کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (1/310) نے مسلم کی شرط پر "صحیح" قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: کیا عورت نماز وتر کی امامت کرا سکتی ہے؟

جواب: عورت عورتوں کی فرائض ونوافل میں امام بن سکتی ہے، نماز وتر بھی نوافل میں سے ہے، لہٰذا عورت اس کی امامت کرا سکتی ہے۔

سوال: نماز تہجد کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: رات کا قیام اللہ کو بڑا محبوب ہے۔ جب ساری دُنیا سو رہی ہو، اس وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُٹھ کر رب تعالیٰ سے مناجات کرنا کیا خوب ہے، مومن ان بابرکت ساعتوں میں عبادت الٰہی سے لطف پاتا ہے۔ مالک لم یزل کی رضا اس وقت مومن کو ڈھونڈتی ہے۔

تہجد فرض نماز کے بعد سب سے افضل عمل ہے۔ یہ صالحین کی نماز ہے، جو بلندیٔ درجات اور گناہوں کے معافی کا باعث بنتی ہے۔ ظاہر و باطن کی تطہیر کرتی ہے۔ انسان کو صالحیت کے درجے پر فائز کرتی ہے۔

یہ محض اللہ کی توفیق سے ممکن ہے کہ وہ کسی کو تہجد کی نماز ادا کرنے کے لئے جگا دے، ورنہ تو کتنے لوگ رات کو تارے گنتے رہتے، بے چینی سے کروٹیں لیتے رہتے ہیں، لیکن ان کے ایمان میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ انہیں رب العالمین کے سامنے کھڑا کر دے۔ وہ اس کی خیر و برکت سے محروم رہتے ہیں۔

تہجد ادا کرنے سے گھر آباد و شاد ہوتے ہیں۔ ان مبارک گھڑیوں میں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو دو رکعت نماز کی توفیق دے دے تو اس کو اور کیا چاہیے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَيْهِ أَنَّ تَطَوُّعَ اللَّيْلِ أَفْضَلُ مِنْ تَطَوُّعِ النَّهَارِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔''

(شرح النّووي : 55/8)

تہجد کی فضیلت پر بے شمار احادیث دلالت کناں ہیں، مثلاً:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ، صَلَاةُ اللَّيْلِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے محرم کے ہیں اور فرائض کے بعد افضل ترین نماز تہجد کی۔“(صحيح مسلم: 202/1163)

❀ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُم بِقِيَامِ اللَّيْلِ، فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِّلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ.

”تہجد کو لازم کرلیں، یہ آپ سے پہلے صالحین کی عادت تھی، یہ ذریعہ ہے، اللہ کے قرب، گناہوں کے کفارے اور برائیوں سے بچنے کا۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني: 92/8، ح: 7466، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر قیام فرماتے کہ پاؤں میں سُوجن آ جاتی۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، حالانکہ اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی ساری لغزشیں معاف کر دی ہیں؟ فرمایا:

أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا؟.

”کیا میں شکر گزار بننا پسند نہ کروں۔“

(صحيح البخاري: 4837؛ صحيح مسلم: 2820)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا بہترین ذریعہ نماز تہجد کی ادائیگی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہمارا رب دو آدمیوں پر تعجب کرتا ہے؛ ایک وہ جو اپنا بستر چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھتا ہے اور اس کے اہل خانہ سو رہے ہوتے ہیں۔ ہمارا رب فرماتا ہے: میرے فرشتو! میرے بندے کی طرف دیکھو، لحاف چھوڑ کر نماز پڑھ رہا ہے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس کے گھر والے سو رہے ہیں۔ یہ میرے انعامات کا طالب ہے اور میری پکڑ سے ڈرتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 416/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جو رات کو بیدار ہوا اور تہجد پڑھی، اپنی بیوی کو جگایا، اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر بیوی نے انکار کیا، تو اس کے چہرے پر پانی ڈالا۔ اللہ اس خاتون پر بھی رحم فرمائے، جو رات کو اُٹھی اور تہجد ادا کی، شوہر کو جگایا، اس نے انکار کیا، تو چہرے پر پانی ڈالا۔''

(مسند الإمام أحمد : 436,251/2، سنن أبي داوٗد : 1450، سنن النّسائي : 1611، سنن ابن ماجه : 1336، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ہر رات جب ایک تہائی حصہ گزر جاتا ہے، آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں : میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھے پکارے، میں اس کی پکار سنوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے، میں اسے عطا کروں؟ کون ہے، جو مجھ سے بخشش مانگے، میں اسے معاف کر دوں؟ اللہ اسی طرح فرماتے رہتے ہیں، حتی کہ فجر روشن ہو جاتی ہے۔''

(صحیح البخاري : 1145؛ صحیح مسلم : 169/758)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انسان جب سو جاتا ہے، تو شیطان اس کے سر کی پچھلی جانب تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ پر یہ پھونکتا ہے کہ سو جا! لمبی رات ہے۔ اگر وہ جاگ کر ذکر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ وضو کرے، تو دوسری اور نماز پڑھ لے، تو تیسری بھی کھل جاتی ہے۔ پھر وہ صبح کو ہشاش بشاش ہوتا ہے، ورنہ سستی و کاہلی اس پر چھائی رہتی ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 1142، صحيح مسلم : 776)

❀ صحیح ابن خزیمہ (1132، وسندہ صحیح) کے الفاظ یہ ہیں:

فَحُلُّوا عُقَدَ الشَّيْطَانِ، وَلَوْ بِرَكْعَتَيْنِ .

’’شیطان کی لگائی گرہیں کھول لیا کریں، گو دو رکعت سے ہی سہی۔‘‘

سوال: نماز تہجد کا وقت کیا ہے؟

جواب: تہجد کا وقت عشا کے بعد سے طلوعِ فجر تک ہے، اس دوران کسی بھی وقت ادا کی جا سکتی ہے۔ البتہ رات کے آخری پہر بیدار ہو کر ادا کرنا افضل ہے۔ سونے سے پہلے اگر کوئی تہجد پڑھ لیتا ہے، تو بھی کوئی حرج نہیں، کیوں کہ تہجد سے پہلے سونا شرط نہیں ہے۔

سوال: تہجد کے وقت کے بارے میں جتنی مسنون دعائیں وارد ہوئی ہیں، انہیں کب پڑھنا چاہیے؟

جواب: نماز تہجد سے پہلے پڑھنا چاہیے۔

سوال: کیا پچھلے پہر اٹھ کر مسواک کرنا مسنون ہے؟

جواب: جی ہاں، پچھلے پہر جاگ کر مسواک کرنا مسنون ہے، ٹوتھ پیسٹ اور برش کا بھی یہی حکم ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ.

”ہم آپ ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتیں۔ رات کو جب اللہ کے امر سے بیدار ہوتے تو مسواک کر کے وضو کرتے۔“

(صحيح مسلم: 139/746)

❀ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، يَشُوصُ فَاهُ.

”نبی کریم ﷺ قیام اللیل کے لئے اٹھتے تو مسواک کرتے۔“

(صحيح البخاري: 889؛ صحيح مسلم: 46/255)

③ سنن ابوداؤد (56، وسندهٗ حسنٌ) کے الفاظ ہیں:

إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؛ تَخَلَّى، ثُمَّ اسْتَاكَ.

”رات کو آپ بیدار ہو کر بیت الخلا جاتے، پھر مسواک کرتے۔“

سوال: نماز تہجد کی کتنی رکعات ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے قیام اللیل کی رکعات آٹھ تھیں، کبھی ایک وتر ملا کر نو کرتے، کبھی تین وتر پڑھ کر گیارہ کرتے، کبھی ایک وتر اور فجر کی دو سنتیں ملا کر تیرہ کرتے، کبھی پانچ وتر ملا کر تیرہ کرتے، کبھی تین وتر اور فجر کی دو سنتیں اور قیام اللیل سے پہلے دو افتتاحی رکعات ملا کر پندرہ ادا کرتے۔ اس طرح مختلف اوقات میں مختلف رکعات ہوتی تھیں۔

حقیقت میں وتر ایک، تین، پانچ، سات اور نو ہیں، جن روایات میں تیرہ رکعات کا ذکر ہے، ان میں قیام اللیل آٹھ رکعات ہیں۔ ایک یا تین وتر پڑھ کر آپ ﷺ اسے طاق بنا دیتے، گیارہ یا تیرہ میں وتر ایک، تین اور پانچ ہیں، جنہوں نے باقی نماز کو وتر بنا دیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تیرہ رکعات وتر مروی ہیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات مع وتر پڑھتے، چنانچہ رات کی نماز کو وتر کی طرف منسوب کر دیا گیا۔“(سنن التِّرمِذي، تحت الحديث: 457)

سوال: تہجد میں قرأت جہری ہو یا سری؟

جواب: دونوں طرح جائز اور مسنون ہے۔

سوال: تہجد کی ہر رکعت میں سورت اخلاص کا ملانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تہجد میں کتنی قرأت ہونی چاہیے؟

جواب: جتنی لمبی ہو سکے، بہتر ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے، چار رکعت پڑھتے، ان کا حسن اور ان کی طوالت مت پوچھئے، پھر چار رکعت پڑھتے، طوالت اور حسن میں مثالی، پھر تین وتر پڑھتے۔ میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا: عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا۔“

(صحيح البخاري: 1147، صحيح مسلم: 125/738)

❁ صحیح بخاری (1123) میں ہے:

”سجدہ اتنا طویل ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اٹھانے سے قبل پچاس آیات پڑھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جاسکتی ہیں۔‘‘

سوال: کیا عشاء کے فورا بعد تہجد پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کوئی آخری پہر نہ اٹھ سکتا ہو، تو عشاء کے فورا بعد نماز تہجد پڑھ سکتا ہے۔

سوال: کیا نماز تہجد اندھیرے میں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کتنی لمبی تھی کہ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا؟

جواب: جن کا قیام اور رکوع و سجود اتنا طویل ہو، تو بتقاضائے بشریت پاؤں میں ورم آنا بڑی بات نہیں۔

❀ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا، آپ ﷺ نے سورت بقرہ شروع کی، میرا خیال تھا کہ سو آیات پر رکوع کریں گے، آپ ﷺ پڑھتے رہے، سوچا: ایک رکعت میں پوری سورت پڑھیں گے مگر آپ ﷺ پڑھتے رہے، خیال ہوا کہ اس کے اختتام پر رکوع کریں گے، آپ ﷺ نے سورت نساء شروع کر دی اسے مکمل کیا، تو آل عمران شروع کی اور مکمل پڑھی، نبی کریم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے، کسی تسبیح والی آیت سے گزرتے، تو تسبیح کہتے، سوال والی آیت سے گزرتے، تو سوال کرتے، تعوّذ والی آیت سے گزرتے، تو اللہ کی پناہ مانگتے، پھر آپ ﷺ نے قیام کے برابر رکوع فرمایا، سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر رکوع کے برابر لمبا قیام کیا، پھر سجدہ کیا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا، آپ کا سجدہ قیام کے برابر تھا۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح مسلم : 772)

سوال: کیا تہجد میں پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھنا مسنون ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے قول وفعل سے ثابت ہوا کہ تہجد سے پہلے دو ہلکی سی افتتاحی رکعتیں ادا کرنا مسنون ہے، تاکہ قیام اللیل میں نشاط پیدا ہو۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیام اللیل کا آغاز دو ہلکی سی رکعتوں سے کریں۔''

(صحيح مسلم : 768)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ قیام اللیل کی ابتداء میں دو ہلکی سی رکعتیں ادا فرماتے۔''

(صحيح مسلم : 767)

سوال: دعا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا ...... کب پڑھنی چاہیے؟

جواب: نماز فجر کے لیے جاتے وقت پڑھنی چاہیے۔

(صحيح البخاري : 6316؛ صحيح مسلم : 191/763، واللّفظ لهٗ)

سوال: تہجد چھوڑنے کا کیا نقصان ہے؟

جواب: بے شمار فضائل وخصائل سے محرومی ہے۔

سوال: کیا نماز تہجد کی کوئی مسنون قرأت ثابت ہے؟

جواب: نماز تہجد کے لیے مخصوص قرأت ثابت نہیں، قرآن کے کسی بھی مقام سے قرأت کی جاسکتی ہے۔ تہجد میں لمبا قیام مستحب ہے، جسے زیادہ قرآن یاد نہ ہو، وہ ایک سورت کو کئی بار بھی دہرا سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا تہجد کا وقت نصف رات کے بعد شروع ہوتا ہے؟

جواب: تہجد کا وقت نماز عشاء کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے۔نصف رات کے بعد تہجد کا وقت سب سے افضل ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص تہجد کے وقت نہ اٹھ سکے،تو وہ کیا کرے؟

جواب: تہجد کسی وجہ سے رہ جائے،تو ظہر سے پہلے پہلے بارہ رکعات ادا کر لینی چاہیے۔اس پر پورا اجر مل جاتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ، وَكَانَ إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ، أَوْ مَرِضَ؛ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَي عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''رسول اللہ ﷺ کوئی عمل شروع کرتے،تو اس پر دوام فرماتے۔بیماری یا نیند کی وجہ سے رات کو تہجد رہ جاتی،تو دن کو بارہ رکعات ادا فرما لیتے۔''

(صحیح مسلم : 746)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ نَّامَ عَنْ حِزْبِهٖ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ، فَقَرَأَهٗ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ .

''قیام اللیل یا اس کا بعض حصہ رہ جائے، تو فجر اور ظہر کے درمیان ادا کر لیں، تہجد کا ثواب پالیں گے۔''(صحیح مسلم : 747)

رات کا وظیفہ رہ جائے، تو دن کو کیا جا سکتا ہے۔ یوں اجر و ثواب سے آپ محروم نہیں رہیں گے اور تسلسل بھی قائم رہ جائے گا۔

سوال: نماز تہجد کی جماعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کبھی کبھار نماز تہجد با جماعت پڑھنا بھی جائز ہے۔

❀ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت بقرہ شروع کی، میرا خیال تھا کہ سو آیات پر رکوع کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہے، سوچا: ایک رکعت میں پوری سورت پڑھیں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہے، خیال ہوا کہ اس کے اختتام پر رکوع کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت نساء شروع کر دی اسے مکمل کیا، تو آل عمران شروع کی اور مکمل پڑھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے، کسی تسبیح والی آیت سے گزرتے، تو تسبیح کہتے، سوال والی آیت سے گزرتے، تو سوال کرتے، تعوّذ والی آیت سے گزرتے، تو اللہ کی پناہ مانگتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کے برابر رکوع فرمایا، سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر رکوع کے برابر لمبا قیام کیا، پھر سجدہ کیا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا، آپ کا سجدہ قیام کے برابر تھا۔''

(صحیح مسلم : 772)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ، قُلْنَا: وَمَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ، وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا لمبا قیام کیا کہ میں نے برا ارادہ کرلیا۔ ہم نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ نے کیا ارادہ کیا؟ فرمایا: دل کیا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے کھڑے رہیں۔“

(صحيح البخاري: 1135، صحيح مسلم: 204/773)

سوال: صلاۃ التسبیح کی فضیلت اور طریقہ کیا ہے؟

جواب: اللہ رب العزت کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو نوافل کے ذریعے قرب بخشا، انہیں مغفرت وبخشش کے اسباب عطا فرمائے۔ ان اسباب میں سے ایک نمازِ تسبیح ہے۔ یہ بڑی فضیلت والی نماز ہے، روزانہ پڑھیں، ہفتہ میں یا مہینہ میں ایک مرتبہ، سال بعد ایک مرتبہ یا زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت وبرکت سے دامن بھرلیں۔ اس نماز کا ثبوت اور طریقہ ملاحظہ ہو۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”چچا! میں آپ کو تحفہ نہ دوں، میں آپ کو گراں مایہ چیز مفت عطا نہ کردوں، دس ایسی خصلتیں بیان نہ کروں کہ انہیں اپنائیں، تو اللہ تعالیٰ آپ کے اول وآخر، قدیم وجدید، دانستہ و نادانستہ، صغیرہ وکبیرہ، مخفی وظاہری تمام گناہ معاف

www.KitaboSunnat.com

کر دے؟ چار رکعات ادا کریں۔ ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھیں، پھر پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر حالت قیام میں ہی پندرہ دفعہ یہ کلمات پڑھیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ' اللہ پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے'، پھر آپ رکوع کریں اور رکوع کی حالت میں (تسبیحات کے بعد دس) مرتبہ یہ کلمات پڑھیں، رکوع سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں، سجدے کے لیے جھک جائیں اور سجدے کی حالت میں (تسبیحات کے بعد) دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں، سجدے سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں، دوسرا سجدہ کریں اور دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ وہی کلمات پڑھیں۔ یہ ہر رکعت میں پچھتر (75) تسبیحات ہو جائیں گی۔ چاروں رکعتوں میں اسی طرح کریں۔ روزانہ پڑھ سکتے ہیں، تو روزانہ پڑھیں، ورنہ ہفتے میں ایک بار، نہیں تو ہر مہینے ایک مرتبہ پڑھ لیں، یہ ممکن نہ ہو، تو سال میں ایک مرتبہ، یہ بھی ممکن نہ ہو، تو زندگی میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔''

(سنن أبي داود: 1297، سنن ابن ماجه: 1387، صحيح ابن خزيمة: 1216، المُعجم الكبير للطّبراني: 11622، المستدرك للحاكم: 318/1، المختارة للضّياء المقدسي: 332، وسندهٗ حسنٌ)

جمہور محدثین نے اس حدیث کی تصحیح یا تحسین کی ہے۔

❀ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا يُرْوٰى فِي هٰذَا الْحَدِيثِ إِسْنَادٌ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا .

''اس حدیث کی اس سے بہتر کوئی سند موجود نہیں۔''

(الإرشاد للخليلي :326/1، وسندہٗ صحيحٌ)

۞ امام ابوبکر بن ابی داود سجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَصَحُّ حَدِيثًا فِي التَّسْبِيحِ حَدِيثُ الْعَبَّاسِ .

''نمازِ تسبیح کے بارے میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ترین ہے۔''

(الثّقات لابن شاهين : 1356)

امام حاکم رحمہ اللہ (اتحاف المهرة لابن حَجَر : 484/7) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

۞ حافظ منذری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو ائمہ کی ایک جماعت نے صحیح کہا ہے، جن میں سے حافظ ابوبکر آجری رحمہ اللہ، ہمارے شیخ ابومحمد عبدالرحیم مصری رحمہ اللہ اور ہمارے شیخ حافظ ابوحسن مقدسی رحمہ اللہ بھی ہیں۔''

(التّرغيب والتّرهيب :468/1)

۞ حافظ علائی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ .

''یہ حدیث حسن صحیح ہے، اسے امام ابوداود رحمہ اللہ اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جید سند سے روایت کیا ہے۔''

(النّقد الصّحيح، ص 30)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

✿ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْإِسْنَادُ جَيِّدٌ . ”سند جید ہے۔“

(البدر المنير : 4/236)

✿ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ . ”یہ سند حسن ہے۔“

(اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة : 2/35، مرقاة الصّعود : 1/410)

سوال: نماز تسبیح کی جماعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز تسبیح انفرادی نماز ہے، باجماعت نماز تسبیح کا اہتمام مشروع نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی جماعت ثابت نہیں ہے۔ جن نوافل کی جماعت سنت سے ثابت ہے، انہی کو باجماعت ادا کرنا مشروع ہے، ورنہ تو سنن رواتب کی بھی جماعت جائز ہونی چاہیے، حالانکہ آج تک کسی مسلمان نے ایسا نہیں کیا، کوئی بتائے کہ اسے باجماعت ادا کرنا کیسے ممکن ہے؟ امام تو تسبیحات آہستہ آواز سے پڑھتا ہے، وہ پہلے ختم کر کے رکوع میں چلا جائے، تو مقتدی کیا کرے گا، یہ تسبیحات تو نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں، باجماعت ادائیگی کئی ایک سوالات کا پیش خیمہ اور الگ ادا کرنا خیر و بھلائی کو شامل ہے۔

✿ مفتی محمود صاحب اور مفتی عبد الحق حقانی صاحب لکھتے ہیں:

”صلاۃ التسبیح جماعت کے ساتھ منقول و مشروع نہیں ہے۔“

(فتاویٰ محمودیہ: 7/253، باب السنن والنوافل، جامعہ فاروقیہ، فتاویٰ حقانیہ: 3/266)

سوال: نماز تسبیح میں سہو ہو جائے، تو سجدہ سہو میں کون سی دعا پڑھی جائے؟

جواب: نماز تسبیح کے سجدہ سہو میں سجدہ کی کوئی سی دعا پڑھی جا سکتی ہے، تسبیح والی دعا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں پڑھی جائے گی۔

❀ امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: نمازی بھول گیا، تو کیا سجدہ سہو میں بھی دس مرتبہ تسبیحات پڑھے گا؟ فرمایا:

لَا ، إِنَّمَا هِيَ ثَلَاثُ مِائَةِ تَسْبِيحَةٍ .

”نہیں! یہ صرف (چار رکعات میں) تین سو تسبیحات ہیں۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: 481، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: رمضان کے آخری جمعہ کو باجماعت نماز تسبیح کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔

سوال: مختصر نماز تسبیح کیا ہے؟

جواب: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ، غَدَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي صَلَاتِي، فَقَالَ : كَبِّرِي اللّٰهَ عَشْرًا، وَّسَبِّحِي اللّٰهَ عَشْرًا، وَّاحْمَدِيهِ عَشْرًا، ثُمَّ سَلِي مَا شِئْتِ، يَقُولُ : نَعَمْ نَعَمْ .

”ایک صبح سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، مجھے کچھ ایسے کلمات سکھا دیجئے، جو نماز میں کہہ سکوں، فرمایا: دس دفعہ اللہ اکبر، دس دفعہ سبحان اللہ، دس دفعہ الحمدللہ کہیں، پھر مانگتی جائیں، وہ دیتا جائے گا۔“

(سنن التّرمذي: 481، سنن النّسائي: 1299، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“ ابن خزیمہ رحمہ اللہ (850) امام ابن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حبان رحمہ اللہ (2011) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (1/ 318) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

بعض اہل علم نے اس سے مختصر نماز تسبیح کا اثبات کیا ہے، جبکہ مختصر نماز تسبیح کا کوئی بھی قائل نہیں۔

❁ محدث محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْعِرَاقِيُّ : إِيرَادُ هٰذَا الْحَدِيثِ فِي بَابِ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ فِيهِ نَظَرٌ، فَإِنَّ الْمَعْرُوفَ أَنَّهٗ وَرَدَ فِي التَّسْبِيحِ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ لَا فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ .

''حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو صلاۃ التسبیح کے باب میں ذکر کرنا محل نظر ہے، معلوم شد کہ یہ نماز کے بعد کی تسبیح ہے، نہ کہ نماز تسبیح۔''

(تحفة الأحوذي :350/1)

سوال: نماز تسبیح چار رکعت ایک سلام سے پڑھی جائے یا دو دو کر کے؟

جواب: چار اکٹھی بھی ادا کی جاسکتی ہیں اور دو دو کر کے بھی۔

سوال: نماز تسبیح کے قومہ میں ہاتھ کھلے رکھیں یا باندھ لیں؟

جواب: کھلے چھوڑ دیں۔

سوال: کیا نماز تسبیح رمضان کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: سال بھر میں کسی بھی دن یا رات میں ادا کی جاسکتی ہے، البتہ ممنوعہ اوقات میں ادا نہیں کی جاسکتی، کیونکہ یہ سببی نماز نہیں۔

سوال: کیا نماز تسبیح زندگی میں کم از کم ایک بار پڑھنا واجب ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

جواب: نماز تسبیح واجب نہیں، نفل ہے اور بہت سی بھلائیوں کا موجب ہے۔

سوال: نماز تسبیح کی دعا کیا ہے؟

جواب: نماز تسبیح کی دعا یہ ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

یہ جملہ پوری چار رکعات میں تین سو دفعہ پڑھنا ہے، ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ۔

سوال: اگر نماز تسبیح کے کسی رکن میں تسبیح پڑھنا بھول جائیں، تو کیا کریں؟

جواب: اگلے رکن میں دگنی ادا کی جا سکتی ہے، بہتر ہے کہ سجدہ سہو بھی کرے۔

سوال: اقامت کہنے کے بعد امام کافی دیر تک کھڑا رہا، بعد میں تکبیر تحریمہ کہی، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اقامت اور تکبیر کے درمیان لمبا فاصلہ ہو سکتا ہے۔(بخاری: ۲۷۵، مسلم: ۶۰۵) گفتگو بھی کی جا سکتی ہے اور کوئی ضروری کام بھی کیا جا سکتا ہے، اس صورت میں اقامت دہرانے کی ضرورت نہیں۔

سوال: نماز پڑھ رہا تھا کہ قریب کوئی شخص پانی کے تالاب میں گر گیا، کیا اس کی جان بچانے کے لیے نماز توڑ سکتا ہے؟

جواب: اگر وہ جان بچا سکتا ہے، تو اس کے لیے نماز توڑ کر جان بچانا ضروری ہے۔ بعد میں نماز کا اعادہ کر لے۔

سوال: جماعت چھوڑ کر کسی دوسری مسجد میں جانا، تاکہ اس مسجد کی پوری جماعت میں شریک ہو سکے، کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، مگر بہتر یہی ہے کہ اسی مسجد میں جماعت کا جتنا حصہ ملے، اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریک ہو جائے اور بقیہ حصہ مکمل کر لے۔

سوال: سنت کی ایک رکعت پڑھ چکا، کہ نماز ظہر کھڑی ہوگئی، کیا دوسری رکعت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو سکتا ہے؟

جواب: فرض نماز کی اقامت ہو جائے، تو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔ اسے چاہیے کہ نماز توڑ کر فرائض میں شریک ہو جائے اور بعد میں سنتوں کی قضا دے لے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ .

”فرض نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو کوئی نفل نماز نہیں ہوتی۔“

(مسند الإمام أحمد : 2/331؛ صحيح مسلم : 710)

سوال: ایک شخص نے مسجد میں وضو کیا، مگر جماعت میں شریک نہ ہوا، کیونکہ وہ دوسری مسجد کا امام ہے، دوران جماعت وہ اپنی مسجد میں چلا گیا اور وہاں امامت کرائی، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: بالکل جائز ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص نفل کی نیت سے نماز عشاء میں شریک ہوا، عشاء اور سنت و وتر وہ پہلے پڑھ چکا ہے، تو کیا وہ سنت اور وتر دوبارہ دہرائے گا؟

جواب: نہیں دہرائے گا۔

سوال: جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں، کیا وہ نماز فجر کی امامت کرا سکتا ہے؟

جواب: کرا سکتا ہے۔ وہ نماز کے بعد سنتیں ادا کر لے۔

سوال: جو شخص بلا وجہ برسوں روزے نہ رکھتا تھا، اب کیا کرے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

جواب: اس پر صرف توبہ واستغفار ہے، قضا نہیں۔

سوال: کیا نماز قصر کی قضا قصر کی صورت میں دی جائے گی؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا قضا نماز مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب: کی جاسکتی ہے۔

سوال: قضائے عمری کا کیا حکم ہے؟

جواب: رمضان میں جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک بدعت تراش لی گئی ہے، اسے قضائے عمری کہتے ہیں۔ بعض نے نماز ایجاد کر کے اس کے ثبوت میں ایک حدیث بھی گھڑ ڈالی۔ ائمہ محدثین کے عقیدہ وعمل کے خلاف اپنا مذہب ایجاد کیا۔ علمائے امت کے متفقہ فہم اور اجماع کے مقابلہ میں فرد واحد کا فہم دین قرار دینے والوں نے اسلام میں رخنہ اندازی کی قبیح مثال قائم کی۔ قضائے عمری بھی اسی قبیل سے ہے۔ قضائے عمری اسلام میں نہیں تھی، خدا جانے کس نے گھڑ کر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دی، کار پردازان تقلید اسے لے اڑے اور جم گئے کہ ہمارے علما نے لکھی ہے، کوئی تو دلیل ہوگی۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

”حدیث: ”جس نے رمضان کے آخری جمعہ کو قضا نماز پڑھی، یہ اس کی عمر کے ستر برس تک فوت ہونے والی تمام نمازوں کا کفارہ ہوگی۔“ قطعی باطل ہے، کیوں کہ اجماع سے ثابت ہے کہ فوت شدہ عبادات کی کمی پوری نہیں ہوسکتی اور یہ اس اجماع کے مخالف ہے، دوسرے یہ کہ صاحب ہدایہ اور شارحین ہدایہ کی نقل غیر معتبر ہے، یہ لوگ نہ تو خود محدث تھے، نہ انہوں نے روایت کی نسبت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کسی محدث کی طرف کی ہے۔"

(الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، ص 356، ح : 519)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

"اس حدیث کے من گھڑت ہونے میں کوئی دوسری رائے ہی نہیں۔ یہ تو موضوعات پر لکھی کتابوں میں بھی نہیں پائی جاتی، اس دور میں فقیہانِ صنعاء کے ہاں مشہور ہو چکی ہے۔ وہ کثیر تعداد میں اس پر عامل ہیں، میں نہیں جانتا اسے کس نے گھڑا؟ بہر کیف اللہ جھوٹوں کو برباد کرے۔"

(الفوائد المجموعة، ص 54، ح : 115)

فوت شدہ نمازوں پر توبہ ہے۔ قضائے عمری نامی کسی نماز کا اسلام میں وجود نہیں، لہٰذا اس بدعت سے خود بھی بچیں اور لوگوں کو بھی آگاہ کریں۔

سوال: حیلہ اسقاط کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: حیلہ اسقاط کا مطلب یہ ہے کہ میت کی نماز جنازہ کے بعد یا پہلے میت کے ورثا اس کی طرف سے ایک من، ساڑھے بارہ سیر گندم اور کچھ نقد رقم اور قرآن مجید اس شخص کو دیتے ہیں، جس نے میت کی نماز جنازہ پڑھائی ہوتی ہے، تاکہ یہ صدقہ اس کی چھوٹی ہوئی نمازوں، روزوں اور حج کا کفارہ بن جائے۔

یہ بدعت ہے۔ اسلاف امت میں اس کا ثبوت نہیں۔ میت کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے، مگر اس انداز سے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا نہ میت کو مفید ہے اور نہ ورثا کو۔

سوال: جو ایک مدت تک قصر پڑھتا رہا، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسافر نہ تھا، تو نمازوں کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر کوئی ایسی صورت ممکن ہے، تو بھی اس پر نمازوں کا اعادہ نہیں۔ اس کی ادائیگی ہو چکی ہے۔

سوال: بے نمازی کے فوت ہونے کے بعد اگر ورثا اس کی طرف سے صدقہ ادا کر دیں، تو کیا اس کا نماز نہ پڑھنے کا گناہ ختم ہو جائے گا؟

جواب: نہیں۔

سوال: نماز استخارہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز استخارہ سنت موکدہ ہے، واجب نہیں ہے، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

حافظ عراقی رحمہ اللہ (806ھ) کہتے ہیں:

لَمْ أَرَ مَنْ قَالَ بِوُجُوْبِ الْإِسْتِخَارَةِ .

''میرے مطابق کسی نے نماز استخارہ کو واجب نہیں کہا۔''

(فتح الباري لابن حَجَر: 221/11)

سوال: نماز استخارہ کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: خیر و شر ہر کام کے دو پہلو ہیں، کسی بھی کام سے خیر کشید کر لینا اور شر سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا انسان کے بس میں نہیں، یہ قدرت صرف اللہ کریم کے پاس ہے اور استخارہ نام ہے خود سپردگی کا، کہ اللہ میں یہ کام کرنے جا رہا ہوں، تو اس کا وکیل ہے، اس میں خیر عطا کرنا، ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک کام میں بظاہر خیر نظر آتی ہے، مگر اس میں خیر ہوتی نہیں، یا خیر کے ساتھ شر بھی اُمڈ آتا ہے، اس لئے چاہیے کہ ہر کام سے پہلے استخارہ کر لیا جائے اور وہ کام اللہ کی نگہبانی میں سرانجام دیا جائے۔ تاکہ شر ختم ہو اور زندگی خوشیوں کا استعارہ بن جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ لِمَنْ هَمَّ بِأَمْرٍ سَوَآءٌ كَانَ ذَلِكَ الْأَمْرُ ظَاهِرُ الْخَيْرِ أَمْ لَا .

''ہر کام سے پہلے استخارہ مستحب ہے، اس میں بظاہر خیر ہو یا نہ ہو۔''

(شرح مسلم: 144/5)

سوال: کیا کسی دوسرے سے نماز استخارہ کروایا جا سکتا ہے؟

جواب: صاحب معاملہ استخارہ خود کرے، دوسرے سے نہ کروائے۔ کسی سے کروانا درست نہیں، ٹی وی چینلز پر استخارہ کا کاروبار عام ہے، دوسروں کے لئے استخارہ کیا جاتا ہے، یہ شکم پروری کا ذریعہ تو ہو سکتا ہے، شریعت نہیں ہے، ان سے بچیں اور اللہ سے تعلق مضبوط کریں، اسی میں بہتری ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ .

''دوسروں کی طرف سے نماز نہ پڑھیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي: 2918، وسندهٗ صحيحٌ)

اس پر اجماع ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَاةُ فَإِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهٗ لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَرْضًا عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَاةِ، وَلَا سُنَّةً، وَلَا تَطَوُّعًا، وَلَا عَنْ حَيٍّ، وَلَا عَنْ مَيِّتٍ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”اس پر اجماع ہے کہ کسی زندہ یا مردہ کی طرف سے نماز نہ پڑھی جائے، چاہے وہ نماز فرض ہو، سنت ہو یا نفل۔“ (الإستذکار : 10/167، 12/66)

سوال: استخارہ کی دعا کیا ہے؟

جواب: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں میں استخارہ یوں سکھاتے، جیسے قرآن کی سورت سکھا رہے ہوں، فرماتے: کسی کام کا ارادہ ہو، تو دو رکعت ادا کریں اور یہ دعا پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ أَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهٖ .

”یا اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے وسیلہ سے خیر کا طالب ہوں، تیری قدرت کے وسیلہ سے اس کام پر قدرت وطاقت چاہتا ہوں، تیرے فضل عظیم کا سوالی ہوں، تو قدرت رکھتا ہے، میں نہیں رکھتا، تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا، تو غیب کو خوب جانتا ہے، رب کریم! اگر یہ کام میرے دین، معاش اور انجام کار کے لئے بہتر ہے، تو مجھے اس کی توفیق عطا فرما، اسے میرے لئے آسان کر اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بابرکت بنا، اگر یہ کام میرے دین، معاش اور انجام کار کے لئے برا ہے، تو مجھے اس سے دور کردے، اسے مجھ سے دور کردے اور میرے لئے بہتر فیصلہ فرما اور اس پر اطمینان نصیب فرما۔“

(صحيح البخاري: 6382)

دعا میں هٰذَا الْأَمْر کی جگہ اپنی ضرورت بیان کریں۔

سوال: جو شخص عربی زبان سے واقف نہیں، تو وہ دعا میں هٰذَا الْأَمْر کی جگہ اپنی ضرورت کیسے بیان کرے؟

جواب: اسے چاہیے کہ دعا میں هٰذَا الْأَمْر ہی پڑھ لے اور اپنی ضرورت ذہن میں لائے، عربی کے علاوہ کسی زبان میں الفاظ بولنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: استخارہ کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: استخارہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور مسلمان کے لیے محفوظ قلعہ ہے، ہمارے ہاں اس سنت کو انتہائی بھیانک تعبیریں پہنا دی گئی ہیں، اسے ذوق اسلام کے مطابق سمجھنے کے بجائے اس قدر الجھا دیا گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ استخارہ یہ ہے کہ دو رکعت ادا کریں اور دعائے استخارہ پڑھ کر کام شروع کریں، مثلاً:

☆ رشتہ طے کرنے کے لئے گھر سے نکلیں، تو استخارہ کریں۔

☆ کاروبار شروع کرنے سے پہلے استخارہ کریں۔

☆ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے استخارہ کرلیں۔

ہمارے ہاں جو یہ ذہن پایا جاتا ہے کہ استخارہ کے بعد سو جائیں، خواب میں اشارہ ملے گا، بے حقیقت ہے، قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا منگنی اور رشتے کے لیے استخارہ مسنون ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے منگنی کے لئے استخارہ کی مخصوص دعا سکھائی ہے۔

❀ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کسی کو نکاح کا پیغام بھیجیں، تو اسے پوشیدہ رکھیں، وضو کریں، نماز پڑھیں، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کریں اور یہ دعا پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ فَإِنْ رَأَيْتَ لِي فُلَانَةً (تُسَمِّيْهَا بِاسْمِهَا) خَيْرًا لِّي فِي دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي فَاقْدُرْهَا لِي وَإِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا لِّي مِنْهَا فِي دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي فَاقْضِ لِي بِهَا .

”یا اللہ! تو طاقت رکھتا ہے، میں نہیں رکھتا، تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا، تو ہی غیب کو جاننے والا ہے، اگر فلاں عورت (یہاں عورت کا نام لیا جائے) میرے دین، دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے، تو اسے میرا مقدر بنا دے، اگر کوئی دوسری عورت میرے دین، دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے، تو میرے حق میں اس کا فیصلہ فرما۔“

(معجم الطّبراني الكبير : 133/4، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 147/7، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1220) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (4040) نے ”صحیح“ کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (314/1) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کے راویوں کو ”ثقہ“ قرار دیا ہے۔

❀ نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا، تو انہوں نے کہا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى أُوَامِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلٰى مَسْجِدِهَا .

''میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتی، جب تک اپنے رب سے استخارہ نہ کر لوں، یہ کہہ کر اپنی جائے نماز پر کھڑی ہو گئیں۔''

(صحيح مسلم : 1428)

سوال: کیا ایک کام کے لیے ایک سے زائد بار استخارہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: ایک کام میں ایک بار استخارہ کرنا چاہیے، بار بار استخارہ درست نہیں۔

سوال: نماز استخارہ کی دو رکعتوں میں کوئی مخصوص قرأت ثابت ہے؟

جواب: کوئی مخصوص قرأت ثابت نہیں۔

سوال: کیا فرض یا سنتوں کے بعد نماز استخارہ کی دعا پڑھنے سے استخارہ ہو جاتا ہے؟

جواب: استخارہ کی مستقل نماز ہے، کوئی دوسری نماز اس سے کفایت نہیں کرتی۔

❁ علامہ محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا تَحْصُلُ سُنَّةُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ بِوُقُوْعِ الدُّعَآءِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَرِيْضَةِ .

''یہ الفاظ دلیل ہیں کہ فرض نماز کے بعد دعائے استخارہ پڑھنے سے سنت استخارہ ادا نہیں ہوتی۔'' (تُحفة الأحوذي : 482/2)

سوال: کیا استخارہ کی دعا نماز کے بعد ہی کی جائے گی یا پہلے بھی کی جا سکتی ہے؟

جواب: دعائے استخارہ نماز کے بعد ہی کی جائے گی۔

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛

اَلْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ وَالدُّعَاءِ عَقِيْبَهَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَا أَعْلَمُ فِي ذٰلِكَ خِلَافًا .

’’حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے نماز استخارہ کی مشروعیت اور اس کے بعد دعا پر دلیل ہے۔اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔‘‘(نَیل الأوطار : 89/3)

سوال: جسے نماز استخارہ زبانی یاد نہ ہو، وہ کیا کرے؟

جواب: ہر مسلمان کو دعائے استخارہ یاد کرنی چاہیے، اس کے معانی اور مطالب بھی سیکھنے چاہیے، یاد نہ ہو، تو دیکھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا نماز استخارہ ممنوعہ اوقات میں ادا کی جا سکتی ہے؟

جواب: نماز استخارہ اوقات ممنوعہ میں بھی ادا کی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ سببی نماز ہے۔

سوال: ایک کام کرنے کا ارادہ ہے، اس میں تین افراد شریک ہیں، کیا ہر ایک الگ الگ استخارہ کرے یا ایک ہی کافی ہے؟

جواب: ہر شخص کو الگ الگ استخارہ کرنا چاہیے۔

سوال: کاروبار کے لیے استخارہ کرنا ہے، تو گھر والوں میں سے کون استخارہ کرے؟

جواب: جس نے کاروبار کی باگ ڈور سنبھالنی ہے، اسی کو استخارہ کرنا چاہیے۔

سوال: کسی کی شادی طے کرنی ہے، کون استخارہ کرے؟

جواب: عموماً شادی لڑکی اور لڑکے کے سرپرست کرتے ہیں، اس لیے استخارہ بھی سرپرست کرے گا۔

سوال: نماز استخارہ کے سہو پر سجدہ سہو ہوگا ؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا دو کاموں کے لیے ایک ہی استخارہ کافی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: ہر کام کے لیے الگ الگ استخارہ ہوگا۔

سوال: کیا نماز استخارہ کی جماعت ثابت ہے؟

جواب: نماز استخارہ کی جماعت ثابت نہیں۔

سوال: کیا کسی ناجائز کام کے لیے استخارہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: استخارہ صرف جائز اور مباح کام کے لیے کیا جا سکتا ہے۔ ناجائز کام کے لیے استخارہ نہیں، کیونکہ استخارہ کا مطلب اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کرنا ہے اور ناجائز اور گناہ کے کام میں خیر نہیں۔

سوال: کیا استخارہ کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے؟

جواب: ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

سوال: کیا قرأت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: ظہر کی چار سنتوں میں قعدہ اولیٰ بھول جائے، تو کیا کرے؟

جواب: سجدہ سہو کر لے، سنت ادا ہو جائیں گے۔

سوال: بھول سے کوئی سورت شروع کی، پھر کوئی اور سورت پڑھی، کیا سجدہ سہو لازم ہوگا؟

جواب: اس پر سجدہ سہو نہیں۔

سوال: مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، یاد آنے پر کیا کرے؟

جواب: بقیہ نماز مکمل کرے اور سجدہ سہو کر لے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جب یہ معلوم نہ ہو کہ کس غلطی پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے، تو کیا کرے؟

جواب: ہر سہو پر سجدہ سہو کیا جائے گا۔

سوال: ایک شخص جماعت میں اس وقت پہنچا، جب امام نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر رہا تھا، کیا وہ شریک جماعت ہو یا نہ ہو؟

جواب: بعد میں آنے والا بھی تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شامل ہو جائے، اسے جماعت میں شامل ہونے کا اجر مل جائے گا۔

سوال: اگر کسی امام نے ایک رکعت میں تین سجدے کرا دیے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: آخر میں سجدہ سہو کر لے، نماز مکمل ہے۔

سوال: امام پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہوا، مقتدی نے ''سبحان اللہ'' بھی کہا، مگر امام نے رکعت جاری رکھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام تنبیہ کے باوجود پانچویں رکعت جاری رکھے، تو مقتدیوں کو چاہیے کہ امام کی اقتدا میں پانچویں رکعت ادا کر لیں اور آخر میں سجدہ سہو کر لیں، نماز مکمل ہے۔

سوال: اخیر رکعت میں تشہد پڑھا اور کھڑا ہو کر فوراً بیٹھ گیا، کیا سجدہ سہو ہے؟

جواب: سجدہ سہو کرے گا۔

سوال: امام عیدین کی تکبیرات بھول گیا، یا کم کہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ سہو کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جسے نماز میں سہو ہوا، مگر سجدہ سہو کرنا بھی بھول گیا، بعد میں یاد آیا، تو کیا کرے گا؟

جواب: جب یاد آیا، سجدہ سہو کر لے، نماز ہو جائے گی۔

سوال: امام عشاء کی تیسری رکعت میں جہر کرنے لگا، تنبیہ کرنے پر جہر ترک کر دیا، کیا سجدہ سہو لازم ہوگا؟

جواب: اس پر سجدہ سہو نہیں۔

سوال: کیا قعدہ اولیٰ میں تشہد سے زائد پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے؟

جواب: قعدہ اولیٰ میں تشہد سے زائد درود یا دعا تک پڑھنا مشروع و مستحب ہے۔ اس پر سجدہ سہو لازم کہنا بے دلیل ہے۔

سوال: رکوع کی تسبیح میں غلطی سے بسم اللہ پڑھ لیا، سجدہ سہو ہے؟

جواب: اس پر سجدہ سہو نہیں۔

سوال: سورت فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول جائے، کیا سجدہ سہو لازم ہوگا؟

جواب: اس پر سجدہ سہو نہیں۔

سوال: سجدہ سہو سلام سے پہلے کریں یا بعد میں؟

جواب: سجدۂ سہو (نماز میں بھول چوک کے سجدے) کے دو طریقے ثابت ہیں۔

پہلا طریقہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نمازی نماز مکمل کرے، پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرلے، پھر نماز کا سلام پھیر دے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر میں (بھول کر) درمیانی تشہد پڑھے بغیر کھڑے ہوگئے، جب نماز پوری کرلی تو:

”(اس بھولے ہوئے تشہد کے بدلے میں) آپ نے بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے دو سجدے کرلیے، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔“

(صحيح البخاري : ١٢٣٠، صحيح مسلم : ٥٨٠)

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب کسی کو نماز میں شک پڑ جائے کہ اس نے تین رکعتیں ادا کی ہیں یا چار تو اسے چاہیے کہ شک ختم کرے، یقین پر بنیاد ڈالے، پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرلے، اگر اس نے (بھول کر) پانچ رکعتیں پڑھ لیں، وہ (ان دو سجدوں کی وجہ سے) اس کی نماز کو جفت کر دیں گی، اگر چار پوری کرنے کے لیے (ایک رکعت) پڑھی ہے، وہ دونوں (سجدے) شیطان کی تذلیل کے لیے ہیں۔“

(صحيح مسلم : ٥٧١)

دوسرا طریقہ:

سلام کے بعد دو سجدے کرے، پھر سلام پھیرے،

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، ابراہیم (راویٔ حدیث) کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے (بھول کر نماز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں) کمی کی یا زیادتی کی، جب آپ نے سلام پھیرا تو عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے، آپ نے فرمایا، وہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، آپ نے ایسے ایسے نماز ادا فرمائی ہے، اس پر آپ نے اپنے پاؤں مبارک کو دوہرا کیا، قبلہ کی طرف رخِ انور فرمایا اور دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔ جب ہماری طرف متوجہ ہوئے، تو فرمایا: اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو میں آپ کو آگاہ کرتا، لیکن میں بشر ہوں، جیسے آپ بھول جاتے ہیں، اسی طرح میں بھی بھول جاتا ہوں، جب میں بھول جاؤں، تو مجھے یاد کروا دیا کریں، جب کسی کو نماز میں شک پڑ جائے، تو درستی کے لیے سوچ بچار کرے اور اسی پر اپنی نماز پوری کر لے، پھر سلام پھیرے، پھر دو سجدے کرے۔''

(صحيح البخاري : ٦٠١)

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی، تین رکعات کے بعد سلام پھیر دیا، پھر اپنے گھر تشریف لے گئے، خرباق نامی آدمی کھڑا ہوا، جس کے ہاتھ قدرے لمبے تھے، اس نے کہا: اللہ کے رسول! اس نے آپ کا یہ فعل مبارک ذکر کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں چادر گھسیٹتے ہوئے آئے اور فرمایا: کیا یہ سچ کہہ رہے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! اس پر آپ نے ایک رکعت پڑھی، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔

(صحيح مسلم : ٥٧٤)

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے سجدۂ سہو کے بارے میں فرمایا:

''سلام پھیرے، پھر سجدہ کرے، پھر سلام پھیرے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : ٤٤٢/١، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

نماز مکمل کرے، سلام کے بعد دو سجدے کرے، پھر تشہد پڑھے، پھر سلام پھیرے۔

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھائی، آپ ﷺ بھول گئے، (سلام پھیرنے کے بعد) دو سجدے کیے، پھر تشہد بیٹھے، پھر سلام پھیرا۔“

(سنن أبي داوٗد : ۱۰۳۹، سنن التّرمذي : ۳۹۵، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ”حسن غریب صحیح“ امام ابن الجارود (۲۴۷) امام ابن خزیمہ (۱۰۶۲) نے ”صحیح“ اور امام ابنِ حبان (۲۶۷۰، ۲۶۷۲) ، امام حاکم (۱/ ۳۲۳) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

تشہد کا ذکر محمد بن سیرین کے شاگردوں میں سے صرف اشعث بن عبدالملک حرانی نے کیا ہے، اگر چہ وہ ”ثقہ“ ہیں، مگر یہ زیادت محفوظ نہیں، کیونکہ امام ابن سیرین فرماتے ہیں کہ ”میں نے تشہد کے بارے میں (کچھ) نہیں سنا، تشہد بیٹھنا ہی مجھے محبوب ہے۔“ (سنن ابی داوٗد: ۱۰۱۰) تو یہ اس روایت کے لیے موجبِ ضعف ہے، نیز امام ابن منذر (الاوسط: ۳/ ۳۱۷)، حافظ بیہقی (۲/ ۳۵۵)، حافظ ابن عبدالبر (التمہید: ۱۰/ ۲۰۹) وغیرہم رحمہم اللہ نے تشہد کے الفاظ کو خطا اور غیر ثابت قرار دیا ہے۔

سوال: ایک شخص کو یقین ہے کہ میں نے نماز پوری پڑھی ہے، مگر دوسرے لوگ کہیں کہ آپ نے ایک رکعت کم پڑھی ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اپنا یقین کافی ہے۔ سجدہ سہو نہیں۔

سوال: کیا نوافل اور سنن میں سہو پر بھی سجدہ سہو ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جی ہاں۔

سوال: جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو ہے یا نہیں؟

جواب: ہر نماز میں سہو پر سجدہ سہو ہے۔

سوال: جس نے سجدہ والی آیت کا ترجمہ پڑھا، کیا وہ سجدہ تلاوت کرے گا؟

جواب: سجدہ تلاوت صرف آیت پڑھنے پر ہے، ترجمہ پر نہیں۔

سوال: سجدہ تلاوت کا حکم کیا ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت مستحب ومسنون ہے۔

سوال: کیا سجدہ تلاوت رہ جانے پر فدیہ ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت مستحب ومسنون عمل ہے۔ چھوڑنے پر گناہ نہیں، نہ ہی کوئی فدیہ ہے، لہٰذا فدیہ مستحب قرار دینا ایجاد دین اور بدعت ہے۔ سلف میں اس کا کوئی قائل تھا، نہ فاعل۔

❀ مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”سجدہ تلاوت رہ گئے ہوں، تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدے کے بدلے میں پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ کیا جائے۔“

(جواہر الفقہ: ۱/۳۹۳)

یہ فتویٰ بلا دلیل ہے۔

سوال: سورت حج میں کتنے سجدے ہیں؟

جواب: سورت حج میں دو سجدے ہیں۔

❀ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی، کیا سورۂ حج میں دو سجدے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، سورۂ حج میں دو سجدے ہیں، جس نے یہ دو سجدے نہ کیے، اس نے ان دونوں آیات کو نہیں پڑھا یا وہ ان دونوں آیات کو نہ پڑھے۔

(سنن أبي داوٗد : ١٤٠٢، سنن التّرمذي : ٥٧٨، مسند أحمد : ١٥١/٤، ١٥٥، وسندهٗ حسن)

❁ ثعلبہ بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سورۂ حج کی قراءت کی، اس میں دو سجدے کیے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ١١/٢، شرح معاني الآثار للطّحاوي : ٣٦٢/١، وسندهٗ صحيح)

❁ عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ نے سورۂ حج میں دو سجدے کیے۔

(مؤطأ الإمام مالك : ٢٠٦/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ٣١٨/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سورۂ حج میں دو سجدے کیے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ١١/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سورۂ حج کے آخری سجدہ کی تلاوت کی اور منبر سے اتر کر سجدہ کیا۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ١٨/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شافعی (الام : ١/ ١٣٨)، امام احمد بن حنبل (مسائل احمد واسحاق : ٩١/١)، امام اسحاق بن راہویہ (جامع ترمذی تحت حدیث : ٥٧٨)، امام عبداللہ بن مبارک (جامع ترمذی تحت حدیث: ٥٧٨) اور امام ابن منذر رحمہم اللہ (الاوسط لابن المنذر: ٥/ ٢٦٧) سورۂ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج میں دو سجدوں کے قائل ہیں۔

سوال: سجدہ تلاوت میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت مستحب ہے، یہ اسی وقت کرنا چاہیے، جب آیت سجدہ تلاوت کی جائے۔

سوال: کیا ممنوع اوقات میں سجدہ تلاوت کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جب تلاوت کی جا سکتی ہے، تو سجدہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

سوال: غیر مسلم سجدہ والی آیت تلاوت کرے، تو کیا سننے والا مسلمان سجدہ کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے۔

سوال: اگر مجمع عام میں آیت سجدہ کی تلاوت کی گئی، تو کیا سجدہ کیا جائے گا؟

جواب: ممکن ہو، تو سب سجدہ تلاوت کریں گے۔

سوال: کیا قرآن کے تمام سجدہ ہائے تلاوت آخر میں کر لے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: درست نہیں۔ سجدہ اسی وقت کیا جائے گا، جب آیت سجدہ تلاوت کی۔

سوال: سجدہ والی آیت کا کچھ حصہ تلاوت کیا، تو کیا سجدہ تلاوت کرے گا؟

جواب: کیا جا سکتا ہے۔

سوال: امام کا نماز سے پہلے یہ کہنا کہ فلاں رکعت میں سجدہ تلاوت ہوگا، کیسا ہے؟

جواب: بہتر ہے۔

سوال: مجبوری کی صورت میں ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر ایسی مجبوری بن جائے کہ ناپاک کپڑوں کے علاوہ کوئی کپڑے دستیاب نہ ہوں، تو انہی میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اگر جنگل بیابان میں لباس موجود ہی نہ ہو، تو کیا برہنہ حالت میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اس صورت میں پڑھی جاسکتی ہے۔

سوال: ضعف کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ضعف اتنا ہو کہ کھڑا ہونا سخت دشوار ہو، تو فرض نماز بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

سوال: بیماری اتنی ہے کہ خود وضو یا تیمّم کی طاقت نہیں رکھتا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کی مدد سے وضو یا تیمّم کرلے۔

سوال: مریض کے لیے قبلہ رخ ہونے کی طاقت نہیں، کوئی معاون بھی نہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جس طرف رخ ہے، اسی طرف نماز پڑھ لے۔

سوال: جس میں نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو، تو کیا وہ فدیہ دے سکتا ہے؟

جواب: فدیہ صرف روزوں کا ہے، نماز کا فدیہ نہیں۔ جو کھڑے ہونے کی سکت نہیں رکھتا، وہ بیٹھ کر پڑھ لے، جو بیٹھ نہیں سکتا، وہ لیٹ کر پڑھ لے، جو لیٹ کر بھی نہیں پڑھ سکتا، وہ اشاروں سے پڑھ لے اور جو اس سے بھی زیادہ بیمار ہے، تو وہ دل کے ساتھ نماز کا ارادہ کرے اور نماز کی حرکات کو خیال کرتا رہے۔

سوال: ایک شخص کو چوبیس گھنٹوں کے بعد ہوش آیا، وہ نمازوں کا کیا کرے؟

جواب: جب ہوش آیا، تمام نمازیں اسی وقت ترتیب وار پڑھ لے۔

سوال: کیا صدقہ کرنے سے نمازوں کا کفارہ ادا ہوسکتا ہے؟

جواب: نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جو شخص جہاز میں ملازمت کرتا ہے، وہ نمازوں کا کیا کرے؟

جواب: وہ مسافر ہی متصور ہوگا، جب تک جہاز میں ڈیوٹی کرتا رہے، اس پر سفر کے احکامات لاگو ہوں گے۔

سوال: جو شخص کسی دوسرے شہر کی جیل میں قید ہے، اسے معلوم نہیں کہ کب آزادی مل جائے، تو وہ نمازوں کا کیا کرے؟

جواب: اگر اسے امید ہے کہ انیس دن سے پہلے پہلے آزادی مل سکتی ہے، تو قصر کرتا رہے، خواہ اس کشمکش میں کئی ماہ گزر جائیں۔

سوال: اغوا شدہ قصر کرے یا پوری پڑھے؟

جواب: اغوا شدہ قصر کر سکتا ہے۔

سوال: فوجی قصر کریں گے یا پوری پڑھیں گے؟

جواب: اگر اپنے علاقہ میں ہیں، تو پوری پڑھیں گے اور اگر دوسرے علاقہ میں ہیں یا معرکہ پر ہیں، تو قصر کر سکتے ہیں۔

سوال: اگر کوئی جنگل میں ایک ماہ کا قیام کا ارادہ رکھتا ہے، کیا قصر کرے گا؟

جواب: اگر جنگل میں کوئی قیام گاہ ہے، تو ایک ماہ کے ارادہ سے قصر نہیں کر سکتا اور اگر قیام گاہ نہیں ہے، کبھی جنگل کی ایک جگہ پر رات گزارتا ہے، تو کبھی کسی دوسری جگہ پر، تو اس صورت میں وہ مسافر کے حکم میں ہوگا اور قصر کرے گا۔

سوال: سفر میں سنن راتبہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: سفر میں نماز کی سنتیں ادا کی جا سکتی ہیں، لیکن اس صورت میں جب نماز قصر نہ کی ہو، قصر اگر کر لی ہے، تو بہتر ہے کہ سنتیں نہ پڑھیں۔ سفر میں دیگر نوافل کا اہتمام البتہ نبی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ کی سنت ہے، جو بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں متروک ہو چکی ہے۔

① سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو سواری پر نفل پڑھتے دیکھا۔ آپ سر کے اشارے سے نماز پڑھتے، اس کی پرواہ کئے بغیر کہ سواری کا منہ کس طرف ہے، البتہ فرض نماز سواری پر ادا نہیں کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1097)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ، حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ، يُومِىءُ بِرَأْسِهٖ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ .

”رسول اللہ ﷺ سواری کی پشت پر نفل پڑھ لیا کرتے تھے، رُخ جدھر بھی ہوتا۔ آپ ﷺ سر کے اشارے سے نماز پڑھتے۔ (راوی کہتے ہیں:) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1105، صحيح مسلم : 39/100)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيث جَوَازُ التَّنَفُّلِ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ، وَهٰذَا جَائِزٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

”یہ احادیث سواری پر نفل کے جواز پر دلیل ہیں، چاہے سواری کا رُخ جس طرف بھی ہو۔ اس پر مسلمانوں کا اِجماع ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(شرح صحيح مسلم : 210/5)

③ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ؛ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ صَلَّى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نوافل کا ارادہ کرتے، تو اونٹنی کا رخ قبلہ کی طرف کرتے اور تکبیر کہتے، پھر نماز پڑھتے رہتے، جس سمت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آپ کو لے جاتی۔“

(سنن أبي داوٗد : 1225، مسند الإمام أحمد : 203/5، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المهذب : 234/3) اور حافظ منذری رحمہ اللہ (مختصر أبي داود : 59/2) نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : 438/3) نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: کیا سفر میں وتر پڑھے گا؟

جواب: سفر میں وتر پڑھے گا۔

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهٗ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ .

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نوافل ادا کر لیتے تھے، اس کا منہ جدھر بھی ہوتا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس پر وتر بھی پڑھ لیتے تھے، فرض سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1098، صحيح مسلم : 39/700)

② ابو مجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، سفر میں وتر کیسے پڑھیں؟ فرمایا:

رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ .

”رات کے آخری حصے میں ایک رکعت پڑھیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 301/2، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ أَوْتَرَ فِي السَّفَرِ .

”آپ رضی اللہ عنہ نے سفر میں وتر پڑھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 301/2، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: عورت کا وطن اصلی سسرال ہے یا والدین کا گھر؟

جواب: عورت کا رخصتی کے بعد وطن اصلی سسرال ہوگا، جب والدین کے گھر آئے گی، تو مسافر متصور ہوگی۔

سوال: جو شخص چاند پر گیا، ایک مہینہ قیام کا ارادہ ہے، تو کیا وہ قصر کرے گا؟

جواب: اگر ارادہ انیس دن سے زائد کا ہے، تو قصر نہیں کرسکتا۔

سوال: کیا قصر کے لیے اپنے علاقہ سے نکلنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: جو شخص ظہر کے بعد سفر کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ ظہر اور عصر کو جمع کرنا چاہتا ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا وہ قصر کرے گا یا پوری پڑھے گا؟

(جواب): وہ ظہر اور عصر دونوں پوری پڑھے گا، قصر ادا نہیں کرے گا۔ اور جو شخص سفر پر ہے اور واپسی میں ظہر اور عصر کو جمع کرنا چاہتا ہے، تو قصر کرے گا، خواہ اسے عصر کے وقت اپنی اقامت گاہ پہنچنے کا یقین ہو۔

(سوال): بعض کہتے ہیں کہ سنتوں کی قضا نہیں، کیا یہ بات درست ہے؟

(جواب): سنتوں کی قضا دینا جائز اور مسنون ہے۔

❀ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا، تو ان کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَهُمَا هَاتَانِ.

”ابو امیہ کی دختر! آپ نے عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں پوچھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبد قیس کے کچھ لوگ آئے تھے، انہوں نے مجھے ظہر کے بعد والی دو رکعت سے مصروف کر دیا، میں وہی دو رکعت پڑھ رہا ہوں۔“

(صحيح البخاري: 1233، صحيح مسلم: 833)

❀ اس حدیث کے تحت علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ فَوَائِتَ النَّوَافِلِ تُقْضٰى وَلَا تُتْرَكُ.

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ نوافل رہ جائیں، تو ان کی قضا دی جائے، نہ کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انہیں چھوڑ دیا جائے۔"

(أعلام الحديث :655/1)

❀ نیز حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ السُّنَنَ الرَّاتِبَةَ إِذَا فَاتَتْ يُسْتَحَبُّ قَضَاؤُهَا وَهُوَ الصَّحِيحُ عِنْدَنَا .

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن راتبہ رہ جائیں، تو ان کی قضا مستحب ہے، ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے۔"

(شرح النّووي : 121/6)

❀ علامہ طیبی رحمہ اللہ (٧٤٣ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ النَّوَافِلَ الْمُؤَقَّتَةَ تُقْضٰى كَمَا تُقْضَى الْفَرَائِضُ .

"یہ حدیث دلیل ہے کہ جن نوافل کا وقت مقرر ہے، (وہ رہ جائیں، تو) فرائض کی طرح ان کی بھی قضا دی جائے۔"

(شرح مشكاة المَصابيح : 1121/4)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (٧٩٢ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ السُّنَنَ الرَّوَاتِبَ تُقْضٰى، وَأَنَّ قَضَاءَ هَا جَائِزٌ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَبَعْدَ الْفَجْرِ مِثْلُهُ، لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا .

"یہ حدیث دلیل ہے کہ سنن رواتب (رہ جائیں، تو ان) کی قضا دی جائے گی، نیز دلیل ہے کہ عصر کے بعد نوافل کی قضا دینا جائز ہے، اسی طرح فجر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد بھی، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔"

(التّنبيه على مشكِلات الهِداية : 694/2)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے، رات کے آخری پہر پڑاؤ ڈالا، سو گئے، نماز فجر لیٹ ہوگئی، نیند سے بیدار ہوئے، تو سورج طلوع ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، فجر کی دو سنتیں ادا کیں، پھر نماز فجر پڑھائی۔

(صحيح مسلم : 680)

❁ شارح مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ لِقَضَاءِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ إِذَا فَاتَتْ .

"یہ حدیث دلیل ہے کہ سنن راتبہ رہ جائیں، تو ان کی قضا دی جائے۔"

(شرح النّووي : 183/5)

❁❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۵۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جس گاؤں میں سوا سو گھر آباد ہوں، وہاں جمعہ اور عید کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے گاؤں میں جمعہ اور عید درست ہیں۔

سوال: خطبہ شروع کر دیا، بعد میں کسی نے عصا پکڑا یا، تو کیا کرے؟

جواب: عصا پکڑ لے، کوئی حرج نہیں۔

سوال: اقامت سے پہلے یا بعد میں درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔

سوال: جمعہ کب پڑھنا چاہیے؟

جواب: زوال آفتاب کے بعد جلدی جمعہ ادا کرنا چاہیے۔

سوال: ایک شخص نماز جمعہ کے تشہد میں شامل ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص نماز جمعہ کی ایک بھی رکعت نہ پا سکا، وہ ظہر کے چار فرائض ادا کرے گا۔

(سنن الدارقطني : 1608، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: اگر دو مسجدیں قریب قریب ہیں، کیا دونوں میں جمعہ درست ہے؟

جواب: درست ہے۔

سوال: کیا بستیوں میں جمعہ پڑھا جا سکتا ہے؟

جواب: قریہ کا اطلاق شہر پر بھی ہوتا ہے اور دیہات پر بھی۔ بستیوں میں جمعہ بالا جماع جائز ہے۔ مسلمان قرآن کریم کے عموم کے مطابق ہر جگہ جمعہ کے قائل ہیں، وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

بستی ہو، شہر ہو، صحراء ہو یا جنگل۔ جہاں بھی تین یا اس سے زائد مسلمان ہوں، وہ جمعہ ادا کریں۔ یہ قید لگانا کہ جمعہ صرف بڑے شہر میں ہوتا ہے، بستیوں میں جمعہ نہیں ہوتا، بے دلیل مؤقف ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ .

”مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ مسجد عبد قیس میں ادا کیا گیا، جو بحرین کی ایک بستی میں واقع ہے۔“

(صحيح البخاري : 892)

❀ اس حدیث کے تحت حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْجُمُعَةَ تُقَامُ فِي الْقُرٰى، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : لَا تُقَامُ إِلَّا فِي الْأَمْصَارِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ بستیوں میں بھی جمعہ ادا کیا جائے گا۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جمعہ صرف شہروں میں ہی ادا ہو سکتا ہے۔“

(كشف المُشكل من حديث الصّحيحين : 420/2)

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک خط کے جواب میں فرمایا:

جَمِّعُوا حَيْثُ كُنْتُمْ .

www.KitaboSunnat.com

”جہاں بھی ہوں، جمعہ ادا کریں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 101/2، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ قول عام ہے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق جمعہ ہر جگہ ادا کیا جا سکتا ہے،شہر کی قید نہیں۔ اس اثر میں شہر کی قید لگانا بلا دلیل ہے۔

تنبیہ:

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَشْرِيقَ وَلَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ .

”نماز عید اور نماز جمعہ صرف ان آبادیوں میں فرض ہے، جن کے باشندے مستقل رہائش پذیر ہیں۔“

(معرفة السّنن والآثار للبيهقي : 6330، وسندهٗ صحيحٌ)

قرآن کریم کے عموم اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق ہر جگہ جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے،سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل علم کے اقوال کا یہ مطلب نہیں کہ بستیوں میں جمعہ یا عید ادا نہیں ہو سکتی، بلکہ اہل علم نے اس کے دو مفہوم بیان کیے ہیں:

① حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَشْبَهُ بِأَقَاوِيلِ السَّلَفِ وَأَفْعَالِهِمْ فِي إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى الَّتِي أَهْلُهَا أَهْلُ قَرَارٍ لَيْسُوا بِأَهْلِ عُمُودٍ يَتَنَقَّلُونَ إِنَّ ذٰلِكَ مُرَادُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

”سلف کے اقوال و افعال سے درست بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان بستیوں میں جمعہ قائم کیا جائے گا، جہاں لوگ مقیم ہوں اور ان میں نہیں، جہاں لوگ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسافر ہوں اور انہوں نے وہاں سے کوچ کر جانا ہو، علی رضی اللہ عنہ کی یہی مراد ہے۔“

(المُهذّب في اختصار السّنن الكبير : 1109/3)

② علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ أَرَادَ بِذٰلِكَ الْقُرَى الَّتِي فِيهَا وَالٍ مِّنْ جِهَةِ الْإِمَامِ، فَيَكُونُ مُرَادُهُ أَنَّهُ لَا جُمُعَةَ إِلَّا بِإِذْنِ الْإِمَامِ فِي مَكَانٍ لَّهُ فِيهِ نَائِبٌ يُقِيمُ الْجُمُعَةَ بِإِذْنِهِ، وَبِذٰلِكَ فَسَّرَهُ أَحْمَدُ فِي رِوَايَةٍ عَنْهُ .

”اس سے مراد وہ بستیاں ہیں، جن میں کوئی والی ہوتا ہے، جسے امام نے مقرر کیا ہوتا ہے، تو ان کی مراد یہ ہوگی کہ جمعہ صرف امام کی اجازت سے ہوتا ہے، ایسی جگہ میں، جہاں اس کا کوئی نائب ہو، وہ اس کی اجازت سے جمعہ پڑھائے گا۔ امام احمد نے یہی تفسیر کی ہے۔“

(فتح الباري لابن رجب : 140/8)

سوال: جمعہ کی دوسری اذان کے بعد کاروبار کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمعہ کی دوسری اذان کے بعد کاروبار حرام ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (الجمعة : ٩)

”مومنو! جب جمعہ کی نماز کے لیے آذان کہہ دی جائے، تو ذکر الٰہی (خطبہ سننے) کے لیے لپکو اور کاروبار بند کر دو، جان لو، تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ مفسر قرآن، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰى تَحْرِيمِ الْبَيْعِ بَعْدَ النِّدَاءِ الثَّانِي .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ دوسری آذان کے بعد کاروبار حرام ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 122/8)

سوال: کیا اردو زبان میں وعظ کی جا سکتی ہے؟

جواب: کی جا سکتی ہے۔

سوال: رمضان کے آخری جمعہ میں ''خطبہ الوداع'' پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں، سلف امت ایسا نہیں کرتے تھے۔

سوال: کیا پچاس آدمی جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: تین آدمی بھی جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: کیا مؤذن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر اذان کہنے کے لیے امام کے قریب جا سکتا ہے؟

جواب: جا سکتا ہے، گردنیں نہ پھلانگنے کی ممانعت خطبہ شروع ہونے کے بعد ہے۔

سوال: جنگل میں جمعہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن وحدیث اور آثار کے عموم کا تقاضا ہے کہ جنگل میں بھی جمعہ پڑھا جائے گا۔

سوال: کافر ریاست میں جمعہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: کافر مملکت میں بھی جمعہ پڑھا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: دوران خطبہ نبی کریم ﷺ کا نام نامی آئے، تو کیا خطیب اور سامعین درود پڑھیں گے؟

جواب: ضرور پڑھیں گے۔

سوال: خطبہ سے پہلے تمام لوگوں کا باآواز بلند درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔

سوال: کیا بارش میں جمعہ کی نماز باجماعت گھر میں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: بارش ہو، تو گھر میں ظہر کی چار رکعت باجماعت ادا کر سکتے ہیں، دو رکعت ادا کرنا جائز نہیں۔ البتہ خطبہ دے کر دو رکعت جمعہ بھی ادا ہو سکتا ہے۔

سوال: جو شخص پنجگانہ نماز نہ پڑھتا ہو، کیا اس کی نماز جمعہ صحیح ہے؟

جواب: اسے نماز جمعہ کا ثواب ملے گا۔

سوال: مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب بہ نسبت گھر میں پڑھنے کے زیادہ ملتا ہے، کیا یہ ثواب نوافل میں بھی ہے؟

جواب: نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہیں، مسجد میں باجماعت نماز سے ثواب فرائض کے ساتھ خاص ہے۔

سوال: خطبہ جمعہ کا وقت ہو چکا ہے، کچھ لوگ دیر سے آنے کی وجہ سے سنتیں ادا کر رہے ہیں، کیا امام ان کا انتظار کرے یا خطبہ شروع کر دے؟

جواب: امام منبر پر بیٹھ جائے اور جو لوگ سنتیں ادا کر رہے ہیں، وہ دو پڑھ کر سلام پھیر دیں اور امام کے خطبہ کے لیے ہمہ تن گوش ہو جائیں۔

سوال: کیا ناخن تراشنا ضروری ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: ناخن تراشنا فطرت ہے، اسی میں پاکیزگی ہے۔ چالیس دن کے اندر ناخن کاٹنا ضروری ہے، اس سے تاخیر کبیرہ گناہ ہے۔ ناخن بڑے ہوں، تو ان میں میل کچیل اور گندگی پھنس جاتی ہے، جو دیکھنے والوں کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے۔

کئی لوگ خصوصاً خواتین، ناخن بڑھاتی ہیں اور فخریہ طور پر ایک دوسرے کو دکھاتی ہیں۔ یہ اعلانیہ گناہ ہے۔ بعضوں نے ایک دو ناخن بڑھائے ہوتے ہیں، یہ بھی ناجائز ہے، یہ غیر مسلموں کی تہذیب ہے، جس سے بعض نادان متاثر ہو چکے ہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ .

”پانچ چیزیں فطرت ہیں؛ ختنہ کروانا، لوہے کا استعمال (زیر ناف بالوں کی صفائی کے لئے)، بغلوں کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں پست کرنا۔“

(صحيح البخاري : ٥٨٨٩، صحيح مسلم : ٢٥٧)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ؛ قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ . قَالَ زَكَرِيَّا : قَالَ مُصْعَبٌ : وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ .

”دس خصائل فطرت ہیں؛ (۱) مونچھیں کاٹنا، (۲) داڑھی بڑھانا، (۳) مسواک کرنا، (۴) وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانا، (۵) ناخن کاٹنا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(٦) انگلیوں کے جوڑ دھونا، (٧) بغلوں کے بال نوچنا، (٨) زیر ناف بال مونڈنا، (٩) استنجا کرنا۔ دسویں چیز راوی (مصعب) بھول گئے ہیں، کہتے ہیں: شاید وہ کلی ہو۔'' (صحیح مسلم : ٢٦١)

سوال: ناخن تراشنے کی زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟

جواب: چالیس دن سے پہلے پہلے ناخن تراشنا ضروری ہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الْإِبِطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، أَنْ لَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیں لینے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال صاف کرنے کی آخری حد چالیس دن رکھی ہے کہ اس سے زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔'' (صحیح مسلم : ٢٥٨)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهٗ وَيَقُصُّ شَارِبَهٗ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ .

''آپ رضی اللہ عنہ ہر جمعہ اپنے ناخن تراشتے تھے اور مونچھیں کاٹتے تھے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 244/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

اَلْأَفْضَلُ أَنْ يُقَلِّمَ أَظْفَارَهٗ وَيُحْفِيَ شَارِبَهٗ وَيَحْلِقَ عَانَتَهٗ وَيُنَظِّفَ بَدَنَهٗ بِالْاغْتِسَالِ فِي كُلِّ أُسْبُوعٍ مَّرَّةً فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَفِي كُلِّ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَّلَا يُعْذَرُ فِي تَرْكِهٖ وَرَاءَ الْأَرْبَعِينَ ...... وَلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُذْرَ فِيمَا وَرَاءَ الْأَرْبَعِينَ وَيَسْتَحِقُّ الْوَعِيدَ .

”افضل یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ ناخن کاٹے جائیں، لبیں لی جائیں، زیر ناف بال صاف کیے جائیں اور غسل کیا جائے، اگر ایسا نہ کر پائے، تو پندرہ دن بعد کر لے، چالیس دن تک بھی اگر ایسا نہیں کرتا، تو عذر قبول نہیں، بلکہ وعید کا مستحق ٹھہرے گا۔“ (فتاویٰ عالمگیری: ۱/ ۳۵۷)

سوال: میت کے ناخن تراشنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی بنا پر یا سستی و کاہلی کی وجہ سے ناخن نہ تراش سکا اور اسے موت آ گئی، تو زندہ لوگ اس کے ناخن نہیں تراشیں گے، کیونکہ اس عمل کی کوئی شرعی دلیل نہیں، نیز یہ عمل زندہ لوگوں کے لیے باعث ضرر ہے، جبکہ میت کو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

❀ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ عَانَةِ أَوْ ظُفُرِ الْمَيِّتِ .

”وہ میت کے زیر ناف بال مونڈھنا اور اس کے ناخن تراشنا مکروہ سمجھتے تھے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 245/3، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کے خلاف اسلافِ امت سے کچھ ثابت نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے میت کو غسل دیا اور استرا منگوایا۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 246/3)

اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

تُقَلَّمُ أَظْفَارُ الْمَيِّتِ . ”میت کے ناخن اتار دیے جائیں گے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات حماد رحمہ اللہ کے سامنے ذکر کی، تو انہوں نے اس کا رد کیا اور فرمایا:

أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَقْلَفَ، أَيُخْتَتَنُ؟

"بھلا بتائیے کہ اگر وہ مختون نہ ہو، تو کیا اس کا ختنہ بھی کیا جائے گا؟"

(مصنّف ابن أبي شيبة: 246/3، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ سارے کام زندگی سے متعلق ہیں۔ اگر اس نے زندگی میں سستی کا ہلی کی ہے، تو اس کا گناہ لکھ دیا گیا ہے اور اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر ایسا نہ کر سکا، تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اب موت کے بعد کی صفائی پر کوئی جزا و سزا نہیں۔

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُولُ ذٰلِكَ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ: إِذَا كَانَ أَقْلَفَ أَيُخْتَتَنُ؟، يَعْنِي: لَا يُفْعَلُ.

"بعض لوگ کہتے ہیں: میت کے ناخن کاٹ دیے جائیں، جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ مختون ہو، تو کیا اس کا ختنہ کیا جائے گا؟ یعنی ایسا کرنا درست نہیں۔"

(مسائل الإمام أحمد لأبي داوٗد: 246/3)

جب غیر مختون کا موت کے بعد ختنہ کرنے کا کوئی بھی قائل نہیں، تو ناخن اور بال کاٹنا بھی جائز نہیں۔

ثابت ہوا کہ میت کے ناخن کاٹنا درست نہیں۔ یہ مُردے کے لیے بے فائدہ اور زندوں کے لیے تکلیف دہ عمل ہے۔

سوال: جمعہ کے دن ناخن تراشنے کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: مستحب ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَقُصُّ شَارِبَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ .

”آپ رضی اللہ عنہ ہر جمعہ اپنے ناخن تراشتے تھے اور مونچھے کاٹتے تھے۔“

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 244/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: ناخن خطبہ جمعہ سے پہلے اتارنے چاہییے یا بعد میں؟

جواب: پہلے تراشنے چاہییں۔

سوال: ایک مسجد میں دوبار جمعہ ہوسکتا ہے؟

جواب: اگر بعض افراد جمع ہوں، مسجد میں جمعہ ہو چکا ہو اور کوئی جمعہ پڑھانے والا بھی ہو، تو وہ جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔ جب مسجد میں دوسری جماعت ہوسکتی ہے، تو جمعہ بھی ہوسکتا ہے۔

سوال: کتاب سے دیکھ کر خطبہ پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد کا ہونا شرط ہے؟

جواب: مسجد کا ہونا شرط نہیں۔

سوال: کیا دوران خطبہ سامعین اذکار کر سکتے ہیں؟

جواب: سامعین کو چاہیے کہ خاموشی سے امام کا خطبہ سماعت فرمائیں، اذکار نہ کریں، البتہ اگر امام کے کسی جملہ پر سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ جیسے کلمات ادا کر لیں، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا دار الحرب میں جمعہ جائز ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے۔

سوال: جہاں گائے کی قربانی نہ ہوتی ہو، کیا وہاں عید اور جمعہ جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا خطبہ کے دوران سنتیں ادا کی جا سکتی ہیں؟

جواب: جب امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھ جائے، تو نوافل نہیں پڑھنے چاہیے، البتہ جو شخص مسجد میں داخل ہو، تو دو سنت ادا کیے بغیر نہیں بیٹھے گا۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آ کر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلیک! کھڑے ہو کر دو مختصر رکعت ادا کیجیے۔ پھر فرمایا: جمعہ کے دن خطبہ کے دوران آنے والا دو مختصر رکعت پڑھ کر بیٹھے۔''

(صحيح البخاري: 1166؛ صحيح مسلم: 875، واللّفظ لهٗ)

سوال: جمعہ میں خطبہ طویل ہونا چاہیے یا قرأت؟

جواب: جمعہ کا خطبہ مختصر ہونا چاہیے اور نماز جمعہ میں مسنون قرأت ہونی چاہیے۔ جمعہ کی نماز میں سورت اعلیٰ اور سورت غاشیہ کی تلاوت مسنون ہے۔ (مسلم: ۸۷۸) اسی طرح سورت جمعہ اور سورت منافقون کی قرأت بھی مسنون ہے۔ (مسلم: ۸۷۷)

سوال: امام خطبہ دے رہا تھا کہ کوئی بڑا علم والا شخص مسجد میں داخل ہوا، کیا امام اس عالم کو اپنی جگہ کھڑا کر سکتا ہے؟

جواب: اگر کھڑا کر دے، تو جمعہ ہو جائے گا۔

سوال: کیا جیل میں جمعہ درست ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر جیل میں کوئی جمعہ پڑھانے والا ہے، تو جمعہ درست ہے۔

سوال: کیا کسی مکان کے احاطہ میں جمعہ جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مسجد میں لوگوں کی گنجائش نہ ہو، تو کیا عیدگاہ میں جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے؟

جواب: ادا کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا دوران خطبہ سامعین کا سر ڈھانپنا ضروری ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا درست ہے؟

جواب: بوقت ضرورت جائز ہے۔

سوال: کیا نماز جمعہ کے لیے خطبہ دینا فرض ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا خطبہ کی غلطی سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے؟

جواب: خلل واقع نہیں ہوتا۔

سوال: جمعہ کی فرضیت کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمعہ کی فرضیت قطعی الثبوت ہے۔اس کا منکر کافر ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ جمعہ صرف رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا ہے، صحابہ نے اس سے منع کیا ہے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: یہ جھوٹ ہے، صحابہ سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔

سوال: جمعہ کی نماز کے بعد دعا کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: دعا کسی بھی وقت مانگی جا سکتی ہے، بشرطیکہ دعا کو اس وقت کے ساتھ خاص نہ کیا جائے اور اس کے اس وقت میں مستحب یا واجب ہونا کا نظریہ نہ ہو۔

سوال: کیا نابینا خطبہ دے سکتا ہے؟

جواب: جب نابینا امامت کرا سکتا ہے، تو خطبہ بھی دے سکتا ہے۔

سوال: گمراہ کے پیچھے جمعہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: گمراہ کی اقتدا میں جمعہ جائز نہیں۔

سوال: اذان جمعہ سے پہلے الصلاۃ والسلام علیک ...... کہنا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے، اسلاف میں اس کا وجود تک نہیں۔

سوال: کیا عورتیں نماز جمعہ میں شرکت کر سکتی ہیں؟

جواب: باپردہ انتظام موجود ہے، تو عورتوں کا جمعہ میں شرکت کرنا بہت اچھا ہے۔

سوال: کیا خطیب منبر پر پہنچ کر لوگوں کو یہ کہہ سکتا ہے کہ آگے آ جائیں یا اندر آ جائیں، وغیرہ؟

جواب: کہہ سکتا ہے۔

سوال: بلا عذر جمعہ ترک کرنے پر کیا وعید ہے؟

جواب: بلا عذر مسلسل تین جمعہ چھوڑنے پر سخت وعید ہے۔

❀ سیدنا ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ ...... فَهُوَ مُنَافِقٌ .

”جس نے بلا عذر تین جمعے چھوڑ دیئے، وہ منافق ہے۔“

(صحيح ابن خزيمة : 1857، صحيح ابن حبّان : 258، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ جُمَعٍ مُتَوَالِيَاتٍ، فَقَدْ نَبَذَ الْإِسْلَامَ وَرَاءَ ظَهْرِهِ .

”جس نے مسلسل تین جمعے چھوڑے، اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔“

(مسند أبي يعلٰى : 2712، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: جمعہ کی دوسری اذان کب کہی جائے؟

جواب: جب امام منبر پر بیٹھ جائے۔

سوال: جمعہ کے دوران مسجد کے لیے چندہ جمع کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جمعہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

جواب: جمعہ فرض عین ہے۔

سوال: بسا اوقات اپنے علاقہ کی مسجد کو چھوڑ کر خطبہ سننے کے لیے دوسرے علاقہ یا شہر کی مسجد میں جانا کیسا ہے؟

جواب: کسی اچھے عالم یا خطیب کو سننے کے لیے دوسرے علاقہ کی مسجد میں جانا جائز ہے، مگر اسے معمول نہیں بنانا چاہیے۔

سوال: ایک مسجد میں بڑے عالم نے خطبہ دینا ہے، کیا قریب کے مساجد کے خطبا اپنے سامعین کو لے کر بڑے عالم کا خطبہ سننے کے لیے جا سکتے ہیں، جبکہ ان کی مساجد میں خطبہ نہ دیا جائے؟

جواب: جائز ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا خطبہ جمعہ سننا واجب ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: جس خطیب کی تنخواہ مقرر ہو، کیا اس کی اقتدا درست ہے؟

جواب: تنخواہ والے خطیب کی اقتدا درست ہے۔

سوال: کیا خطبہ میں سورت ق کی تلاوت مسنون ہے۔

جواب: جی ہاں، مسنون ہے۔(مسلم:۸۷۳)

سوال: کیا جمعہ والے دن سورت کہف کی تلاوت مسنون ہے؟

جواب: جمعہ کے دن سورت کہف کی تلاوت ثابت نہیں۔

سوال: کیا نوکری کی وجہ سے جمعہ ترک کرنا جائز ہے؟

جواب: نوکری کی وجہ سے جمعہ ترک کرنا جائز نہیں۔

سوال: جو شخص جان بوجھ کر جمعہ نہ پڑھے، تو کیا وہ ظہر بھی نہ پڑھے؟

جواب: وہ ظہر تو پڑھے گا، اسے ظہر کا ثواب ملے گا، مگر جمعہ ترک کرنے کا گناہ ہوگا۔

سوال: خطبہ کے دوران منبر پر چڑھ کر اترنا کیسا ہے؟

جواب: ضرورت کے تحت اترا جا سکتا ہے۔

سوال: نماز جمعہ کے لیے اگر خطیب نہ آئے، تو کیا کوئی عام شخص خطبہ دے سکتا ہے؟

جواب: دے سکتا ہے۔

سوال: کیا کوئی مقتدی دوران خطبہ خطیب کو مخاطب کر سکتا ہے؟

جواب: ضرورت کے تحت مقتدی خطیب کو مخاطب کر سکتا ہے۔

سوال: خطبہ جمعہ یا عیدین میں تعوذ وتسمیہ بلند آواز سے پڑھی جائے گی؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جی ہاں۔

سوال: حدیث: ''جب کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام منبر پر ہو، تو امام کے فارغ ہونے تک نہ کوئی نماز ہے اور نہ کلام۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت معجم کبیر طبرانی (۱۳۷۰۸) میں آتی ہے۔ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ ایوب بن نہیک اور یحییٰ بن عبداللہ بابلتی دونوں ضعیف ہیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے دوران خطبہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو گرتے دیکھا، تو خطبہ موقوف کر کے انہیں اٹھایا، کیا کسی دوسرے کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ اس عمل کو نبی کریم ﷺ کا خاصہ قرار دینا بے دلیل ہے۔ بلکہ یہی حدیث دلیل ہے کہ خطبہ کو ضرورت کے پیش نظر موقوف کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا بیمار کے لیے خطبہ جمعہ میں حاضر ہونا واجب ہے؟

جواب: بیمار جو مسجد میں نہیں آسکتا ہے، اس پر جمعہ واجب نہیں۔

سوال: کیا مکبر کے لیے امام سے اجازت لینا ضروری ہے؟

جواب: ضروری نہیں۔

سوال: کیا خطبہ میں اجتماعی دعا مانگی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: خطبہ سے پہلے وعظ کرنا کیسا ہے؟

جواب: خطبہ میں وعظ کرنا جائز ہے، خطبہ سے پہلے وعظ کرنا ثابت نہیں۔

سوال: کیا جامع مسجد کو چھوڑ کر محلّہ کی مسجد میں جمعہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اگر محلّہ کی مسجد میں جمعہ کا اہتمام ہے، تو اس میں جمعہ پڑھنا جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جو شخص جمعہ کے ساتھ احتیاطی ظہر ادا کرتا ہے، کیا اس کا جمعہ ہو جائے گا؟

جواب: جمعہ تو ہو جائے گا، مگر احتیاطی ظہر ادا کرنے کی وجہ سے بدعت کا مرتکب ہو گا، کیونکہ قرون اولیٰ میں اس کا ذکر نہیں، بلکہ قرآن وحدیث میں اس کی اجازت ثابت نہیں۔

سوال: نماز جمعہ کی جماعت سے پہلے صفیں درست کرنے کو کہنا کیسا ہے؟

جواب: مسنون ہے۔ نماز جمعہ کیا، ہر نماز سے پہلے صفیں درست کروانی چاہیے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے فرمایا کرتے تھے:

سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ.

”صفیں درست کریں، کیونکہ صفوں کی درستی نماز کا قائم کرنا ہے۔“

(صحيح البخاري: 723؛ صحيح مسلم: 433)

سوال: جو شخص بستی میں ہونے کی وجہ سے جمعہ ادا نہیں کرتا، کیا وہ ترک جمعہ کی وعید میں داخل ہے؟

جواب: جمعہ ہر جگہ پر فرض ہے، خواہ گاؤں ہو یا شہر، لہٰذا گاؤں میں جمعہ ترک کرنے والا بھی ترک جمعہ کی وعید میں داخل ہے۔

سوال: کیا عیدین کی تکبیرات باآواز بلند پکاری جائیں گی؟

جواب: جی ہاں۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى، فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ، فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ السُّوقِ فَيُكَبِّرُونَ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَاحِدًا.

”آپ رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (باآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

حاضرین مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، تو بازار والے سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، یوں منیٰ ایک ساتھ تکبیر سے گونج اُٹھتا۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 6267، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا عیدگاہ میں بآواز بلند تکبیرات کہہ سکتے ہیں؟

جواب: کہہ سکتے ہیں۔

سوال: کیا عید کا خطبہ اور نماز الگ الگ شخص پڑھا سکتا ہے؟

جواب: عید کی نماز ایک شخص پڑھائے اور خطبہ دوسرا شخص دے، تو ایسا کرنا جائز ہے، مگر بہتر یہی ہے کہ نماز اور خطبہ ایک ہی شخص پڑھائے۔

سوال: عید الفطر کے دن بوجہ بارش نماز نہ ہو سکی، کیا دوسرے دن نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: اگر اتنی زیادہ بارش ہے کہ عیدگاہ اور مسجد میں پہنچنا ممکن نہ ہو، تو اگلے دن نماز عید پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: ایک شخص نے دو جگہ عید کی نماز ادا کی، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، پہلی جگہ فرض ہو جائے گی اور دوسری جگہ نفل۔

سوال: عید کی نماز کے لیے اعلان کرنا کیسا ہے؟

جواب: عید کی نماز کہاں پڑھنی ہے، کس وقت پڑھنی ہے؟ اس کا اعلان کرنا درست اور جائز ہے، تاکہ لوگ بروقت جماعت میں شریک ہو جائیں۔

سوال: عید کے لیے اذان یا اقامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: عید کے لیے اذان یا اقامت کہنا ثابت نہیں۔

✿ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

”میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئی مرتبہ عیدین ادا کیں، اس کے لیے نہ اذان کہی گئی اور نہ اقامت۔“

(صحیح مسلم : 887)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”عید کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (نماز عید) میں شرکت کی، آپ ﷺ خطبہ کے بجائے نماز سے ابتدا کی، اس میں نہ کوئی اذان تھی اور نہ اقامت۔“

(صحیح مسلم : 885)

سوال: کیا عیدین کی نماز میں سہو پر سجدہ سہو ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: عیدین کی زائد تکبیرات بھول جائیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ سہو کر لیا جائے، نماز مکمل ہے۔

سوال: عیدین کا خطبہ منبر پر کھڑے ہو کر پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔ اگر عذر ہو، تو بیٹھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے۔

سوال: عیدین میں پہلے خطبہ ہے یا نماز؟

جواب: پہلے نماز ادا کی جائے گی۔ (بخاری: ۹۵۷، مسلم: ۸۸۸)

سوال: عیدین کی نماز کے بعد دعا کا کیا حکم ہے؟

جواب: عیدین میں خطبہ کے بعد یا نماز کے بعد اجتماعی دعا کی جا سکتی ہے، البتہ دعا کو بغیر شرعی دلیل کے کسی موقع یا وقت کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “